BROWN BOOK AND TIGHT BINDING BOOK

page missing book222to223

TEXT FLY WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222674
UNIVERSAL LIBRARY

تحفۂ جوہری

بامنہ

طبع زاد شاعر نازک خیال لالہ مکند لعل صاحب المتخلص بہ جوہری

ساکن قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ نائب مددگار مہتمم بندوبست سرکار عالی

باہتمام

منشی سلامت اللہ صاحب مہتمم مطبع افسر المطابع

در مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۱۶

Checked 1965

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قلم کو حمد باری سے ملا پھل اوج طوبیٰ کا
لب جان بخش پر مہر نبوت خال کو سمجھے
ہوا حسن بتان ہمکو ذریعہ حق شناسی کا
جو تجھپر مرتے ہیں وہ زندۂ جاوید ہوتے ہیں
صدف کے قطرہ ہائی دُر میں ہی تنویر قدرت کے
تمہارے حسن میں ہم نور حق ہیں دیکھنے والے
سہ و خورشید وا انجم سے کیا پر نور گھر اپنا
چھپایا خوشہ ہائی تاک کو پردہ میں گو لیکن
عبث پھرتا ہے گردون ظرف گر کی چرخ کی صورت

مری ہر بیت نے پایا ہی پایہ عرش اعلیٰ کا
ہوا اب مصطفٰے کا عشق تھا یہ پہلے جو عیسیٰ کا
لگا یا ہم نے صنعت سے پتا صناع یکتا کا
ترا تو اک کرشمہ ہے جو تھا اعجاز عیسیٰ کا
جو آنکھیں ہون تو دیکھو نور ہر قطرہ میں دریا کا
وہ چھوڑو لن ترانی بھول جا وعدہ موسیٰ کا
زمین کوئی جانان کا اوڑایا چرخ نے خاکا
نہ چھوڑا دختر رز کو کسی سکش نے جب تاکا
بنایا جام سے کا خاک سے ہیرے نہ اک خاکا

ملا تھا جوہری موسیٰ کو کوہ طور کا سر

نہ آیا جب نظر مین اون کے جلوہ روئے زیبا کا

مہ نخشب کو جو اُس رخ کے مقابل نظر آیا / ناقص مہ نو سے مہ کامل نظر آیا

ہر بزم مین وہ زینت محفل نظر آیا / ہے سب سے جدا سب مین وہ شامل نظر آیا

بے صبر و خرد کاہل و غافل نظر آیا / یہہ دل مرا ہر نقص مین کامل نظر آیا

موزون نہ ہوا مصرعہ قامت کے برابر / یہہ مصرعہ شمشاد تو مہمل نظر آیا

ایکدم مین کیا قہر تری تیغ نگہہ نے / بیجان کوئی زخمی کوئی بسمل نظر آیا

سب رنج و غم و ہجر دیا دلکو خدا نے / صد شکر کہ وہ اسکے بھی قابل نظر آیا

ہوش و خرد و تاب و توان عشق سے بھاگے / ثابت قدم اس راہ مین ایکدل نظر آیا

مجبور ہوئی نزع سے ہم مر کے کسی پر / آسان بھی اس عشق مین مشکل نظر آیا

اس عشق کے منزل مین ہوا سنگ رہ آخر / جو سنگ نشان بر سر منزل نظر آیا

شمشیر نگہہ سے ہوا دل سینہ مین زخمی / قاتل ہی نظر آیا نہ بسمل نظر آیا

ہر ایک تعلق سے جو تھا جوہری آزاد
وہ عشق سے پابند سلاسل نظر آیا

دلکو الجھاتی رہی کاکل پیچان کیا کیا / رات دیکھا کئے ہم خواب پریشان کیا کیا

ناگنی زلف کے مارے ہین مسلمان کیا کیا / کافر عشق بنے صاحب ایمان کیا کیا

مر گئے لیکے گئے سینہ مین ارمان کیا کیا / حسرتونسی ہی بھری گور غریبان کیا کیا

خاک مین حیف ملی حشمت شاہان کیا کیا / اہل سامان ہوئے یان بے سر و سامان کیا کیا

آج گھر مین مرے آئے ہین سخندان کیا کیا
ناتوان مور کے مہمان ہین سلیمان کیا کیا

ابر ہو باغ ہو ہو پری مین ہو پری شیشہ مین مے
دیکھو ہین اس دل دیوانے کو ارمان کیا کیا

بیحساب اپنی گنہ ہین تو نہین بیم حساب
کوئی دیکھیگا مرے دفتر عصیان کیا کیا

کیون نہ مین نوح کے طوفان کو کہانی سمجھون
مجھکو دکھلائی ہین ان آنکھون نے طوفان کیا کیا

آبلے پانون پڑے دشت سے آنے نہ دیا
الجھے دامن سے مرے خار مغیلان کیا کیا

اے خزان تو نے یہہ کیون کہوئی بہار گلشن
چہچہے کرتے تھے یہان مرغ خوش الحان کیا کیا

لے لیا بوسہ خطا کی کرو تقصیر معاف
بخش دیتا ہی خدا بندہ کی عصیان کیا کیا

شدت نزع گئی سر سے سبکدوش کیا
میری گردن پہ ہین اوس تیغ کی احسان کیا کیا

چاہ تخت سے نظر مین کبھی چاہ کنعان
کنوے جھکوائیگا یہ خال زنخدان کیا کیا

حسن کب چھپتا ہے آخر سر بازار آیا
چاہ مین چھپ کے رہا یوسف کنعان کیا کیا

دام مین اونکے نہ یہہ طائر وحشی آیا
دلکو الجھاتی رہی تار گریبان کیا کیا

دیدہ سے وصل سے بھی کم نہ ہوئی دلکی تپش
درد بڑھتا گیا کرتے رہے درمان کیا کیا

حور و غلمان و پری مین وہ کہان ناز و ادا
دلربا ہوتی ہین یہ حضرت انسان کیا کیا

جوہری دیدہ تر کا جو اشارہ ہو جائے
ابر کا کام کرے گوشہ دامان کیا کیا

آج بے پردہ جو وہ مہر منور نکلا
پردۂ ابر مین چھپکر مہ انور نکلا

قامت یار قیامت سے بھی بڑھکر نکلا
چشم بد دور غضب فتنہ محشر نکلا

ظلم پر ظلم سہی اُف نہ نکلا مُنہ سے
دل جسے سمجھے تھے وہ سینہ مین پتھر نکلا

ہو سکا پھر نہ حساب ورق گنہہ گارو نکا
حشر مین میرے گنا ہو نکا جو دفتر نکلا

خانۂ چشم ہوا اشک سے سیلاب مین غرق
گھر کو برباد کیا طفل یہ ابتر نکلا

سبزہ آغاز ہوا حُسن بڑہا عارض کا
خط یہہ نکلا ہے کہ آئینہ مین جوہر نکلا

وصف لعل لب شیرین کے بندہی ہین مضمون
شعر مین فی الحقیقہ قند مکرر نکلا

باعث کثرت غربت ہین یہی دانہ و آب
آب و دانہ کے سبب سے گوہر نکلا

تیرے آنے سے ہوئی بزم حسینان برہم
تارے چھپ جائین نکیون جب شہ خاور نکلا

حال دل اسکے شب وصل مین جو کہنے لگے
نیند کسطرح پڑیگی جو یہہ دفتر نکلا

بت کا بندہ ہوا کی پیر مغان کی بیعت
جوہری کعبہ سے کیا دل مین سمجھکر نکلا

بوسہ دینے مین نہ شرمائے گا
ایک دیجئے گا تو دس پائے گا

اپنے عاشق کو نہ ترسائے گا
حشر مین حق سے جزا پائے گا

میرے رونے کی جھڑی دیکھہ تو لو
عین بارش مین کہان جائے گا

دل مین دفتر مین شکایت کے بھرے
مُنہ مرا آپ نہ کھلوائے گا

نظر آئیگا تمہارا ہم شکل
آئینہ دیکھہ کے شرمائے گا

ایک بوسے کے عوض مین دس لو
اس خفا ہونے سے کیا پائے گا

قطعہ

کوئی یہہ حضرت ناصح سے کہو
مجھکو سمجھانے سے کیا پائے گا

یہ تو سمجھو کہ نہ سمجھے جو کوئی
آپ کیا پھر اوسے سمجھائے گا

کرتے ہین اون سے جو بوسہ کا سوال
کہتے ہین جائیے پھر آئیے گا

باوفا ہمسا ملے گا نہ کوئی
ہم کہے دیتے ہین پچھتائیے گا

جوہری آنکھین ہین آہوے ختن
عشق مین اون کے خطا پائیے گا

ہوا اسقدر جو زور ضعف سے لاغر بدن اپنا
مناسب ہے کہ ہو زنالوان ہی گورکن اپنا

رہے ملبوس ایمان بیابانسے بدن اپنا
یہی ہے پیرہن اپنا یہی ہو پھر کفن اپنا

بنائین ہم صغیر کیا نشیمن کیا وطن اپنا
قفس بیت الحزن ہی بنا قفس ہی ہے چمن اپنا

دل و جان دین و ایمان سبزۂ خط کی کیا غارت
جسے ہم خضر سمجھے تھے ہوا وہ راہزن اپنا

عنایت ہوتے ہین بوسے ہمین جسکے لب
ہوئے ہم زیر فرمان بہ طلب یا یمن اپنا

اگر ہین چھوڑ دو زنار سے کیون قتل کرتے ہو
خدا کیواسطے ہاتھو سنبھالو کچھ چلن اپنا

نگاہ لطف کی کسکو توقع چشم جادو سے
غلط ہی عین گر سمجھو یہ آہوئی ختن اپنا

نشان ہیچ لئے کمر کا ناف سے پایا تو کیا پایا
ہوا مین بھی گرہ کا باندھنا ہی یہ سخن اپنا

رہے آباد میخانہ ہماری تو دعا یہ ہے
بسائین دیر و کعبہ جا کے شیخ و برہمن اپنا

بہلتا ہے دل بیتاب اپنا جوہری کچھ دم
نہین امید تحسین پر یہ کچھ شعر و سخن اپنا

حشر برپا نہ کرے یہ دل نالان اپنا
لائے طوفان نہ کہین دیدۂ گریان اپنا

نہ سہی گھر ہی نہین ایک گلستان اپنا
کوہسار اپنا ہی دشت اپنا بیابان اپنا

تو بھی بیدین ہو چھوڑا تا ہی جو رندی ہمسے
میکشی واعظ نافہم ہے ایمان اپنا

لخت دل خون جگر کھاتا ہے گر غم کیا غم
یہ بھی ہے ہجر مین دو روز کا مہمان اپنا

پیرہن کا ہی ہر ایک تار جنون سے نشتر
تنگ جا ہے نہ کیون ہو تن عریان اپنا

باغبان داغ گلشن ہے تو کیا غم ہمکو
دل لگے بہلانے کو کیا کم ہی بیابان اپنا

عشق کی لے نہ خبر خرچکی بنیاد ہے کیا
دم مین آہو نسے جلا دے دل سوزان اپنا

کہدو آتا ہی کوئی آبلہ پا صحرا مین
تیز رکھین سر ہر خار مغیلان اپنا

انس نے وحشیون کے دشت سے آنے نہ دیا
خار صحرا سے غضب اولجھا ہی دامان اپنا

باغ مین دشت مین کہسار مین پھر پھر کے تھکا
جا کے بہلاؤن مین کسجا دل نادان اپنا

روبرو اوس رخ روشن کے پھر آئے کہدو
داغ عارض کا تو دھووے مہ تابان اپنا

مرض عشق کے تشخیص مین سودا ہی اوسے
کہو عیسی سے کرے پہلے تو درمان اپنا

اشک ریزان ہون کبھی گاہ لہو روتا ہون
لعل و گوہر سے بھرا رہتا ہی دامان اپنا

مصحف رخ ہی یہان آٹھ پہر زیر نظر
رکھے زاہد سے کہو طاق پہ قرآن اپنا

عشق نے اوس بت کافر کے غضب گھیرا ہے
جوہری اب تو خدا ہی ہے نگہبان اپنا

گر نہ اوسکے رخ انور سے مقابل ہوتا
نقص سے اپنے خجل کیون مہ کامل ہوتا

گر تری قامت موزون کے مقابل ہوتا
مصرعہ سرو چمن مصرعہ مہمل ہوتا

رنگ مین رندون کے گر شیخ بھی شامل ہوتا
بزم میخوارون مین وہ زینت محفل ہوتا

گردم نزع میرے سامنے قاتل ہوتا
چھوٹنا جان کا مشکل سے نہ مشکل ہوتا

میرے کہنے مین جو اے جان مرا دل ہوتا
غمکدہ دل نہ جگر داغون کے منزل ہوتا

عشق سے قامت دلجو کے جو ہوتا آزاد
پابون شمشاد کا گلشن مین نہ در گل ہوتا

دید لیلی کے لئے قیس کا تھا کون رقیب
مانع دید نہ گر پردۂ محمل ہوتا

شکل پروانہ جو ضبط غم الفت کرتے
شمع کا سوز عیان کیون سر محفل ہوتا

گر نظر پھیر کے پھر ہاتھ لگاتے جاتے
مبتلا نزع کی کربت مین نہ بسمل ہوتا

سخت جانے سے مجھے جان کا دینا تھا سہل
پر یہ مشکل بھی کر آسان بھی مشکل ہوتا

سلسلۂ زلف مسلسل سے نہ ہوتا جو مجھے
شکل دیوانہ نہ پابند سلاسل ہوتا

باغ سے بارخ گلگون جو چلے آتے تم
خندۂ غنچۂ گل شور عنادل ہوتا

جوہری فکر سے خالی نہین دنیا مین کوئی
ہم بدل لیتی جو بیفکر کوئی دل ہوتا

کاٹ ابرو کا بہت ہے اور کم شمشیر کا
اوسکے ایک ایک بال سے پیدا ہے دم شمشیر کا

سمجھے محراب عبادت ہین وہ خم شمشیر کا
ہے شہیدون کو نیا دیرو حرم شمشیر کا

گر روانی ہو تو ہی جوہر کرم شمشیر کا
ہائے مرگ جانا گلے پر ہے ستم شمشیر کا

زندہ جاوید ہوتے ہین جو ہوتے ہین شہید
تیرے عاشق اس لئے بھرتے ہین دم شمشیر کا

مرگ مین اور سخت جانی مین غضب جھگڑے ہیں
سنبھلے ہو درمیان ہو گر قدم شمشیر کا

عید مین ملنے کو ابرو کے اشارے ہین کہان
ہے ہلال عید سے بڑھ حق مین خم شمشیر کا

تھا خیال ابرو کا ہمنے جان دی اک وار مین
رہ گیا مقتل مین اے قاتل بہرم شمشیر کا

سخت جانی کی ندامت سے نہین اوٹھا ہی سر
خم ہو جائے کہین ہے مجھکو غم شمشیر کا

اشتیاقِ قتل مین قاتل ہوے جاتے ہین ہم
ہے دم جان بخش عیسی ہمکو دم شمشیر کا

آبرو اوسکی ہو مقتل مین جہان ارماں اوسکو ہو
خون سے میرے اگر ہو جسم نم شمشیر کا

زندگی جاوداں ہے آب حیوان سے مجھے
حلق مین اغیار کے پانی ہی سم شمشیر کا

گر نہر کوئی کسی مین ہو تو ہوتا ہی عیان
ہے تن شمشیر پر جوہر رقم شمشیر کا

عشق ابرو مین کٹی ہے عمر اپنی جوہری
ہر طرح سے کیون نہو مضمون رقم شمشیر کا

نقد جان بہی ہے بہا کم سے کم شمشیر کا
ہو سکے کیا مول دینار و درم شمشیر کا

چلتے چلتے اوسکے چل جاتی ہی ایک عالم یہ تیغ
چال مین اوسکے چلن ہے ہر قدم شمشیر کا

دیکھنے والے ہین ابروے صنم کی جنبشین
اپنے آنکھون مین سما گیا خشم شمشیر کا

سامنے رکھ لیتی ہین تصویر ابروی صنم
سیکھتے ہین جبکہ لکھنی وصف سم شمشیر کا

ہے یقینی اب سبکدوشی مجھے سر سے ملی
ہو گیا گردن سے قول و قسم شمشیر کا

یہ مسیحا ہے وہ عزرائیل عاشق کے لئے
ملک ہستی ہے لبون کا اور عدم شمشیر کا

وہ اگر رک جائے یہ رکتی نہین کاٹے مین
خوف ابرو کا فزون ہے اور کم شمشیر کا

جوہری تیغ زبان کے اپنے جوہر کیا کہین

ہند مین تو ہو گیا ہے بند دم شمشیر کا

لکھ چکا مضمون ہر ایک اے قلم شمشیر کا
ہور ردیف اور قافیہ اب یکقلم شمشیر کا

گر برائی ہو بڑون سے تو برا کہتے نہین
وصف مین داخل ہے سر کرنا قلم شمشیر کا

وصف مژگان لکھنے کو خاصہ سنانکا چاہیے
واسطے ابرو کے زیبا ہے قلم شمشیر کا

ہے شہیدونمین سر دفتر مرا تحریر نام
تا ابد جاری رہے یارب قلم شمشیر کا

دلمین تھا لکھون سراپا یاد ابرو مین مگر
لکھ گیا مضمون قلم سے یک قلم شمشیر کا

یار بنجائیگی بگڑی کبھی اگر ہے سرنوشت
لوح پیشانی پہ چل جائے قلم شمشیر کا

آج بھرتی ہے شہیدونکی لکھینگے میرا نام
صفحۂ میدان ہی کاغذ و قلم شمشیر کا

شاعرون کو اور شہونکو رب کیا ہے جوہری
انکو شمشیر قلم انکو قلم شمشیر کا

کوئی تو اودھر سے ادھر آہی جاتا
کوئی بیخبر با خبر آہی جاتا

نہ وہ ہرسان وہ منظر آہی جاتا
کبھی تو وہ سام و سحر آہی جاتا

عبث جان دی وہ ادھر آہی جاتا
دعاون مین اپنے اثر آہی جاتا

حفاظت نہ اسکو نئے کی نخل غم کی
جو رہتا ہرا کچھ ثمر آہی جاتا

شکنجی مین شانہ کے پڑتا جو گیسو
تو موذی یہ کچھ راہ پر آہی جاتا

بولاتی اگر آپ تو طائر دل
تڑپ کر وہ بے بال و پر آہی جاتا

میرے آہ و نالے نہ گر تھام رکھتے
تو یہ چرخ بالائے سر آہی جاتا

اگر دردِ دل میرے تسکین کو اوٹھتا
تو غش مجھکو یک دو پہر آ ہی جاتا

دم واپسین ایکدم دم جو لیتا
تو شاید میرا نامہ بر آ ہی جاتا

نہال تمنا کو جڑ ہی سے کاٹا
جو رہتا تو کچھ بار و بر آ ہی جاتا

صبا نے میری خاک رکھی نہ رہ مین
کبھی وہ سر رہگذر آ ہی جاتا

کہا اس لئے درد دل کو نہ مین نے
میرے منہ کو لخت جگر آ ہی جاتا

نہ ظلمونکی تاب آئے بے صبر لکو
وہ ظالم کبھی رحم پر آ ہی جاتا

اگر جذب دل یار سا بخت ہوتا
تو وہ خود بخود میرے گھر آ ہی جاتا

عبث تمکو غیرون نے بدظن کیا ہے
کبھی کچھ نہ کچھ تو نظر آ ہی جاتا

ان اہتو نسے دیوار بنتی ہے چلمن
وہ سو پردون مین بھی نظر آ ہی جاتا

نہ نالہ کیا زیر دیوار دل سے
صدا سنکے وہ بام پر آ ہی جاتا

عبث آہ و زاری مین کاٹی شب غم
دعا کرتے تو وہ قمر آ ہی جاتا

جو ہوتی تجھسے جوہری چشم حق بین
تو نور حقیقت نظر آ ہی جاتا

نہین جوہری کچھ دلونسے نظر مین
جو ہوتا تو پیش نظر آ ہی جاتا

نہ ڈر خدا کا نہ مخلوق کی برائی کا
مین معترف ہون بتونکی تو ابِ خدائی کا

بلائی شیخ کو بھی ہے خدا خدا کرکے
یہ کفر رندون نے توڑا ہے پارسائی کا

مین سر بکف ہون ایدہر وہ ادہر بکف تیغ
ہی وقت دونون طرف ہمت آزمائی کا

جو پانون توڑ کے بیٹھا تو وہ ملی آکر — شکستگی نے دیا کام مومیائی کا

مین منتہی ہون نہین قیس تھا مرا ہمسر — جنون مین اسکو تو رتبہ تھا ابتدائی کا

کمال ہوتا ہے ہر ایک کو عاجزی سے حصول — جبین پہ ماہ کے ہے داغ جبہہ سائی کا

اودھر سے تیر نگہ کے ادھر سے آہونکی — مقابلہ یہ برابر کے ہے لڑائی کا

بُری ہر ایک کے ہوتے پرا پہلا سبتی — بھلے کو نام لیا تھا نہ آشنائی کا

جو کرتے حضرت پیر مغان سے وہ بیعت — تو عَیب شیخ مین رہتا نہ خود ستائی کا

نظر ہے آئینہ پر گاہ اپنے عارض پر — پھسل نہ جائے کہین پانون خود نمائی کا

وہ اپنے عکس سے بھی بدگمان ہوئے کیا کیا — مگر یہ آئینہ باعث ہوا صفائی کا

یہ ڈر ہے چرخ نہ پھیر دے کدورتین غم کی — مین اپنی دل پہ کرون ناز کیا صفائی کا

کہا کسی نے کہ ہی جوہری پڑا در پر
تو ہنسکی بولے کہ وہ خوار ہی خدای کا

دلدار و دلنواز بنا دلربا بنا — اس عشق سے ہمارے وہ بت کیا سے کیا بنا

پہونچا نہ عرش پر یہ فلک بھی رہا بنا — نالہ میرا بھی واہ یہ کیسا رسا بنا

مائل ہین اوس پہ سبز خطان یا مش ذکر — کاہیدہ کاہ دل تھا وہ اب کہربا بنا

کس رشک مہر کا ہون مین کشتہ کہ بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا مہر سما بنا

کہتا ہون صاف مجھکو بناوٹ نہین پسند — منہ آئینہ مین کیون نہ نگار و بنا بنا

آیا وہ لوٹ کر تو مجھے موت آگئی — قاصد مرے لئے پیک قضا بنا

بیمار نے فراق سے مرکر ملی نجات
تونے دیا جو زہر وہ میری دوا بنا
قصر فلک اگر ہے بہت خوشنما بنا
میرے بگاڑنے کو بنایہ تو کیا بنا

کلمہ میکدی کے در پہ پڑا تھا وہ جوہری
سنتے ہین آج کعبہ مین جا پارسا بنا

شام سے وصل کے شب صبح کا کھٹکا کیسا
آج کی عیش مین اندیشۂ فردا کیسا
خیر ہو دل کی نہین اوسکی خبر مدت سے
خود بخود آج کلیجہ کو ہے دھڑکا کیسا
ایک بھی عاشق جانباز نہ پھر مر کے جیا
تمکو ہی اپنی مسیحائی پہ دعوی کیسا
ہے سرافراز ہر ایک نخل سے وہ گلشن مین
سرو کیا جانے کہ ہے قامت رعنا کیسا
کیون نہین آتے ہوا ایک مہینہ آپ ہی تم
شرم کسکی ہے حیا کیسی ہے پردہ کیسا
رنگت نار ہے گل کو تو چمن کو گل پر
کبر و نخوت کا ہے اس باغ مین چرچا کیسا
صبح تک وہ جو نہ آئیگا تو خود دیگی جان
موت کا شام ہی سے ہے تقاضا کیسا
عاشق عارض جانان ہی بہلتے ہین کہین
رات دن یہ مہ و خور دیتی ہین دہوکا کیسا
رنگ مے اوسمین لہو صورت مینا دل ہے
اور کیا جانین کہ ہے شیشہ و صہبا کیسا
یاس کے پھول تو حسرت کے لگے پھل یارے
دل مین یہ سرسبز ہوا نخل تمنا کیسا

سنتے ہین جوہری رند سے الفت ہے اسکی
میکدہ چھوٹ گیا کعبہ و کلیسا کیسا

ہمنے شوق قتل مین خنجر پہ جب سر رکھدیا
وائے حسرت ہاتھ سے ظالم نے خنجر رکھدیا

بار بیداد بتان خالق نے دلپر رکھدیا
کیون نہ جائے دل سے سینہ مین پتھر رکھدیا

نوک رنج و غم جگر مین داغ دلپر رکھدیا
عشق نے ایک ایک چراغ اپنا گھر گھر رکھدیا

دیر مین تب اور حرم مین سنگ اسود ہی تو ہو
ہمنے سنگ آستان یار پر سر رکھدیا

سایۂ قامت ترا جس جا چمن مین جم گیا
نام اوسکا راستی بازون نے صنوبر رکھدیا

حق نے دنیا مین بنایا ایک کا ہمسر ہی ایک
جب نہ سمجھا آئنہ پیش سکندر رکھدیا

جب ہوا سنگ ستم سے گوہر دل چور چور
سنگریزون نے ہی کم کر گنج گوہر رکھدیا

اسکا یہ مطلب تھا قاصد کے نہین ہی خیریت
خط مین اپنے اونے ایک بال کبوتر رکھدیا

حشر کے دن ہمین تمہین کیا کیا بیان محشر مین
قفل خاموشی یہ کسنے میرے منہ پر رکھدیا

جم سے برتر اور سکندر سے فزون سمجھا اوسے
جسنے میرے سامنے شیشہ و ساغر رکھدیا

حال غم جب کہنے بیٹھا مین وہ مجھسے بول اٹھے
تمنے تو ایک کھولکر دفتر کا دفتر رکھدیا

دولت دنیا سے مستغنی کیا ہے عشق نے
سینہ مین داغون سے ایک گنجینۂ زر رکھدیا

اسطرح فریاد بیداد بتان پہونچی وہان
آسمان مین کیون نہ خالق نے کوئی در رکھدیا

جوہری ایک در پہ کیا بیٹھون تو کیون در در پھرون
رزق کا دانہ میرا خالق نے در در رکھدیا

شب کو ساقی میرے ہونٹھون پر لب جانانہ تھا
احتیاج مئی نہ تھی محتاج پیمانہ نہ تھا

اب تصور سے بتون کے ایک مرقعہ بنگیا
خانۂ ویران تھا پہلے دل پریخانہ نہ تھا

اونکو اور مجکو نشہ جب تھا نہ حسن و عشق کا
مین بھی دیوانہ نہ تھا طرز اونکا مستانہ نہ تھا

خود ہی تھا آشفتہ سر بالونکو سلجھاتا وہ کیا
دل مرا تھا آپکے زلفون مین کچھ شانہ نہ تھا

قد پہ قمری تھی گل عارض کے بلبل تھی ہمین
شمع رخ پر آپکے جب کوئی پروانہ نہ تھا

بیکسی سے مین مرا کہتے ہین ناحق مر گیا
رنج و غم میرے ہی تو تھے کوئی بیگانہ نہ تھا

عکس سے اپنے بھی بیگانہ کا آتا تھا خیال
آینہ سے سامنا یون بے حجابانہ نہ تھا

بیچنے ہو اوسکے قیمت پہلے نقد دل مرا
تمسے بوسہ کا جو خواہان تھا گدایانہ نہ تھا

کیون وہ سودائی تھا تا لیکے سودا زلف کا
جوہری نادان نہ تھا کچھ ایسا دیوانہ نہ تھا

ہوش جاتے ہین جو یاد آتا ہے آنا دلکا
کیا کہون کسکو سناؤن مین فسانا دلکا

اب تو قصہ ہی کہانے ہی فسانا دلکا
تھا کبھی عہد جوانی مین زمانا دلکا

دلکے بہلانے کو تھا پہلے بہانا دل کا
اب تو جنجال ہے زلفون سے چھوڑانا دلکا

ہائے ہنس ہنسکے چھڑکنا وہ نمک قاتل کا
اور حسرت سے ہر ایک زخم بتانا دلکا

عرش تک نالہ مظلوم سے کانپ اٹھتا ہے
یاد رکھو کہ برا ہے یہ دکھانا دل کا

دیکھو کسطرح سے کرلیتا ہے دلمین دل گھر
ایک نیا شعبدہ ہے دلمین سمانا دلکا

گرچہ اس خاک سے ہر دانہ کی ہی نشو و نما
خاک مین ملکے ہوا سبز نہ دانا دل کا

اسکے آنے سے نہ رحمت ہے نہ جانے سے خوشی
باعث رنج ہے آنا ہو کہ جانا دل کا

جوہری گرچہ ہوے رمز جہان سے واقف
اسمین کیا کیا ہی یہ کچھ بھید نہ جانا دل کا

شانے سے زلف کو نہ چھڑاتے تو خوب تھا
سر پر ہمیں بلا نہ یہ لاتے تو خوب تھا

ایسا وسیع دلکو بناتے تو خوب تھا
دنیا کے غم سب اسمیں سماتے تو خوب تھا

اظہار سب برائیاں کرتا ہے روبرو
اس آئینہ کو منہ نہ لگاتے تو خوب تھا

ہے بال سے کمر ادھی بار سے لچک
زلفوں کو اسقدر نہ بڑھاتے تو خوب تھا

معشوق اونہیں بنا کے جفاکار کر دیا
انداز ناز اونہیں نہ سکھاتے تو خوب تھا

رو رو کے سیل اشک بہایا تو کیا کیا
سوز درون کو اپنے بجھاتے تو خوب تھا

میں سو گیا ہوں خلق کو مرنے کا ہے یقین
ٹھوکر سے مجھکو آ کے جگاتے تو خوب تھا

ایک شمع کیا جلی جلے پروانے سیکڑوں
دل ہی کو میرے کاش جلاتے تو خوب تھا

نفرت ہے انقلاب مہ و آفتاب سے
تم صبح و شام منہ کو دکھاتے تو خوب تھا

خنجر کے زخم کھا کے ہوئی مجھکو تشنگی
پیاس آب تیغ سے جو بجھاتے تو خوب تھا

ہنس ہنس کے باتوں باتوں میرا غم غلط کیا
احوال غم نہ اونکو سناتے تو خوب تھا

تھا وہ دبا دبایا کیا بیقرار پھر
مرقد پہ جوہری کے نہ آتے تو خوب تھا

کس خوشی سے لب ہر زخم کو خندان دیکھا
یار کے ہاتھ میں جب میں نے نمکدان دیکھا

کل شب میں جو وہ عارض تابان دیکھا
مشعل مہ کو چراغ تہ دامان دیکھا

سر بکف آہی گئی اوس سے نہ ہم دبکے رہے
یار کو تیغ بکف جب سر میدان دیکھا

زلف یاد آئی تو زنجیر پڑی پانوں میں
دہن تنگ کی یاد تو زندان دیکھا

تو نے دیکھا کہ سوا تیرے نہ دیکھا کوئی اور
مین نے دیکھا کہ مجھے تو نے نہ ایجان دیکھا

خال عارض کو جو کافر کہئے خود کافر ہے
کہین کافر کو بھی ہے حافظ قرآن دیکھا

زخم دل وہ ہے کہ مرہم نہین جسکا کوئی
درد دل وہ ہے کہ جسکا نہین درمان دیکھا

گلشن خار کہین ہے، تو کہین جور جوان
جا ہے آرام بیابان نہ گلستان دیکھا

کوہ پر حضرت موسے بھی کب دیکھہ سکے
جسنے دیکھا ہے تیرے حسن کو پنہان دیکھا

امتحان کر چکے مر مر کے تیری الفت مین
تیرا اعجاز نہ کچھہ عیسی دوران دیکھا

گاہ فرہاد بنی عشق مین تیرے کبھی قیس
کبھی کہسار پھرے گاہ بیابان دیکھا

جوہری راہ عدم مین ہے تو ڈر رہزن کا
جسکو دیکھا ہے یہان بے سر و سامان دیکھا

وہ جو رانا آنکھہ او سپر یہہ کہاوت دیکھنا
چھپ رہی بات پہ وہ نہین مروت دیکھنا

ہو گئی کیا کیا ان جفاؤن سے ندامت دیکھنا
ای تیرے پیش خدا روز قیامت دیکھنا

سب ہے صف مژگان سے اوس خاک کا قطعی یہ حکم
آسنے پائی اب نہ آنکھون مین مروت دیکھنا

صاف یکتائی کا دعوے آپ کہل جائیگا
آئینہ خانہ مین جا کر اپنی صورت دیکھنا

میکشی و بت پرستی کے ہین ذاکر وعظ مین
شیخ کی با علم و دانش یہ جہالت دیکھنا

مجکو نظرون سے گرائین غیر سے آنکھین لڑائین
اونکی یہ چشم مروت آدمیت دیکھنا

قتل کا شکوہ تو کیا ہو ہمد قربان کی خوشی
دیکھہ لین میرا اگر بایاس حسرت دیکھنا

ایسی بگڑی ہوش کی ہی کیون ہے مشتاق دید
سہل ہو سیلی سمجھتے تھے تو حقیقت دیکھنا

وہ گئے گذری جوانی ہے ضعیفی جوہری
آ نہ جائے اب کسی پر پھر طبیعت دیکھنا

طفل اشک عارض پہ آنکھوں سے نکلکر رہ گیا
لڑکھڑا کر گر پڑا دو گام چلکر رہ گیا

ہائے یہ درد یہاں اٹھتا تھا اٹھکر رہ گیا
دل ہی مین بیدرد پھر دلکو مسلکر رہ گیا

خوب مجمع کا تماشا دیکھکر پائی سزا
دل ہجوم غم سے سینہ مین کچلکر رہ گیا

درد دل یا داغ دل یا سوز دل تھا کیا تھا
دل ہی دل مین میرے دلکو کوئی ملکر رہ گیا

ملی فرصت مسافر کس نے کی پہونچا نہ منزل پر کوئی
راہ الفت دو قدم ہر ایک چلکر رہ گیا

دیکھکر کیا خوش ہوا قاتل تماشا وقت ذبح
ایک فوارہ لہو کا تھا اچھلکر رہ گیا

خنجر قاتل کا بوسہ یعنی لیتا تھا کون
کیوں رقیب روسیہ مقتل سے ٹلکر رہ گیا

چال سیکھی اوسنے قاتل کی خرام ناز سے
کیوں گلے پر خنجر فولاد چلکر رہ گیا

عشق کے قابل کوئی کب بن سکا روز ازل
ایک میرا دل ہی نقطہ سا نچے مین ڈہلکر رہ گیا

ہمتو سمجھے تھے کہ خود ڈوبا ڈوبایا ہمکو بھی
بحر الفت مین مگر دل کچھ سنبھلکر رہ گیا

بیٹھنے کے جا نہین بزم حسینان جہان
مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہ گیا

طبع عالی کا تیرے شہرہ بہت سنتے رہے
جوہری کیوں آج تصنیف ایک غزل کر رہ گیا

طفل اشک آنکھوں نہیں سینے سے نکلکر رہ گیا
بے طرح مچلا تہا باری کچھ مچلکر رہ گیا

سن ہی بارہ برس کا ہی عبث اتنا غرور
ایک سے چہارم حسن کا ابھی رڈ ہلکر رہ گیا

کیا ملا صیاد کو اوسکے تڑپنے سے مرا
مرغ بسمل بست پا کیون اپنے شلکر رہ گیا

دشت پہونچا گام اول مین تو دویم مین عدم
قیس آہ عشق مین دو گام چلکر رہ گیا

کون موقع تھا کہ لاتا عشق خوبان ساتھ مین
دل مین گھر روز ازل وہ بے محل کر رہ گیا

معرکہ مین عشق کے جانباز کب پیچھے ہٹے
ہان رقیب روسیہ خوف اجل کر رہ گیا

گھر کے اپنے بھی خبر کچھ لی یہ طفل اشک نے
سوز غم سے دل ہمارا سینہ مین جلکر رہ گیا

کعبہ و بتخانہ کی راہین تھین کیا کیا پرخطر
کوچہ جانان مین بارے دل سنبھل کر رہ گیا

ڈھونڈھتے ہین دلکو سینہ مین کسی پہلو نہین
کیا ہوا اندر رہے اندر کیا یہ گلکر رہ گیا

ایلسی سے شہرہ تھا ہون عہدہ و فراق
مین عبث جیتا تیرا اقرار ٹلکر رہ گیا

دل در جانان پہ پہونچا اشک دامن مین رہا
کوئی چل نکلا کوئی کچھ دور چلکر رہ گیا

اوس پری کو بس مین اپنے کر نہ پایا جوہری
سحر افسون سیکڑون لاکھون عمل کر رہ گیا

لایا نہ خط کا میرے اودھر نامہ جواب
دیتے ہین ہوش و تاب و توان سب اودھر جواب

پانی مین آب سنگ مین وہ رنگ ہے کہان
دندان و لب سے کب ہین یہ لعل و گہر جواب

دم بند ہوگا اوس دہن و سے کے روبرو
کس منہ سے دینگے غنچۂ گلہای تر جواب

ہم بوسہ مانگتے ہین وہ دیتے ہین گالیان
سائل کا ہے سوال دگر اور دگر جواب

گر وہ عدم ہی ہے بھی ہے کیا لامکان سے کم
ہے اوس دہان تنگ کا سوی کمر جواب

یہان تو خدائی کرتے ہین خوف خدا نہین
روز سوال دینگے یہ بت کیا جواب

سختی پہ بھی نہ چھوڑیے نرمی و دلدہی
سنگ سے اس کو ہے شجر سے ثمر جواب

وہ جمال اور حسن ان کی کہان تجھمین پیر چرخ
مانا کہ عارضون کے ہین شمس و قمر جواب

پیری مین وہ فروغ خرد کب ہے جوہری
دیتی ہے لوزمہ کو نمود سحر جواب

قدسے نہ تاب لائین پئین آ کی گر شراب
خالق نے یہ بنا لی ہے بہر بشر شراب

اے شیخ تیرے کعبہ کے ہون رند معتقد
زمزم مین بھر دے ساقی کوثر اگر شراب

اہل نماز ہو تو وہ پابند وقت ہو
ہمتو ہین رند پیتی ہین شام و سحر شراب

ہین اہل فیض جبہ و دستار دین جو شیخ
ہم میکدہ مین جا کے پئین بیچکر شراب

وہ رند ہین کہ ہو نہ خدا کو بھی ناگوار
کہئیے تو ہم حرم مین پئین بیٹھکر شراب

ہے یہ دوا سمجھکے جو دارو پئے اسی
آب بقا سے کم نہین رکھتی اثر شراب

کیا ہوتی شیخ جیکی فرشتون کو بھی خبر
مسجد مین ہمنے بیٹھکے پی بیخبر شراب

کیا مرکے اوسکو بادہ کوثر کے آرزو
ایجوہری ملی ہو جسے عمر بھر شراب

باغ سے ای باغبان کیسجا یہ جائے عندلیب
ہے مکان صحن چمن گلشن ہی جائے عندلیب

گر وہان دردی گلگون دیکھہ پائے عندلیب
غنچہ و گل کو نہ اپنے منھہ لگائے عندلیب

حسن یہ کیسا ہی کیا ہی عشق کچھہ کھلتا نہین
جامہ گل چاک ہی ثابت قبائے عندلیب

پھر وہی فصل خزان صیاد کا گھر او قفس
موسم گل مین تو گلچھرے اڑائے عندلیب

لیگیا صیاد کوئی دام مین کرکے اسیر
آج گلشن مین نہین آتی صدائے عندلیب

ہاے کیا کھوئی خزان نے صحن گلشن کی بہار
آشیان زاغ و زغن کے ہین بجائے عندلیب

خار تو اغیار ہی ہین گل بھی کچھ سنتے نہین
پھر سنے گا کون کہنو التجائے عندلیب

گل ہین خندان باغ مین گریان ہے محبوس قفس
کیون نہ رونا آئے سن ہائے ہائے عندلیب

سرگرانی ان گلون کے رنگ و بو پر جوہری
پھول تربت پر میری کہدو چڑھائے عندلیب

دام مین صیاد کے کیون ہو نہ نالان عندلیب
لیچلے گلشن سے کیا کیا دلمین ارمان عندلیب

ان گلون کے عشق پر لائی ہے ایمان عندلیب
برگ گل سمجھے نہ کیون اوراق قرآن عندلیب

پھول لا لاکر بناتی ہے گلستان عندلیب
لکھتی ہے تربت پہ میرے بار احسان عندلیب

ہمنو سالکو آسمان کو سمجھی ایک جز کی کتاب
ختم کی تونے نہ ایک سیر گلستان عندلیب

کیا سبق لیجائیگا شاگرد بھی استاد پر
روبرو میرے ہو کس منہ سے غزلخوان عندلیب

عشق کے غیرت اگر کچھ ہے تو صحن باغ مین
دامن گلچین سے ہو دست و گریبان عندلیب

رحم کھانا چاہئے صیاد اوسکے حال پر
صحن گلشن مین ہے اک مرغ خوش الحان عندلیب

عاشق و معشوق مین ہو زار اس سے کیا ہی ضد
گل ہے خندان صحن گلشن مین تو گریان عندلیب

پھر خزان کے بعد اکدن آ جائے گی بہار
آشیان کو اپنے کیون کرتی ہے ویران عندلیب

کوئی جانان جوہری صحن چمن سے کم نہین
مجمع عشاق یہان ہے جمع ہین ہان عندلیب

کرین پیدا میری جان وہ جگر آب
جو دیکھین میرے آہو نکا اثر آب

کمر باندھین ہمارے قتل پر آب
کھلی تو یہ کہ کہتے ہین کمر آب

جلیگا ایکدن غیرونکا گھر آب
دکھائینگے میری آہین اثر آب

رہے غیرونکی صحبت کرکے در بند
بنینگے روزن دیوار در آب

عدم مین سنکے کہا جھوٹھا سہی مین
دکھائین خود نہ کیون اپنی کمر آب

نہین ضد لب سے کم ہے آب غنچہ
یہ جانے دو سر کاٹین جو سر آب

کہانی اپنی کہتے تھے ہوی قتل
ہوا قصہ ہمارا مختصر آب

تمہین اس بخل پر بخشے خدا خلد
کہان ہے دیہان زاہد ہین کدھر آب

رکھون جور و ستم سہنے کی عادت
کرون کیا وہان بھی ہون گر وا گر آب

دیا دل زلف کا سودا خریدا
امید نفع مین پایا ضرر آب

جو کبھی ساتھ کردون اپنی دلکو
اکیلی جاکے اپنے نہ گھر آب

دیا کیون دلبرون کو جانکر دل
بڑہایا ہمنے یہ درد جگر آب

ہوی ہے آبیاری چشم تر کے
نہین پھولا پھلا غم کا شجر آب

کسیکی یاد دندان کا ہے یہ فیض
بنے یہ اشک کب سلک گہر آب

لگا کر صندلے رگون سے آب دل
لیا یہ مول ہمنے درد سر آب

ہوئی خواہش نہ زر کی جوہری کم
بہت تو پاچکے داغ جگر آب

گلشن رضوان ہے ہمکو کوئے دوست — نخل طوبی ہے قد دلجوی دوست

استخوان میرے تیرے منہ کو ہما — ہین یہ از بہر سگان کوئی دوست

یہ شرف رکھتے ہین کب طاق حرم — سجدہ گاہ دہر ہین ابروئی دوست

ہے ہر ایک گل مین برنگ بو نہان — غنچہ و گل مین ہے رنگ و بوئی دوست

کیون بھٹکتے پھرتے ہین دیر و حرم — منزلون ہے دور راہ کوئی دوست

صبح پھر آیا نظر تعبیر مین — خواب مین دیکھا جو شب کو روئی دوست

برق کی جستی نہ دیکھی ہو چمک — دیکھ لے وہ جنبش ابروئی دوست

ہیچکارہ ہین غزالان حرم — کیا ہے نسبت با سگان کوئی دوست

یہان عدم سے آئے اب محشر چلے — ہے تلاش یار و جستجوی دوست

ہے سراپا فتنہ و آشوب دہر — کیا قیامت ہی قد دلجوئی دوست

باغ رضوان کی کرین کیون ہم ہوس — حور و غلمان ہین سگان کوئی دوست

جوہری اپنا نہین کچھہ اختیار
دل پہ اپنے اب ہوا قابوے دوست

کیون نہ ہم نکرین نالہ و ماتم شب فرقت — ہے ماہ محرم سے نہین کم شب فرقت

ہر روز بہم کرتے ہین ہم وصل کے سامان — وہ آتے نہین کرتے ہین بسر ہم شب فرقت

کیا حال مرا دیکھکے روتا ہے فلک بھی — کیون اشک نمط پڑتی ہی شبنم شب فرقت

گن لیوینگے افلاک کے سب ہم نہین ستارے — یہہ کام کیا کرتے ہین اب ہم شب فرقت

خون ہوکے بہین آنکھون سے کہہ جگر او دل
آنے لگی کچھ اشک بہن تھم تھم شب فرقت

دم صور کا بھرتے ہین میرے نالہ و افغان
ہے روز قیامت سے نہین کم شب فرقت

ہوش و خرد و تاب و توان صبر و تحمل
شب چھوڑ کے مجکو گئے یکدم شب فرقت

کیون سینۂ پرغم پہ میرے سانپ لوٹین
یاد آتی ہے وہ گیسوی پرخم شب فرقت

ملنے کا کیا اوسنے ہے کیا وعدہ فردا
تا صبح قیامت رہی جو قائم شب فرقت

فردائے قیامت سہی کل اوس سے ملینگے
اے جوہری زندہ رہے گر ہم شب فرقت

کیا زلف مشکبار کھلے بار بار رات
یکسر کھلا تھا طبلۂ مشک تتار رات

مارے گی نا گئی جو تیرے انتظار رات
دکھلائی گی مصیبت روز شمار رات

آئی نظر وہ خواب مین کلمہ بار بار رات
اس رات پر نثار کرون مین ہزار رات

رخسارے دونو اون پہ وہ خط دونو دونو زلف
ہین بسنت کو میرے یہی دو روز چار رات

اونکو حجاب خواب مجھے ناز خواب ہے
لپٹی رہے وہ خواب مین بی اختیار رات

زلفین سنوارو دن کچھ کرو موشگافیان
ہوتے نہین ہین ایسی کہین کاروبار رات

لیل و نہار رہ رہے عاشق کو کام کیا
ہجرو ہے صاف روز تو وہ زلف تار رات

بارش سمجھکے اونکو رہا سیکشی کا شغل
مین درد ہجر سے جو ہوا اشکبار رات

کچھ خواب مین ڈرے تھے کہ غفلت مین لپٹے تھے
تہا بے سبب آپکا ایجان پیار رات

کیا ماجرا ہے چشم کہون تم سے جوہری

بہتا تھا سیل اشک سے ایک جوئبار رات

دیر و کعبہ مین بہٹکتے ہین یہ مکار عبث
کرتے ہین منزل آسان کو بھی دشوار عبث

زلف پر پیچ سے ہے اوسکو سرو کار عبث
کرتے ہین منزل آسان کو بھی دشوار عبث

حسن کو کرتے ہین رسوا سر بازار عبث
بکتے سودائی ہین یوسف کے خریدار عبث

کام جان ہین وہ غرض قند کہین یا کہ نبات
شاعر انکو لب شیرین پہ ہے تکرار عبث

پانون پھیلائے ہوئے چین سے مین سوتا تھا
کر دیا خواب عدم سے مجھے بیدار عبث

مار پر زہر سے کیا کم ہے خیال گیسو
اژدہا بنتی ہے فرقت کی شب تار عبث

کہہ تو دو وعدہ وفائی نکروگے نہ سہی
کرکے انکار مجھے کرتے ہو بیزار عبث

ایک تو تیر نشانے پہ پھونچ جائے گا
ایکدم گذرے نہ لبے آہ شرر بار عبث

دلکا دینا کوئی دینا ہے کہ پانا ہی کوئی
مجھکو اصرار عبث آپکو انکار عبث

غم تو میری ہے غذا رنج ہی قسمت کا لکھا
رنج و غم کا مرے غم کھاتی ہین غمخوار عبث

دلکے بھلانے کو کچھ کم نہین داغونکی بہار
جوہری جاتے ہو تم جانب گلزار عبث

دیا بوسہ دہن کا کب کیا بدنام کیا باعث
دہن اپنا کرو ثابت عبث الزام کیا باعث

مثل یہ ہے کہ جھوٹا کھاتے ہین میٹھی کے لالچ سے
ملا بوسہ دہن کا کب سنو دشنام کیا باعث

کسیکو ہے نے دانی کسیکو بادۂ صافی
رہا ایک مین تیری محفل مین بے دو اشام کیا باعث

رہا اس چرخ مینائی سے مجھکو عمر بھر شکوہ
مجھے دوران سر اورونکو دور جام کیا باعث

نہین گر خون ناحق عاشقوں کا سر پہ گردون کے ۔۔۔ تو کیون یہ رنگ خون رہتا ہی صبح و شام کیا باعث
نہین اس قصر گردون کو قرار اکدم ہی گردش سے ۔۔۔ پھرا کرتا ہی کیون یہ گنبد اوہام کیا باعث
مسافت عمر کی طے کرکے پائے قبر کے صدمے ۔۔۔ سفر آخر ہی منزل کا نہین آرام کیا باعث

جہان مین ننگ سے ہوتے ہی عزت نام سے شہرت
نہین ہے جوہری کو فکر ننگ و نام کیا باعث

زوروں پہ جوش عشق تھا جب تھی جوان مزاج ۔۔۔ وہ دل کہان کہان وہ طبیعت کہان مزاج
آتا تو کوی کرتے نہین انس و جان مزاج ۔۔۔ جو تھی فلک تک آپ کا ہی مہربان مزاج
ہین نور طور سے بھی تجھے لن ترانیان ۔۔۔ اللہ رے دماغ ترا الامان مزاج
کبھی ہے لامکان کبھی دکھلاتی ہی عدم ۔۔۔ ملتا نہین کمر کا ترے کچھ بیان مزاج
ایکدن اسی گرائینگے دکھلائینگے زمین ۔۔۔ اہل زمین سے کرتا ہے یہ آسمان مزاج
جیتے تو کیا لحد پہ بھی آنے کی خو نہین ۔۔۔ مین مر کے کر چکا ہون ترا امتحان مزاج
اوج و عروج حسن پہ بیجا ہے یہ غرور ۔۔۔ دیکھی زمین اونہون نے جو تھی آسمان مزاج
دم بھر کبھی شگفتہ ہی پژمردہ ہے کبھی ۔۔۔ دکھلا رہا ہے رنگ بہار و خزان مزاج
یکسان ہین گرم و سرد و تر و خشک ہر سبب ۔۔۔ ہے اپنی اعتدال پہ ہر دم یہان مزاج
دل لعل کو دیا تو چڑھے ہے سر پہ اور بھی ۔۔۔ یوسف کو پاکے کیون نہ کرے کاروان مزاج

پالا پڑا ہے ایک سہ گردون مزاج سے
کیا جوہری سے پوچھتے ہو مہربان مزاج

ٹھنڈی ہوا ہے جھوم کے آئی گھٹا ہے آج
ہو دور مے کہ چرخ حسد مین چھپا ہے آج

سنگ جفا نے تو کوئی دل پر گرا ہے آج
درد کہن جو اوٹھ کے یکایک دبا ہے آج

طفلی سے اچھے آئی مین کچھ حسن اور ہے
کلتک جو کھیل دکھاتا تھا وہ اب ادا ہے آج

آتے ہی ہما بن پڑا یہ کشش تیر دلکی سے ہے
کلہ گاہ جسکو سمجھتے تھے وہ گھر بنا ہے آج

کلتک مسیح خضر کی خلقت مین معصوم تھے
کیون مجھ پہ بے اثر وہ دوا اور دعا ہے آج

طوفان اشک اور سینہ خاک ہے باد آہ
کشتی دل کا میرے خدا نا خدا ہے آج

معشوقون سے تو شکر کرون تک نہ چھٹ سکی
کلتک سباح ہر تھے اب یان خدا ہے آج

پروانہ اوسکے بن گئے پروانہ جسکے تھے
اوس شمع رو پہ جوہری کیون آ پڑا ہے آج

دم اگر کچھ ہو تو کھولے بلبل دلگیر جو ہیچ
کھول سکتا ہے بھلا کب طائر تصویر جو ہیچ

یہ خوش الحانی کریگی تجھکو اے بلبل اسیر
ایکدن ڈالیگی پانو مین تیرے زنجیر جو ہیچ

جنکے سمجھے کیا آب و دانہ سے بھی ہین محروم ہم
دی ہے تو نے کس لئے اے مالک تقدیر جو ہیچ

ضبط غم اللہ و اکبر حسرت سیرہ کا دیکھنا
بن گئی تصویر کیصورت دم تکبیر جو ہیچ

بن کے بلبل چاہتی ہے گل کرے اندھیر ہے
شمع کے منہ پر ہر ایکدم کھینچتی ہے گلگیر جو ہیچ

جوہری مضمون اعلی اوسمین کیونکر آسکین
جس زمین مین ہو ردیف ایسی دبے توقیر جو ہیچ

کہہ سکے اوس مسیح کو لاؤ کسی طرح
مین مر رہا ہون مجھکو جلاؤ کسی طرح

بالون کی اپنی مہندی چھٹاؤ کسی طرح
یہ عذر لنگ اپنا ہٹاؤ کسی طرح

مسی لبون پہ اپنی جماؤ کسیطرح
آتش کو زیر دود چھپاؤ کسیطرح

دل جل رہا ہے جان پہ بھی آنچ آنہ جائے
بیٹھ ہے لگی ہے آگ بجھاؤ کسیطرح

کہدو کہ صبح جو نکلین قیامت کرین بپا
مین سو گیا ہون مجکو جگاؤ کسیطرح

کیونکہ قرار آئے قیامت کا دن ہے دور
وعدہ کو اپنے کچھ تو گھٹاؤ کسیطرح

دھوکے سے تمسکو قصہ کہانی کے طور پر
احوال میرا انکو سناؤ کسیطرح

اے جوہری جو جان کی تم چاہتے ہو خیر
ان دلبرون سے دل نہ لگاؤ کسی طرح

دلربا حورین ہین کہان اس شوخ پرفن کیطرح
وہ کہان پائین ادا کا طرز چتون کیطرح

خط ہوا غارتگری مین میرے دشمن کیطرح
لوٹتا ہے خضر مجکو ہائے رہزن کیطرح

کیون نہ صحرائے محبت مین چلو ننگے سر کے بل
خار سے الجھے گریبان جیب کہ دامن کیطرح

کردیا ہے لاغری نے اسقدر نازک مزاج
تار بستر چبھتے ہین پہلو مین سوزن کیطرح

یا الٰہی یہ مرا دل کیا ہی کوئی طلسم
موم سان ہے نرم گاہی سخت آہن کیطرح

زاہدو کوئی صنم ہے آج کیا پیش امام
دشمن اذان کی ہی جو ناقوس برہمن کیطرح

بغض کینہ دور دل سے کرکے دیکھو تو بھی جب
حضرت زاہد کرین سجدے برہمن کیطرح

جب سے غرفہ مین نظر آیا ہے وہ پردہ نشین
چشم کو حیرت ہے دیوارونکی روزن کیطرح

آگ لگجائے اس اسیری گھر مین جائے بہار مین
دل رہا ہے سینہ مین کیا جلتا ہی گلخن کیطرح

کیون نہ یاران جہان کو جوہری سمجھون عدو
دوست کرتے ہین جفا و ظلم دشمن کیطرح

جو ڈالے کہین آشیان کیطرح
گرے شاخ برق طپان کیطرح

کہون حال دل قصہ خوان کیطرح
سنو شب کو تم داستان کیطرح

ہے ایک سادگی سوادا کی ادا
کہان کے ادا اور کہان کی طرح

نہ دیوار و در ہے نہ سقف دستون
مکان ہے میرا لامکان کیطرح

کیا ذبح بیدرد لکو ہین دیکھتی
نکالی نئے امتحان کیطرح

مین کہتا نہین تم سنو حال غم
کہو تو کہون داستان کیطرح

کیا دل کا سودا تو سودا ملا
میرا سود بھی ہے زیان کیطرح

قیامت ہو برپا نکیون صور سے
ہے آواز اوس کی اذان کی طرح

ہوئے بے نشان اہل نام و نشان
مٹے نام اون کے نشان کی طرح

تیری چال ہے یا کہ بھونچال ہے
زمین پھرتی ہے آسمان کیطرح

جو آؤگے آنکھون مین رکھین گے سب
رہو دلمین سینہ مین جان کیطرح

ہوے شیخ بھی صاحب فیض کیا
جو بیٹھے ہین پیر مغان کیطرح

نہین بولتے بت بنے ہو صنم
زبان بھی نہین کیا دہان کیطرح

نگہہ سے اشارہ نسی چتون سے وہ
ہوئی آنکھ گویا زبان کیطرح

جو کرشمے ہیں دلکی کتان کیطرح

آنکھیں لگیں ہرن میں تو ابرو ہرن کی شاخ قامت کی آگے جھکتی ہے سرو چمن کی شاخ
ہے بار در زبان ہے نخل بدن کی شاخ زیبا ہے گر کہیں اسے شعر و سخن کی شاخ
بوٹا سا قد نے خلق میں محشر کیا بپا اب اوس میں ایک اور لگی بانک بن کی شاخ
تا حشر یوں بالا ہو بالائے یار کا گویا زبان حال سے ہے نازنوں کی شاخ
دینے لگی جواب ہیں پیڑ میں ہاتھ پانوں بے برگ و بار جیسے ہو نخل کہن کی شاخ
زیبا ہے اوسکی مانگ میں موتی کی یہ لڑی پھولوں سے یا پھلے ہے گل یاسمن کی شاخ
تھا آشیان کسی پہ نشیمن کسی پہ تھا تھی زیر پا ہر ایک نہال چمن کی شاخ
تا زیست میرے تن کو رہا پیرہن سے ننگ اب بعد مرگ کس نے نکالی کفن کے شاخ
کسطرح پھول پائے کوئی نخل خار سے ثمر درد پھل نہ لائے گی رنج و محن کے شاخ
دھوکے سے آئی اوس گل عارض کو روبرو اوسدن سے مہر و مہ میں لگے ہے گہن کے شاخ

پانی کی جا یہ خون جگر دیتے ہیں اسے
اے جوہری ہری ہو نہ کیونکر سخن کے شاخ

نہ کچھ یہ شوخی میں کم تھے دست و پا شوخ حنا نے اور بھی اونکو کیا شوخ
تبسم سو چھیون سے ہے سرا شوخ نگاہ و غمزہ و ناز و ادا شوخ
اوٹھا یا سیر سے خونریزی کا بیڑا ہوئے لب پان کھا کر اونکے کیا شوخ
ہنسی پھولوں سے غنچوں سے تبسم چمن میں ہو چلی ہے اب صبا شوخ

ہوئے مشہور معشوقون مین اب تم — جفا پرواز قاتل دلربا شوخ
لہو ہاتھون مین ملکر ہنسکے بولے — حنا کا رنگ بھی ہوتا ہے کیا شوخ
چمن مین اپنا جی بہلائین کیا ہم — شرارت غنچہ و گل مین صبا شوخ
کیا کرتا ہے خون بے گناہ ہان — ہوا ہے کچھ بہت رنگ حنا شوخ

نئے شہرے سے ہوا عشق کہین یاد
ملا کیا جوہری کوئی نیا شوخ

نہ وہ گل ہے نہ وہ بلبل نہ صبا میرے بعد — اے چمن کیا یہ ترا حال ہوا میرے بعد
میری تربت پہ چمن کے ہے ہوا میرے بعد — پھول لالا کے چڑھاتی ہے صبا میرے بعد
کسی پامال کا پھر خون نہ ہوا میرے بعد — رنگ خون ہاتھون مین لائی نہ حنا میرے بعد
کس سے جانبازی کے حق ہونگے ادا میرے بعد — کس پہ کھینچوگے یہ شمشیر ادا میرے بعد
مین تو بہوت ہوا صدمۂ غم سے بیجان — ڈھونڈھتی پھرتی ہے کیون مجھکو قضا میرے بعد
قیس کے بعد تو جنگل کو سنبھالا مین نے — وحشیون کا کوئی سونش رہا میرے بعد
اپنے سینہ سے کبھی آپ ہی محرم نہ ہوئے — غیر اب کھولتے ہین بند قبا میرے بعد
سر پہ چڑھتے نہ کبھی جیسے نہ بل کھاتے تھے — اب تو کھل کھیلی ہے وہ زلف رسا میرے بعد
میرے مرتے ہی وہ سب ناز و ادا بھول گئے — اب کسی پر نہ ستم ہے نہ جفا میرے بعد
میرے ہی دم سے بنا ہے یہ چمن باغ جہان — خاک اڑاویگی یہان باد صبا میرے بعد
وہ صلے ظلم و ستم کے کوئی باقی نہ رہین — پھر ملیگا نہ کوئی اہل وفا میرے بعد

انتظاری مین تو اب نزع کی حالت پہونچی
دیکھنے کو مرے آئین گے وہ کیا میرے بعد

ذبح مین ہون تمہین ہو عید مگر شکل ہلال
ہوگی کج چھری مین انگشت نما میرے بعد

جو ہری رہتے تھے بستر پہ گلون کے انبار
ایک بھی پھول نہ تربت پہ چڑھا میرے بعد

دھوکے سے بھی اس شوخ نہ محرم کا بندھا بند
اس شوخی کو کر سکتی ہے کیا شرم و حیا بند

غفلت سے جو محرم کا رہا اوسکے کھلا بند
شب بھر نہوا دیدۂ مہتاب ذرا بند

دل خط سے چھٹا زلف کے بالونمین پیچ آ بند
دس لاکھ ہوئین بند نشین گر ایک کھلا بند

یون روح کو اس قالب خاکی مین کیا بند
ہو جیسے حباب لب دریا مین ہوا بند

بیمار کو تیرے ہے دوا اور غذا بند
پرہیز غذا بند نہین آس دوا بند

آنچل سے وہ کچھ کرتے ہین یا ماروادا بند
شوخی کو نہین کرتے ہین کیون شرم و حیا بند

تا زیست رہون سلسلہ زلف مین پابند
ہر عضو کا گو کوئی کرے میرے جدا بند

آواز تو جاتی تھی نہ جا سکتے تھے گر ہم
در تک بھی پہونچا ہوا عشاق کا کیا بند

منہ ماہ اگر دنکو چھپائے تو بجا ہے
ہے وصل کی شب رکھو نہ کر ماہ لقا بند

ہے آہون سے سینہ مین مرے دلکو تشفی
گھبرائے مکین کیون نہ ہو جب گھر مین ہوا بند

اوڑ جانیکی قدرت طپش دلسے ہی صیاد
ہم رہ گئے ہین مختل نہ ہین بازونکا پابند

ہے جسکو تصور سے ہر ایک چاک گریبان
کہئے تو یہ کیسے تہ دامان قبا بند

سرکش کو جو تعزیر ملی اوسکے سزا ہی
کس سختی سے اوس شوخ نے محرم کا کسا بند

مرتا تھا غم عشق مین گیا اوسکے نہ شکایت
ہو سکتی نہین امر قدر اور قضا بند

ہو منتظر آنے کا کسیکے نہ کوئی ہائے
گلہ شب آیا جار بچھڑ دیروا بند

شب بھر تو کھلے بند دن ہتر غبار کی صحبت
اب دنکو بھی دروازہ تیرا رہنے لگا بند

اوٹھتے ہی چلے آتے ہین چھپنی کے ہنین کچھ
وہ آب کے محرم مین جین پہ قبا بند

ای جوہری کہنے دو جو کچھ کہتا ہے ناصح
دنیا مین ہنر لگو یونکا منہ کسنے کیا بند

نہین رہائی کی ہے مجھکو کچھ ہوس صیاد
جو باندہتا ہے رگ گل سے پر کو کس صیاد

ہوس یہ ہے کہ چمن مین رہے قفس صیاد
ستم جو کرتا ہے ہوا تنا در دو رس صیاد

رہا کیا کرے ایک فصل گل مین بلبل کو
گلہ نہین جو رکھے قید سو برس صیاد

چمن سے غنچہ و گل کا وہ کاروان تو گیا
رہا ہے بلبل نالان سے ایک جرس صیاد

مے طرب کا ہو کیا دور بلبل و گل مین
جو باغبان ہے قاضی تو ہی عسس صیاد

نہ بال و پر مین نہ ہے تاب و طاقت پرواز
میری رہائی مین اب کیا ہے پیش و پس صیاد

ہے کسکو گلشن عالم مین امید آسائش
جو ایک بلبل خوش لہجہ ہے تو دس صیاد

سکان بوم بنا گلستان ہے خارستان
او جاڑ کر گل و بلبل کو تو ہے بس صیاد

بہار صحن چمن جوہری سے کیا ہو بیان
ہے ابتو پیش نظر ہر گھڑی قفس صیاد

نہین جو سا تون فلک کے ہر ایک طبق کا غذ
کتاب غم کا نہ پورا ہوا ایک ورق کا غذ

فلک لکھو تو لکھو وصف عارض جانان / ہین ماہ و مہر کے پاس اسکے دو ورق کاغذ

لکھا ہے میرا فرشتون نے نامۂ اعمال / مزہ ہو جبھو نتیجہ جو نکلے یہ بیتش حق کاغذ

ہمارے دیدۂ پرخون کے حال لکھنے کو / افق جو صبح تو ہے شام کو شفق کاغذ

کیا جو چاک وہان میرے خط کو بے دیکھے / تو زندگی کا مری یہان نہوا ہے شق کاغذ

مین دیکھ دیکھ کے کیونکر نہ رؤن حشر کے دن / میرا ہے نامۂ اعمال پر قلق کاغذ

لکھی ہے یار کی تصویر جو مری جس پر / ہے آنکھون سے دل لگانے کا مستحق کاغذ

ہر ایک بات ہی لب شیرین کی کیا لذیذ / قند و نبات مین نہین ایسا مزا لذیذ

ہو صبر تلخ کام مصیبت کو کیا لذیذ / اکثر مریض چاہتے ہین ہو دوا لذیذ

شیرین ہین سب لب سے دہن سے کلام سے / ہے خوان نعمتون کا وہ سر تا بپا لذیذ

اون دو لبون کے بوسہ کی جسکو لگی ہو چاٹ / اوسکی زبان پہ قند مکرر ہو کیا لذیذ

طالب ہیں سخن کے ہین دشنام سے بھی خوش / لگتی ہی جیسے بھوک مین ہر ایک غذا لذیذ

بوسہ لیا جو مین نے تو دین گالیان مجھے / تھا ایک مزہ زبان پہ ملا دوسرا لذیذ

شیرین تو کیا یہہ یوسف مصری مین بھی نہ بات / شیرین ہر ایک بات ہی ہر ایک ادا لذیذ

پہلے نہ ہجر ہو تو نہین وصل مین مزہ / تلخی کے بعد آتی ہی خوش کیا غذا لذیذ

ہین ہجر و وصل نخل محبت کی دو ثمر / اک ناگوار ذائقہ ہے دوسرا لذیذ

شیرین و تلخ دہر سبھی ہین زبان پہ / گر بو پہچانئے مزے کی تو ہی اشتہا لذیذ

شیرین ثمر ہے نخل مصیبت مین صبر بھی ۔ گو ابتدا ہی تلخ مگر انتہا لذید

شیرین لبون سے شیر و شکر جوہری نہو
آخر ہی تلخ پہلے ہی اسکا مزا لذید

مرنے تھی تم پہ کب قاتل سمجھہ کر ۔ دیا تھا دل نہ سنگین دل سمجھکر
نہ کر بیداد سنگ و گل سمجھہ کر ۔ ستمگر درد و غم دے دل سمجھکر
دیا دل نخ پہ کب وہ تل سمجھہ کر ۔ کیا یہہ دل کسیکا دل سمجھہ کر
بامید مسیحائی موا ہون ۔ مسیحا تجھکو اے قاتل سمجھہ کر
نہ تھی کچھہ دور راہ کوے جانان ۔ مسافت ہو گئی منزل سمجھہ کر
نہ آنسو پھر روکین گے صورت شمع ۔ مجھے چھیڑو سر محفل سمجھہ کر
نہ چھو جائے قدم وہ جا کے سر ہے ۔ تڑپ اوس در پہ ای بسمل سمجھہ کر
سمجھتے عشق اگر آسان تو تھا سہل ۔ ہوا مشکل وہ اب مشکل سمجھہ کر
نہ یون کوئی غریق بحر غم ہو ۔ مین لپٹا موج سے ساحل سمجھہ کر
مثال باد و آتش ہو نہ سرکش ۔ خمیر جسم آب و گل سمجھکر

سمجھتا ہے جسے اے جوہری دوست
عدو کی جان ہے اوس سے مل سمجھہ کر

اور سب زیور روا ہے مجھکو خوش آئی زنجیر ۔ حضرت عشق نے بچپن سے پنہائی زنجیر
ایسی پابندی ہے کب جوش جنون کرتا ہے ۔ پر ہوی پانون کی جس روز سے پائی زنجیر

ہائے چھاتی پہ مرے سانپ نہ کیونکر لوٹین
یا وآئی تیرے سینہ پہ طلائی زنجیر

مر رہے اُٹھ بیٹھے ہین کیون شور مچایا نہین
کسی دیوانے نے پانون کی ہلائی زنجیر

گلے لگنے کے عوض طوق گلے مین ڈالا
زلف کی بوسے جو مانگی تو پنہائی زنجیر

خود ہی دیوانہ بنا دیکھ کے مجھکو حداد
ہتکڑی پانون مین ہاتھون مین پنہائی زنجیر

لاغری نے مرے حداد کو تکلیف نہ دی
طوق گردن ہی سے خود پانون مین آئی زنجیر

جو مری بعد فنا بھی ہو وہی جوش جنون
جائے گل لوگون نے تربت پہ چڑہائی زنجیر

قطعہ

جام مئے حضرت مغان کوئی اور
نہ ہی ہوش پھر کہان کوئی اور

ایسا ڈہونڈ ہیگی اب جہان کوئی اور
طرح عالم کے ہو وہان کوئی اور

اوس جہان مین ہو کوئی اور زمین
اوس زمین پر ہو آسمان کوئی اور

تجھسے کیا ہون کہے ظلم پیر فلک
تیرے پردہ مین ہے جوان کوئی اور

ابھین قائم ہین آسمان و زمین
ای دل ناتوان فغان کوئی اور

دور دیر و حرم سے ہے وہ صنم
ہے مگر راہ عاشقان کوئی اور

مین سناؤنگا جو قصۂ غم
کہتے ہین کہیئے داستان کوئی اور

کر کے اقرار کرتے ہو انکار
ہے وہان ہین مگر زبان کوئی اور

پوچھا معشوق رحم دل بھی ہین
بولے ہان ہونگے مہربان کوئی اور

خضر ناران ہین ایسی جینے پر
ہے مگر عمر جاودان کوئی اور

ظلم کیا کیا کئے دیئے غم و رنج
اب بھی باقی ہے امتحان کوئی اور

رکھے ہے جوہری نے در پہ جبین
نہ رکھو سنگ آستان کوئی اور +

کبھی کعبہ کو گیا زاہد پرفن بن کر
گاہ بتخانہ مین کبھو پہنچا مین برہمن بنکر

دل پہ داغ میرا آپ سمجھئے نہ حقیر
رنگ اک دن یہی دکھلائے گا گلشن بنکر

موت نے زیر زمین کر دئے کیا کیا انسان
بگڑے مٹی کے کھلونے ہین یہ کیا بن بنکر

کیون شب وصل اذان ہے مجھے موت آئی ہے
ملک الموت نہ آیا ہو موذن بن کر

ہجر مین روح کو اب تن سے بھی بیزاری ہے
گھر میرا تنگ مجھے کرتا ہے مدفن بن کر

ہنستے ہنستے مین ہوا رونے کا خوگر آخر
قہقہہ منہ سے نکلنے لگا شیون بن کر

کچھ لطف یہ اوس چشم کے اید الست بھول
پھر بگڑ جائے نہ اوسکی کہین چتون بنکر

یاد کر کے وہ بارش کے مزے سارے برس
ہر مہینے نے رلایا مجھے ساون بنکر

بار عصیان سے دبایا ہے کہ اٹھتا نہین پاؤن
دامن تر نے مجھے کوہ کا دامن بنکر

جوہری مجکو عدو سے نہ شکایت نہ گلہ
ذبح تو مجھکو کیا دوست نے دشمن بنکے

غنچون سے چلکے باغبان کچھ بول چال کر
سرو چمن کو سایہ قد سے نہال کر

چلتا ہے نقش پا کو بچا کر سنبھال کر
ان خاک رہ نشینون سے ایسی نہ چال کر

دیر و حرم پہنچ کے ملے بتکدہ مین جائے
پائی ہی راہ راست بہت بھول بھال کر

خفگی اوٹھائے جھڑکی سہی گالیاں نہین
کیا شمع کی کہانی اونسے سوال وصال کر

ہر ایک کو ہلال کی ہے دیکھنے کی چاہ
کیا پایا ماہ چرخ نے کسب کمال کر

ایک اور وار نزع کی حالت نہین پسند
جاتے ہو تم کہان ہے مجھے جھگڑے مین ڈالکر

یارب ہو خیر تیغ نگہ ہے کھچی ہوئی
مقتل مین آرہے ہین وہ خنجر سنبھالکر

سمجھے تھے دلکو اپنا وہ بیگانہ ہو گیا
کیا پایا ایک طائر وحشی کو پال کر

موسی کے کوہ طور کا افسانہ بھول جائین
کوٹھے یہ آکے خلق کو محو جمال کر

سرو سہی صنوبر و شمشاد ہین کھڑے
ایک ایک کو چلکے چال سے اپنے نہال کر

آئے یہ شب وصال ہوئی مجھکو جب نصیب
ایک ایکدن گذارنے ہین ایک ایک سالکر

دنیا کی تنگ چشمون سے کیا چشم فیض ہے
ای جوہری دراز نہ دست سوال کر

شب وصل شام سے گر نہ مٹا حجاب ہرگز
تو سحر کہانسے ہوگی نہ ہٹی نقاب ہرگز

نہین ہوگا مجھسے زاہد ترک شراب ہرگز
نہ پھر آئیگا یہ جاکر عہد شباب ہرگز

مین ہون رند تو اداہنین کیا وہ بین بارسا مجھے کیا
نہ برا بھلا کہین کچھ مجھے شیخ و شاب ہرگز

کیون ہاتھ اوٹھاکی ناحق تکلیف مین اوٹھاؤ فلک
ہوگی دعا نہ میری کر مستجاب ہرگز

ہے آئینہ مقابل دیکھو ملا کی صورت
کہنا نہ اپنے رخکو پھر لاجواب ہرگز

شام و سحر دکھائے گردون جمکنے تک سے
پر مہر و مہ نہ ہونگے رخکے جواب ہرگز

وہان بھی سنبھلنے دیگی شوخی اونکی اونکو
دیگا نہ چین مجھکو گر اضطراب ہرگز

ای جوہری تو نکالا رکھتے ہو دہیان ہردم
دل خانۂ خدا ہے نہ کرو خراب ہرگز

جگر اور دل سے بھی ہے جانِ عزیز — ہے عزیزون سے یہ مہمان عزیز
کیون نہ کرین مشرب رندی ہم ترک — ہمکو بھی اپنا ہے ایمان عزیز
دوش پر لائے مجھے تربت تلک — کر چلے ہائے یہ احسان عزیز
ہجر مین ہائے یہ حالت پہونچی — کرتے ہین دفن کا سامان عزیز
کیا پس و پیش ہے اے دست جنون — جیب پیارا نہ گریبان عزیز
الفت زلف مین سودائی ہون — ہے پریشان کو پریشان عزیز
خندۂ زخم سے کیون مجکو نہ ہو — جان شیرین سے نمکدان عزیز

جوہری دیتے ہو دل دلبر کو
کیا تمہین اپنی نہین جان عزیز

اس سیمجان کے دلمین ہین کیا کیا نہان ہوس — نکلی نہ تجھسے ایک بھی اے آسمان ہوس
لائی تھی ہمکو دید جہان کی یہان ہوس — دیکھا نہ کچھ بھی لیکے چلے پھر کہان ہوس
مر کر کرینگے یوسف مصری سے بھی نہ بات — ہے لعل شکرین سے ہمین کام جان ہوس
مجنون ہر ایک اہل خرد ہوتے ہین یہ ہے — اوس طفل کے تو رکھتے ہین پیر و جوان ہوس
ایمان و جان و دل سے کرین پہلے دشمنی — رکھتے ہین دید یار کے گرد وستان ہوس

حال اپنا جوہری کسی ندکور مین کہو

گر وقت شب وہ کوئی کرے داستان ہوس

کرتا نہین ہے حال پہ گریہ مرے غم قفس
ہوتا ہی میرے رونے سے کیون چشم نم قفس

چھوڑے نہ فصل گل مین بہی صیاد گر مجھے
توڑون تڑپ تڑپ کے خدا کی قسم قفس

پر باندہتا ہی کیون نہین کھلتا ہی کچھہ سبب
بلبل کی ہی اسیری کو کیا کچھہ یہ کم قفس

منظور دل شکستگی صیاد کی نہین
چاہین تو ایک آہ سے پہونکین ہم قفس

گلزار مین پہونچنے کو پرواز پر نہین
اوڑ جائے ایک آہ سے دو سو قدم قفس

لاتا نہ آب دانہ اگر دام مین ہمین
صیاد دیکہتے تیرا کیون آسکے ہم قفس

فوج فغان ہی ساتہہ لوا ہوگئے ہین علم
گلشن سے ہم چلے ہین بجاہ و حشم قفس

ہم شکل جور جور رہی ہے یار جوہری
بلبل کو بے گلون کے ہی باغ ارم قفس

١ وہ ہین شغل بادہ کشی ہی خوش مین ہون شرب خون جگر سے خوش
او نہین لطف بارش ابر سے مین ہون جوش دیدہ تر سے خوش

٢ مجھی فخر اپنی ہے آہ کا وہ ہین اپنی تیغ نظر سے خوش
او نہین ناز اوسکی ہے کاٹ کا مین اید ہر ہون اسکی اثر سے خوش

٣ وہ جو آئے سینہ مین مثل جان تو ہوی نہ دل نہ جگر سے خوش
جو ہو دونون پہلو سے نا خوشی تو کرون مین اونکو کدہر سے خوش

٤ مرا دل گیا تمہین کیا ملا مجھی غم ہی تمکو ہی کیون خوشی

کہو کیا ہوا تمہین فائدہ جو ہوئے ہو میرے ضرر سے خوش
وہ مژہ ہی اون کی پھری ہوئی وہ نگہ ہے اونکی رکی ہوئی
نہ خوشی ہے تیر کو سینہ سے نہ وہ تیغ اون کی ہے میرے سر سے خوش
نہ کسی کی ایسی ہو زندگی وہ خفا رہے میرے جیتے جی
جو کہا کسی نے وہ مر گیا تو ہوئی وہ سنکے خبر سے خوش
کبھی مثل مہر نظر پڑے کبھی شکل مہ ہوے جلوہ گر
نہ وفا کیا کبھی وعدہ کو تیرے کیا ہون شام و سحر سے خوش
کہون کیا مین حالت جوہری ہے عجیب دیکھے تو زندگی
نہ وہ دن سے خوش نہ وہ شب سے خوش وہ اونکی شام و سحر سے خوش

کس طرح ہون جگر کی میرے اب رقم خراش
رکھتی ہے بیشمار زبان قلم خراش
ایک زخم دل سے کہتی ہین کیا کیا نہ ہم خراش
نالے جگر خراش ہین آہین ہین دم خراش
یکدم نہ اپنے دل کی گئی ہائے سخت خراش
خون جگر سے بہتی ہین ذرات غم خراش
یہان یہ میان ہین شیخ و برہمن کا ہی فساد
با ہم کہان جو کہتی ہین دیر و حرم خراش
ہے سیم و زر سے بغض و عداوت حسد غرور
دلسے دلون نہین کرتے ہین مال و درم خراش
ہوتے ہین زخم یا تو نہین پیر پڑکے آبلے
چلتے نہین یہ دیتے ہین ایکقدم خراش

کیا دل مین جوہری کسی مژگان کی ہی خلش
زخم جگر یہ کرتے ہین کیون دم بدم خراش

عجب کرتی ہے یہ بنت العنب رقص
قیامت کچھ ادائین ہین غضب رقص

پھڑکا وہ اٹھا ہے کھا کر تیغ کا پھل
تن بسمل کو کب ہے بے سبب رقص

تڑپتا ہے کوئی بسمل ہے کوئی
تری محفل مین قاتل ہی عجب رقص

لگا تو تیغ دیکھو رقص بسمل
تمہین بھائے گا قاتل وکب رقص

ہین بسمل ہم یہان ہان محفل عیش
وہان رقص طرب یہان پر تعب رقص

چراغ غول سے ہے دشت روشن
بگولے کرتے ہین یہان روز و شب رقص

تمہین بھی شیخ جی ہو وجد کا حال
کرے محفل مین گر بنت العنب رقص

عجب ہے سب کا ہی رقص پیر گردون
جوان و طفل کے دیکھے تو سب رقص

جوانی جوہری پیری مین بھولو
تڑپتے اب ہین دیکھے جسنے تب رقص

ان دو لبون کے بوسہ کا ہی ایک جہان حریص
قند و شکر کے ہوتے ہین سب بیگمان حریص

نفرت ہی عشق حسن حسینان سے زاہد و
جور جفان کے آپ ہین کیون مہربان حریص

غنچہ کی ہی گرہ مین زر گل کو اس کب
گلچین جو پر طمع ہی تو ہی باغبان حریص

دے لئے گنوا ہی جان بھی طمع وصال مین
پاتا ہی نفع دہر مین کب جز زیان حریص

کانون کو یہ طمع کہ سنین گفتگوئی یار
مذکور یار کے ہین دہان و زبان حریص

اس حال مین ہے جینے کی امید کیا مجھے
دل درد مند دید طلب چشم جان حریص

سیمین تنون کے چاہ مین دی جان جوہری

کہتے ہیں طفل و پیر کہ تھا یہ جوان حریص

گلشن ہے اہل زر کا فضا کا مقام خاص
ہے دشت سبزہ زار فضا گاہ عام خاص

دور شراب کا کہیں دستور یہ نہیں
دیتا ہے تو عیبونکو بھر بھر کے جام خاص

دل بستگی عام ہے ہر ایک عضو میں
گیسو وہ ہیں مگر دل دانا کو دام خاص

گر یاد حق ہو دل سے تو جنگل ہے کیا برا
دیر و حرم کو کیوں یہ ہوا احترام خاص

ہمسے گریز غیر سے ملتے ہو روز عید
یہ عید عام میں ہی غضب اہتمام خاص

حق بندگی کا جسنے کیا کچھہ ہی ہے ادا
دنیا میں ہے وہ بندۂ رب نام خاص

عاشق سے اور غیر سے ملنے میں کچھہ تو فرق
گر صبحگاہ عام ہو تو وقت شام خاص

یوں تو ہر ایک کے نعش پہ ہوتا ہے جمع عام
عاشق کی ہے جنازہ پہ کچھہ دھوم دھام خاص

پر درد ہو فصیح ہو اور عام فہم ہو
ایجوہری یہ نظم میں کچھہ انتظام خاص

دیر سے واسطہ ہی کیا اور حرم سے کیا غرض
پھر رہی ہے لئے لئے مجکو یہ جا بجا غرض

دو نہ خدا کا واسطہ کیا اوسے واسطہ غرض
بیچ تمہارے درمیان آئی خدا کو کیا غرض

کھلتا نہیں ہی کچھہ سبب باندہی ہیں ہاتھ یار نے
تر ہوں نہ تیغ ہلکے بھی مار و نہ دستہ پا غرض

دوستی اب غرض کے ہے دوست کسیکا کون ہے
ہے وہی آشنا غرض جسکو نہو ذرا غرض

شاہ کو ہے گدا کو ہے زند کو پارسا کو ہے
کچھہ غرض خدا کو ہی سب کو کیا جو با غرض

آتے نہ جسکا آپ ہی ہجر میں بہر دل ہے
غم سے مجھے چھوڑ دی کیوں گم اپسی غرض

ہوتے نہ یوں فقیروں کو یوں کھوتے نہ اعتبار یون
ہوتی اگر نہ احتیاج رکھتے نہ التجا غرض

مرتا ہے غم مین جوہری جا کے کسی نے کر کہا
کہنے لگے کہ مرنے دو مجھکو ہے اوس سے کیا غرض

مطلب صبح سے ہی نہ کچھ شام سے غرض
دن رات زلف و روی دل آرام سے غرض

کیا دور چرخ و گردش ایام سے غرض
لیل و نہار دور مئے و جام سے غرض

وہان میرا ذکر بیان وہ جو کریں جلوہ کر
اب کیا مجھے ہے نامۂ و پیغام سے غرض

لیتا تھا جسکے بھول گئی پھر کیا نہ یاد
کیا تمکو جانجان دل ناکام سے غرض

مین مدح خوان رہون وہ کہین ناسزا مجھے
لب پر دعا ہے دلکو ہے دشنام سے غرض

خواہش مجھے ہے نہ گل کی نہ گلزار کی ہوس
ہے دلکو دید عارض گلفام سے غرض

کیون عشق کرکے مجھ سے ہو خواہش وفا
آغاز کو تو ہوتی ہے انجام سے غرض

اے جوہری مزہ ہے یہی دل مین درد ہو
کیا عاشقون کو راحت و آرام سے غرض

ایمان فدائے زلف ہے دل مبتلائے خط
کہتا ہون ہائے زلف کبھی گاہ ہائے خط

کیا مجھسے پوچھتے ہو میرا مدعائے خط
غم ابتدائے خط ہے الم انتہائے خط

عارض کا حسن جائے نہ کیون جبکہ آئے خط
سرنامہ ہی سے مجھکو کھلا مدعائے خط

برباد ہو ان مری وہ سُنین خاک کھیل مین
لکھون ادسے تو کاغذ بادی بنائے خط

قاصد کی کیا ہوس ہے ہوائی صبا ہی کون
تحریر شوق وہ ہے کہ خود اوڑ کے جائے خط

دیکھے سنے تو اوس سے کھلے حال غم مرا — قاصد کا کیا قصور نہین کچھ خطائے خط

گم ہو نہ راہ مین نہ کہین راہ بھول جائے — ہے نامہ بر کے حق مین دعا کہہ برائے خط

اوڑتے ہی اوڑے کھیل مین وہ طفل دیکھ کے — قاصد اگر ہے تنگ بنا کر اوڑا سکے خط

دیتے ہین حرف حرف پہ سن سنکے گالیان — کیا کوئی پڑھکے اوسکو ہمارا سنائے خط

لیکر پڑھا کہ جا کے کیا ہے پڑھے ہوئے
اے جوہری صبا سے سنو ماجرائے خط

زلفون سے کیون نہ چھپائین نہ وہ بار بار خط — لایا زوال حسن کا ہے اشتہار خط

شاید ہوا ہے یار کے زیب عذار خط — پیغام روز آتے ہین اور بار بار خط

جدول ہے گرد مصحف رخسار یار خط — دکھلا رہا ہے صنعت پروردگار خط

ہالہ مین ماہ ہے کہ شعاعین ہین گرد مہر — عکس رخ نگار سے ہے زرنگار خط

ہے دلمین کچھ غبار یہ ایما ہے صاف صاف — لکھا ہے اوسنے مجھکو بخط غبار خط

آنکھین غزال نافہ مشک ختن ہے خال — ہے مشک سا وہ زلف سیہ مشکبار خط

نعت نبی خدا کو دکھا کر کہونگا مین — لایا سفارشی ہے یہ امیدوار خط

کیا خال رخکو خط سے ہے خوف زوال حسن — پرکار کا وہ نقطہ ہے اور ہے حصار خط

ہو حال میرا اور خط غیر ہو بہو — اللہ لکھدے ایسا کوئی دستکار خط

کندن کو ہے کسوٹی سے کیا خوف جوہری
پھر زر عذار اگر ہے عیار خط

چلی ہین دیر سے سوے حرم خدا حافظ
بتان تو دیر سے کہتے ہین ہم خدا حافظ

بنا ہون تختہ مشق ستم خدا حافظ
کرو خوشی سے میرا سر قلم خدا حافظ

نہ سر کے جانے کا ڈر ہے نہ دستے پاکی خبر
طریق عشق مین کہا قدم خدا حافظ

سفر ہے سخت نہ رہبر نہ زاد رہ ہے ساتھ
ہوئے ہین رہرو راہ عدم خدا حافظ

نہ دین سے ہمین مطلب غرض نہ ایمان سے
ہوئے ہین عاشق حسن صنم خدا حافظ

سفر سے پہلے کریگی سفر یہ روح روان
دم سفر نہ کہو تم صنم خدا حافظ

خراب دین ہو ہو بگڑے عاقبت بگڑے
بتون کے حسن پہ دیتے ہین دم خدا حافظ

بتون کے لطف و کرم پر نہ جوہری دیکھان
ہمین تو باقی ہین اونکے ستم خدا حافظ

سوز و گداز دل سے ہوئے با وقار شمع
ہر بزم ہر مکان مین کیون پائے بار شمع

کچھ غم نہین نہین ہے جو بزم نگار شمع
سوز درون سے دلمین ہین روشن ہزار شمع

سوزان دل و جگر ہے تو آنکھین شرر فشان
رکھتا ہون سوز عشق سے روشن چہار شمع

سوز و گداز رکھتے ہے ہی کچھ تو دلمین درد
بیوجہ بزم مین ہے نہین اشکبار شمع

گریان ہی زار زار ہے خندان ہی با بکا
رکھتی ہے ایک حال پہ کب یہ قرار شمع

یون ہی رہینگی عشق سے پروانے حلقہ زن
فانوس سے ہزار بنائے حصار شمع

جل جلکے اوسپہ مر ہین پروانے بیشمار
کلہ کیا جواب دیگے یہ روز شمار شمع

دلمین ہزار داغ ہین ہر داغ مشتعل
سوز درون سے میرے نکیون جائے ہار شمع

خندان ہے سبر کے کٹنے سے جلنے سے اسکی زینت
ہے عاشقی مین لایق عزو وقار شمع

رکھتی ہے دلمین رشتہ الفت چھپا ہوا
ہنس ہنس کے سر کٹائے نہ کیون بار بار شمع

ہمدرد کیون نہو جسے سوز و گداز ہو
بالین پہ رات روتی ہے زار زار شمع

ہے جوہری وہ باد مخالف سے بیخطر
فانوس شے تو رکھتی ہے اپنا حصار شمع

رات بہر روتی ہے کیون محفل مین شمع
درد و غم رکھتی ہی کچھ تو دلمین شمع

ایک دو کے یہان وہان یاد گئے دو
رکھ کے دیکھو بحر کی ساحل مین شمع

دیکی بخشش نے ہو دنیا مین فروغ
رکھلو دو تو گھر کے یہ شامل مین شمع

کر لیا روشن دیا جس نے دیا
ہوگی بخشش گور کی منزل مین شمع

نور حق دیکھے گا تاریکی مین کیا
علم کی کب ہے دل جاہل مین شمع

گرتے گرتے اشک ہون کیونکر نہ خشک
سوز غم رکھتی ہے آب گل مین شمع

راہ عقبیٰ مجھپہ کیون تاریک ہو
جوہری روشن ہے دین کے دلمین شمع

ہجر تبان سے دلمین ہوئے بیشمار داغ
الفت کی ایک داغ سے اب ہین ہزار داغ

کرتے ہین دلکو نافہ مشک تتار داغ
سودای زلف یار مین ہین مشکبار داغ

دنیا مین یون تو کہنے کو ہین بیشمار داغ
ہی سب سے بڑھ کے دلکو فراق نگار داغ

سیراہی یہ کلیجہ ہے میراہی ہے جگر
پرورد ایکدل ہی ہوا اور سمین ہزار داغ

داغون نے دلکو سرو چراغان بنادیا
دکھلا رہے ہین بلبلین عجب اک بہار داغ

کیا نقد زر ملے مجھے سرکار عشق سے
طاؤس کے ہین شکل مرے زرنگار داغ

جسطرح چرخ مین نہین تارون کا کچھ شمار
یون جوہری ہین دلمین مرے بیشمار داغ

راتبھر جو رخ جانان سے فروزان ہے چراغ
ضد بد غم دیکھو کہ سر کٹتے بہی خندان ہے چراغ

خانہ دلمین ہمارے داغ سوزان ہے چراغ
اس اندھیرے گھر مین الفت کا فروزان ہی چراغ

ہے وہان اندھیر جس دولت مین کچھ بخشش نہین
جسمین زر کے مکان مین دل احسان ہے چراغ

دلکو خورشید درخشان رات کو ماہ منیر
رات دن روشن دلکو غریبان کا ہی چراغ

داغ الفت ہو نہ جس دلمین وہ ہے تاریک دل
نور محفل شمع ہے اور شبستان ہی چراغ

روشن اپنے گھر کرین ہیں اہل زر فانوس شمع
ہم غریبون کے مکان مین ماہ تابان ہی چراغ

جوہری تاریک ہو کیونکر رہ صدق و یقین
خانہ دلمین فروغ دین و ایمان ہے چراغ

سوز دل سے ہو عیان سینہ مین اک روشن چراغ
جوش باد آہ سے ہے تہہ دامن چراغ

لخت دل انکھون مین یون ہین تہ مژگان جلوہ گر
جسطرح سے نور افگن ہو تہ چلمن چراغ

زلف ہٹتی ہی نہین کیا نور رخ ہو جلوہ گر
یار جسکو سمجھتا ہی مگر دشمن چراغ

آتش داغ دروں سے تن بدن پھنک گیا
ہائے غفلت سے ہوا اس گھر مین آتش زن چراغ

ہائے بیدردون سے خال زیبا کی ہے کیا کیا دلبری
لوٹتا ہی رکھکر راہ مین رہزن چراغ

وہ صنم غیروں کے گھر آئے خدا کی شان ہے — مسجدوں میں کیوں نہ وہ جا کر کریں روشن چراغ

داغہای تن سے میں سرو چراغان بنگیا — سیکڑوں اک آتش الفت سے ہیں روشن چراغ

پھر گلگشت چمن آیا اگر وہ شمع رو — بنگیا ہے نور رخ سے ہر گل گلشن چراغ

گھر میرا کس شمع رو سے مطلع انوار ہے
جوہری باہر سے نظر و نہین ہے ہر روزن چراغ

یکتائی کا یہ دعوے ہے لاف و گذاف صاف — آئینہ کہہ رہا ہے ترے منہ پہ صاف صاف

اوس رشک آفتاب کو کہتے ہین ماہرو — دن کو جو رات کہئے تو ہے یہ خلاف صاف

دیر و حرم مین شیخ و برہمن بھٹکتے ہین — دل ہی کا اپنے کرتے ہین ہم تو طواف صاف

بیجرم بات بات پہ اب ہے عتاب و خشم — پہلے گنہ بھی ہوتے تھے میرے معاف صاف

پاس سخن تھا پہلے تمہین کلہ کا ذکر ہے — قول و قسم سے آج ہوا انحراف صاف

آلودہ کر نہ گرد و غبار گناہ سے — روح روان کا ہے تن خاکی غلاف صاف

میدان کیا برا ہے جو دل صاف و پاک ہو — ہے زاہدوں کا مکر سے کب اعتکاف صاف

دعوی ہے شاعری کا بنی ہین خوش زبان — ہے جنکی گفتگو مین نہین شین قاف صاف

پریون کے جھمگھٹے ہین پہ نیرا دیرین ہے — کہتے ہین میرے بام کو سب کوہ قاف صاف

ڈر باوجود دل تو او بہرے گا گیا اوس سے جوہری
گرداب بحر حسن و لطافت ہے ناف صاف

کیون اے صنم نہین میری ہوتی خطا معاف — بندہ کا تو گناہ ہی کرتا خدا معاف

زہد وریا تیرا نہین مقبول کبریا — زاہد ہید عفو عبث ہے خطا معاف

آنکھون مین ہے میری کوئی گلرو بسا ہوا — تکلیف دید گل سے مجھے رکھہ صبا معاف

مداح جان و دل سے حبیب خدا کا ہون — بیشک گناہ میرے کریگا خدا معاف

کیا ڈر ہے ہین یہہ لازم و ملزوم جوہری
بندہ گناہ عفو خدا اور خطا معاف

نہ چھوڑیگی دل وجان دلربا زلف — پڑی پیچھے ہے یہ کالی بلا زلف

بلا ہین زہر ہین محشر ہین یہ سب — وہ قامت کیا وہ خط کیا اور کیا زلف

نہ کچھہ عقدہ کھلا موے کمر کا — کمر تک اوس کے پہونچی بار ہا زلف

مگر سنبل نے اولجھایا ہے اوسکو — پریشان کر رہی ہے کیون صبا زلف

قیامت کا سنو آغاز و انجام — وہ قامت ابتدا ہے انتہا زلف

حقیقت دن کی پوچھی رخ دکھایا — کہا مین نے کہ شب کیا ہے کہا زلف

ہر ایک غنچہ ہے نافہ مشک چین کا — چمن مین بندہ گئی تیری ہوا زلف

قیامت ہو تو ہو عارض دکھاؤ — اوٹھاؤ اے صنم بہر خدا زلف

پریشان ہو لئے بو مشک چین سے — کھلی ہے آج کیا وہ مشک سا زلف

پچھے ابرو جو گیسو رخ پہ چھوڑے — وہ ہین طاق حرم کالی ردا زلف

نظر سے گر گیا ہے جلوہ طور — یہ کس نے رخ کو دکھلایا اوٹھا زلف

سرہو جوہری اس مین نہین فرق

دل دانا کو ہے دام بلا زلف

خط نہ ہوا ئی بٹ جائینگے قرآن کے حرف
ہمتو عاشق ہین سمجھتے ہین یہ ایمان کے حرف

خط مرا دیکھتے ہی بولے وہ پہچان کے حرف
حال کھلتا نہین ہین یہ کسی نادان کے حرف

عین و نون آنکھونکی اور لام سیہ زلفونکی
لکھے ہین کاتب تقدیر نے کس سان کے حرف

ایک بھی کاتب تقدیر نے سیدھا نہ لکھا
حرف تقدیر ہین کس طفل دبستان کے حرف

لام زلفین ہین الف بینی ہی نون ابرو ہین
تم مسلمان ہو کہو یہ نہین قرآن کے حرف

خط یہ کس کا ہے لکھا کس نے شکایت کیسی
جوہری سے تو گلہ کیجئے پہچان کے حرف

فرہاد و قیس مر گئے کھا کر ہوائی عشق
سنتے ہو گر تو مجھسے سنو ماجرائی عشق

اوترا نہ جیتے جی وہ چڑھا جن ہے ہائی عشق
یارب چڑھے نہ سر یہ کسیکی بلائے عشق

برباد خاک تک ہو یہ ہے ابتدای عشق
کیا ابتدا مین پوچھتے ہو انتہائے عشق

جو بیوفا ہین انکو ہی کیا عشق سے غرض
اہل وفا اٹھاتے ہین جور و جفائے عشق

دل در عشق عاشق و معشوق دونو ہین
ہے عشق اہل دل کے لئے دل برائے عشق

یون تو ہر ایک نے پہنے ہوئے جامہ زیب کب
آئی درست سیر ہی تن پر قبائے عشق

روز ازل سے عشق مرے دل مین ہے
دلمین شرار عشق ہے سر مین ہوائے عشق

رخ زرد دلمین درد بدن گرم آہ سرد
ای جوہری کہو کوئی کیونکر چھپائے عشق

سمجھین اوسکے جفا و فا عاشق
کہین بیجا کو بیجا بجا عاشق

کتنے محبوب ہین تیرے صورت
جس نے دیکھا وہ ہوگیا عاشق

بت میرے سچ کو جھوٹ جانتے ہین
راستے کا تو ہے خدا عاشق

جانتے ہی نہین ہین وہ ایک
کیا ہی معشوق اور کیا عاشق

مر گیا مین تو پھر نہ پاؤگے
ڈہونڈہنے کو پیئے دوا عاشق

جوہری رنج و غم سے کیا گھبرائے
غم کے تو رکھتے ہین غذا عاشق

اب اس ماہ مین پیدا ہین وہ کہان معشوق
جو عاشقون کی وفا کے ہون قدردان معشوق

وہ مہر و ماہ ہی پر جفا کے بانی ہین
ملا ہے زیر فلک کسکو مہربان معشوق

نکلے نئے ستم اہل زمین پہ کرتا ہے
چھپائے ہے کوئی پردہ مین آسمان معشوق

ازل سے ایک ہی ہے حسن عشق مین نسبت
جو بیدل اونکے ہین عاشق تو بیدہان معشوق

مین جاؤن پرمین کیا کیا کرون طرح افسرم
ملا ہے جو کئے قسمت سے بدگمان معشوق

یقین ہے اور کہانی اونہین خوش آئے
سنین جو عاشق بیکس کی داستان معشوق

جو ابرو مین ہے خم راستی فقرہ مین ہے
یلیس رکھتی ہین کیون تیر اور کمان معشوق

دیا تھا جوہری جی دل تو یہ نہ سمجھے تھے
کہ عاشقون کے ہین ہر دم عدوے جان معشوق

ہے عندلیب جی یا شہید اوسکی نگاہ ہزار ایک
ہزار کہئے اوسے گو وہ ہی شمار مین ایک

خیال نشتر مژگان سی پائی جبین نہین
یہ پھانس غم کی کھٹکی ہے دل فگار مین ایک

گلون کے پہلو مین کانٹو نکو پائے جائی ملی
یہ خار غم کی خلش ہے مجھی بہار مین ایک

وہ دونون زلفین وہ دو آنکھ ہین غضب کافر
نہین ہے فتنہ سیہ کار یون ہے چار مین ایک

غضب ہے گھیر لی اندوہ و یاس حسیان نے
بہ شکل نقطہ پر کار ہون حصار مین ایک

سنا نہین ہے قرار سپند آتش پر
عجب ہی خال سیہ یک نشین عذار مین ایک

ہر ایک زیست مین بہرتا تھا ہمدمی کا دم
رہا نہ ساتھ کوئی منزل ہزار مین ایک

ہے جسم خاکی مین یون جوہری یہ روح روان
شرار جیسی ہو پیستارہ غبار مین ایک

نظر آئی کسی کی جھلک پر جھلک
نہین لگتی اپنی پلک پر پلک

وہ عارض کی ہے یون جھلک پر جھلک
مہ و خور کی ہو جیون چمک پر چمک

رہا یون ہی نالون کا گر زور شور
گرینگے زمین پر فلک پر فلک

کریگا کوئی پھر ستم پر ستم +
ہر دلکو ہے پھر دھڑک پر دھڑک

کمربال سی او سیہ یہ بار زلف
نہ کھائے وہ کیونکر لچک پر لچک

کرے قاصدی کیا میری نامہ بر
نہ مارے ملک دہان تلک پر تلک

پھر ابخت ہی یار بہی ہے خفا
ستائی فلک ہے کمک پر کمک

خیال مژہ او سیہ پہر خار غم
کرین گے یہ دلمین کھٹک پر کھٹک

ہون دلکو مین آبلہ یا شرر
طپش پر طپش ہے تپک پر تپک

خوشی سے کھیلین جوہری زخم دل
وہ ہنس ہنس کے چھڑکین نمک پر نمک

غیر کو ملتے ہین وہان جام شراب ایک ایک
لخت دل یہان میرے ہوتے ہین کباب ایک ایک

زہر مین یون ہی تو ہے خلق کے خلقت و مرگ
بنتی ہین پھوٹتی ہین جیسے حباب ایک پر ایک

دفن یہان ہو سکین ہر ایک جگہ لاش پہ لاش
ہین پڑے زیر زمین غافل خواب ایک پر ایک

بوسہ پر بوسہ تھا کل وصل مین اور پیار پہ پیار
ویسی ہی ہجر مین ہین آج عذاب ایک پر ایک

اب نہ نامہ ہے نہ قاصد نہ زبانی پیغام
آگے آتے تھے مرے خط کے جواب ایک پر ایک

کبھی ابرو پہ ہین بل گاہ جبین پر ہین شکن
ہے غضب ایک پر ایک اور عتاب ایک پر ایک

زیست مین دو ہین فرشتے تو نکیرین ہین پر
لینگے تا حشر یہ ایک ایک سے حساب ایک ایک

کبھی عاشق کبھی مفتون کبھی مجنون کبھی قیس
مجھکو سرکار سے ملتے ہین خطاب ایک پر ایک

جوہری کسکی ہے آمد کہ فلک پر تارے
ٹوٹے پڑتے ہین ہر ایک شکل حباب ایک پر ایک

غم فرقت مین روئین ہم کب تک
غم جو ہو عمر بھر تو غم کب تک

روکے اشکون کو چشم نم کب تک
ابر باران رہے یہ تھم کب تک

تمہین منصف ہو گر نہ آؤ تم
رہے اس نیم جان مین دم کب تک

دم نہ رک جائے ہاتھ سست رکو
حلق پر خنجر دو دم کب تک

ایک دن بیکسی سے جانا ہے
ساتھ خیل و خدم حشم کب تک

ساتھہ نہ میرے رہیگا بخت سیاہ
شکل سایہ قدم قدم کب تک

اوس کے کوچہ مین دل کرین یکسو
طوف بتخانہ و حرم کب تک

شیشہ و جام و بادہ و ساقی
ہونگے باہم یہہ سب بہم کب تک

سب تو کہتے ہین ہین وہ لب جانبخش
میرے حقمین رہین گے سم کب تک

روتے ہین ہمتو ایسی ہستی سے
پائین کے راحت عدم کب تک

دیکھئے گا پچھتائین گی آنکھین
ان غزالونکو مجھہ سے رم کب تک

نہ وہ ساقی رہا نہ وہ مئے ہے
جوہری ذکر جام جم کب تک

بگڑی ہے یہ انجمن کی ہوا ہے چمن سے تنگ
غنچے گلو نسی گل ہین صبا کی چلن سے تنگ

تھی روح تن سے تنگ تھا مرا پیرہن سے تنگ
مرنے پہ ہی لحد سے کفن تن کفن سے تنگ

کب اس جہان مین پہیل سکی کہلکے ہاتھہ پانون
کیا پھر ملا ہی گردش چرخ کہن سے تنگ

پہنچی ہے بوے زلف کہ ہی شوق دید چشم
کیون بھاگتی غزال ہین آہوے ختن سے تنگ

اوس دن سے اب طلب ہے جو دیکھین لحد کی شب
کچھہ ایسے روز و شب ہین رنج و محن سے تنگ

کاشی کی شکل اسمین یہ نشان ہے اوسمین بو
ہمتو ہین باغبان تیرے سرو و سمن سے تنگ

گلشن مین کسکی سنتے ہین کہتا ہی کس سے کون
گلکا نسی تو بھرے ہین غنچہ دہن سے تنگ

وحشت سے جی بہلتا ہی کب کنج باغ مین
ہین دشت و کوہ اپنے تو دیوانہ پن سے تنگ

کیا اس زمین تنگ کا ہے جوہری خیال

فکر وسیع اپنی نہین کچھہ سخن سے تنگ

ہین یہ دو کان چشم مین لعل گہر الگ الگ
اشک بہی ہین جدا جدا لخت جگر الگ الگ

تاب و توان کو چھوڑکر ہوش و حواس ہی جدا
حضرت دل یہ جاتے ہین آج کدہر الگ الگ

آہ جلائے چرخ کو نالہ ہلائے عرش کو
کہہ دو دکھائین ہجر مین اپنا ہنر الگ الگ

سینہ مین گر جگر رہے آنکھون مین دل جگہہ کرے
ہائے ستم رسیدہ تو ہین انکی ہون گہر الگ الگ

زلف کو رخ سی دور ہے ہجر ازل سی تفرقہ
رات جدا ہے دن جدا شام و سحر الگ الگ

عاشق روے یار یون ہو گئی ملنے کی آہین کیون
جلوہ دکھاتے ہین عبث شمس و قمر الگ الگ

آئی خوشی سے غم تیرا کھانے کو اوسکو کم ہی کیا
پارہ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

ساتھہ کوئی نہ جائے گا ہونگے روان جدا جدا
راہ عدم کا جوہری ہوگا سفر الگ الگ

سینہ سے نکلا لیکے لہو کا خدنگ رنگ
پایا یہ اوسنے دلسی میرے کر کے جنگ رنگ

لعل یمن نہ ہونٹہونکے پاسنگ ہو سکے
لائے کہان وہ بات کہان پائے سنگ رنگ

اے طفل شوخ دیکھہ شفق چرخ پر نہین
منہ کا میرا اوڑا ہی یہ نکر پتنگ رنگ

نوروز کا ہی جشن کہ ہولی کی دہوم ہے
تیغ نگاہ سے دلمین ہے ایک شوخ رنگ رنگ

پیہر پر چڑہا ہی خون میرا یہ شفق نہین
خون مین کیا ہے چرخ نے بے شرم و ننگ رنگ

جانے مین کچھہ نہ صبر نہ آنے مین کچھہ ہے دیر
منہ پر پہر آمد و شد سے یہ تنگ رنگ

ہی جوہری یہ تنگ ردیف اور قافیہ

باندھا ہے زور طبع سے مین نے و نبگ رنگ

وہ پھول سا عذار اگر دیکھہ پائے گل
غنچہ کے پیرہن مین نہ پھولے سمائے گل

بیشک مراد اوسکے بر آئے وہ پائے گل
گر عندلیب قبر پہ میری چڑہائے گل

تربت پہ میری بلبل شیدائی کیون ہین جمع
کس نے جلائی شمع چڑہائی ردائے گل

آئی جو تو چمن مین تو ہر سرو ہو نہال
ہر غنچہ مسکرانے لگو کھلکھلائے گل

گلچین کے تاک خوف خزان خار کی خلش
گلشن مین کیا امان ہے جو یہان دل لگائے گل

کہٹکہ یہ رنگ یکجا ہی ہے نہ ثبات بو
دو دن کے رنگ و بو پہ نہ نخوت مین آئے گل

مین رو رہا ہون غم مین کسی گلعذار کے
ہنس ہنسکے کہدو دلکو نہ میرے ستائے گل

باد صبا سے کہتا ہے کچھہ پھوٹ پھوٹ کر
اوس گل کے دید کی ہے مگر التجائے گل

پھل نخل آرزو سے ملیگا نہ جوہری
کانٹے ہین سرنوشت مین میرے بجائے گل

جناب فیض کا گھر ہے میرا دل
نیا ہے کیا مکان دلفزا دل

نکوہ رنج و محنت سے دبا دل
یہ پتھر ہے کہ آہن ہے میرا دل

کھچا دل سب سے کھیچا یار کا دل
بنایا ہمنے دلکش دلربا دل

پھر آیا دل تو ڈوبا خانۂ چشم
کہے کیا چشم تر کا ماجرا دل

تیری الفت مین سب کچھہ دے چکی ہین
جگر کیا جسم کیا کیا جان کیا دل

ہوئی ہے جب سے تجھسے آشنائی
ہوا ہر ایک سے نا آشنا دل

غضب ہے جذب آفت کی کشش ہے
یہ مقناطیس ہے یا کہربا دل

بنا خود ہے کباب شیخ آہین
عبث لوک غرہ بر کیون لگا دل

تیرے اوٹھتے ہے پہلو سے اوٹھا کچھ
نہین معلوم درد دل ہے یا دل

طلسم و سحر ہے افسون ہے کیا ہے
سما جاتا ہے دیکھو دلمین کیا دل

جو دلمین یون ہی دلشکنی ہے ٹھانی
نہ پاوگے کوئی بھر دوا دل

اوٹھایا سر پہ ہے یہ بار فیض
کجا کوہ غم الفت کجا دل

کہان تک جوہری سمجھائے اسکو
سمجھتا ہے نہ پہچانے بہا دل

بے پردگی سے اوسکی ہے خود رفتگی کا حال
موسی کے دل سے پوچھئے بے پردگی کا حال

کہتا ہے بار بار شنکے مری بیکسی کا حال
کس کس کی سنئے ہم نہین سنتے کسی کا حال

خالق نے ان بتونکو تو پتھر بنا دیا
سنتا ہے کون کس سے کہین اپنے جی کا حال

دیکھا جو دلبرونکو تو دل یاد آگیا
جسطرح بیزری سے ہو کوئی سخی کا حال

کس تک جنگجو سے لڑی آنکھ سچ کہو
چھوٹتے ہو بھی ہمسے کہتے نہین اپنے جی کا حال

قاصد بھٹک گیا نہ ملی راہ کوئے یار
لکھا جو خط مین اپنے آوارگی کا حال

جبہ کہین پڑا ہے عمامہ کہین گرا
بے حال مین تو اور ہی شیخ جی کا حال

دلبر کو ہم بنائینگے وہان مدعا علیہ
اظہار کرکے حق سے دل مدعی کا حال

کس بیوفا پہ مرتا ہے یارو خبر تو لو

کچھ آجکل زبون ہے بہت جوہری کا حال

بے صبر و ناشکیب و حزین و نزار دل
کیسا دیا مجھے میرے پروردگار دل

دے دیکے جان حسینوں کو ہوتا ہے خوار دل
کھوتا ہے اپنے ہاتھ سے اپنا وقار دل

خواہش ہے مجھکو حسن کی سوئے دشت وہ کشاں
ایسا بھی ہو کسی کا نہ بے اختیار دل

ایک دل کی دوستی سے ہوئی دو جہان عدو
دشمن ہے اپنا دوست ہے گو ہزار دل

قابو میں دل کے میں ہوں وحشت میں مبتلا
خود اختیار میں ہوں نہ خود اختیار دل

ایک سنگ ایسا ہی فلک رکھدو دوستو
ورنہ تڑپ کے پھینکے گا سنگ مزار دل

کیا کیا مرے ہیں مہر و محبت کے درد میں
بندہ رہے کسیکو نہ پروردگار دل

ایک بت نے نگاہ کی کیا کیا کئے ہیں کام
زخمی جگر ہے سینہ چھدا ہے فگار دل

اے جوہری بدل لو کسی سے اگر ملے
عشق بتان دہر سے پرہیزگار دل

پہونچے عدم سے اور جو سے ہوئے اس جہان میں ہم
گلشن کی سیر کرنیکو آئے خزان میں ہم

جاکر رہیں گے دوسرے کوئی جہان میں ہم
ہیں شاد اس زمین میں نہ اس آسمان میں ہم

صنعت کو دیکھ دیکھ کے صانع پہ ہیں نثار
خالق کا نور پاتے ہیں حسن بتان میں ہم

کیسا تھا حسن دیکھیں دکھا دے تو اپنا رخ
یوسف کا ذکر سنتے ہیں ہر داستان میں ہم

ذکر خدا کے واسطے لائیں کہاں سے اور
ایک دل تھا وہ تو دے چکے عشق بتان میں ہم

تو نیچ زہد شیخ و برہمن سے چھٹ گئے
آئے ہیں جب سے بیعت پیر مغان میں ہم

کام آئے ہم کسیکی نہ خود با مراد ہین
آئے عدم سے جوہری کیون اس جہان مین ہم

جفا و ظلم کے خوگر ہوئے ہم
ستمگر تو ستم پیشہ ہوئے ہم

بنایا تمکو ہمنے یوسف حسن
کہو گے اب کہ پیغمبر ہوئے ہم

لگا کر ہاتھہ پانون اپنا پہنسایا
تیری زلفون سے کب سر پر ہوئے ہم

کبہی اوڑتے تھے ہم اوج فلک پر
قفس مین پڑکے اب بے پر ہوئے ہم

گدایانہ سوال مئے ہے تجہہ سے
نہ حق سے طالب کوثر ہوئے ہم

گلا کاٹا جو تم منہہ سے نہ بولے
ہوئے تم بے زبان بے سر ہوئے ہم

تپ غم سے جلے ایسا نہ کوئی
جلے اور جل کے خاکستر ہوئے ہم

خدا سے بہی چہپا دینگے نہ زاہد
پرستار بتان کہلکر ہوئے ہم

کرینگے یاد کیا تیرے چمن کو
صبا خندان نہ یہان دم بہر ہوئے ہم

لنڈا کے خم کے خم مئے کدہ مین
نہ سنت خواہ ایک ساغر ہوئے ہم

صف مژگان سے کب منہہ ہمنے پہیرا
اکیلے ہم صف لشکر ہوئے ہم

نکلواتا ہے کیون محفل سے ہمکو
ترے کہنے سے کب باہر ہوئے ہم

عجب اے جوہری دور زمان ہے
کبہی بیدل کبہی دلبر ہوئے ہم

مرکر بہی ہم نجائینگے باغ ارم صنم
تیری گلی ہے ہمکو تو دیر و حرم صنم

دیر و حرم ہے ایک ہی دیکھی گر ہی معدور
ہے وہان خدا خدا تو یہان ہی صنم صنم

موقوف بتکدہ پہ نہین ہے وہ ہر جگہ
کعبے مین بھی تو پاتے ہین آکے شیخ ہم صنم

آتے ہو میرے گھر تو ہنسو بولو لطف سے
بت بن کے بیٹھ رہتے ہو ہی یہ ستم صنم

برسون کے پرسون کلہ کے قیامت سے ہی مراد
جھوٹھے ہین سب یہ آپکے قول و قسم صنم

تکرار کیون ہے شیخ و برہمن ہین جوہری
نور خدا ہے دیر مین رب حرم صنم

کسدرجہ زور ضعف ہے جسم نزار مین
پھیلائی پانون سایۂ دیوار زار مین

بے اونکی گھر لحد بنا ہے مجھے انتظار مین
وہ گھر مین آئے جبکہ مین پہونچا مزار مین

حاصل نہ ہو جو غنچہ دل کو شگفتگی
پھر فرق کیا ہے فصل خزان و بہار مین

وعدہ کرو تو ہمتو قیامت کو سمجھین کل
ہے صبر کسقدر دل امیدوار مین

افسانے ہین جبین کے مہ و مہر منفعل
تارونکی روشنی ہے یہان کس شمار مین

دل کھو چکے ہین زلفون مین اب خود ہی گم ہوئے
یہ اور انتشار ہوا انتشار مین

اے جوہری نصیب مین گردش جو تھی میرے
پہونچے نہ کس جگہ نہ گئے کس دیار مین

عالم ہی نیرین کا جام و شراب مین
دے آفتاب بھر کے مجھے ماہتاب مین

کیفیت بشباب ہے شغل شراب مین
لطف شراب نوشے ہی عہد شباب مین

دیکھو جو شب کو گیسوے پر پیچ خواب مین
گذرا تمام روز مجھے پیچ و تاب مین

اے نامہ بر عیان ہی کہ لکھے وہ عتاب مین
لایا ہے خط کے پرزے جو خط کی جواب مین

دریا مین گھر بنا کے وہ سمجھا ہی کچھ ثبات
نخوت کی کیا ہوا ہے سمائی حباب مین

سمجھا ہون لاجواب دہن خال انتخاب
کسکو کلام ہوگا میرے انتخاب مین

اک دم کی ہے ثبات یہ انسان کی زندگی
دم کیا ہوا کو بند کیا ہے حباب مین

ہون بوسے اتنے جتنے وہ دینگا بیان مجھے
گر ہو شمار فرق نہ آئے حساب مین

نشہ چڑھا ہے عشق کا کھاتے ہین لخت دل
کیا لطف مئے مین کب ہے یہ لذت کباب مین

تقوی و زہد پیری مین بنتا ہے زاہد و
ترک شراب پھر ہے عہد شباب مین

جولان سمند ناز رقیبون پہ کب تلک
ہے جوہری بھی دیر سے حاضر رکاب مین

مزہ بھولا نہ آب تیغ کا زیر زمین برسون
دہان زخم سے آتی صدائے آفرین برسون

شب ہجران مین تیرا ایک نالہ کیا مین نے
زمین ہلتی رہی ہے لرزا کیا عرش برین برسون

تصور اوس لب شیرین کا آنکھون مین سمایا ہے
بجائے اشک ہم روتے رہے ہین انگبین برسون

کسی کیا بے مزہ یہ اپنی ساری عمر تلخی سے
رہا وہ ترش رو برسون کبھی چین بر جبین برسون

شب وصل صنم کیا تھا گھڑیون مین ہوئے آخر
وہی اب روز ہجران ہے کہ گھڑیان ہوگئین برسون

دم جان بخش کا تیرے ہوا جب شہرہ عالم مین
رہے عیسی خجل بالائے چرخ چارمین برسون

جو وہان ہوگے تو یان غیار سے شاید نہان ہونگے
یہ ظاہر تو رہے ہمسے تیرے کافرسین برسون

بتون کو ہمنے دیکھا کب خدا دیکھیں پائین گے
گھسین بھی حضرت زاہد حرم مین گو جبین برسون

نہ تنگ ہی بھلا اغیار کا گھر اور فلک کیسا
گئے مانے تشرر افشان واہ آتشین برسون

کرین گر قاصدی میری وہ کیا کچھ نہ ڈھنگ ہم آدمین
پھر آسمان سے ہین پہلے یہی ہین روح الامین برسون

مذاق اے **جوہری** اب کسکو مضمون آفرینی کا
ہوئے تحسین بہت زورون سنی ہے آفرین برسون

عاشق تمہارے ہم ہی نہین اور بھی تو ہین
کیا ناز اوٹھانے کو ہین ہمین اور بھی تو ہین

تو تو اوٹھائے لیتا ہی سر پر زمین کو
اے دل ترے یہ زیر زمین اور بھی تو ہین

جان و جگر بھی لیجئے تو گھر یہ صاف ہو
سینہ مین میرے دل ہی نہین اور بھی تو ہین

میرے سوا اپنے ناز تیرے کون اوٹھا سکا
کہنے کو ہان جہان مین اور بھی تو ہین

کیون دم بدم ہے سینہ دلمین میرے نفاق
اس دہر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

برباد ایک فلک کو کیا ہی تو کیا کیا
اے آہ مجھسے برسرکین اور بھی تو ہین

ہے **جوہری** جو سامنے بس ہین اوسی پر ظلم
عاشق تیرے لسار و کمین اور بھی تو ہین

بتاؤن کیا میں جو حال ہے اب ہجر دلبر مین
نہ طاقت تن مین ہے نہ صبر دلمین ہے نہ دل بر مین

جدا کے داغ الفت دلمین سودا زلف کا سر مین
لگی آگ ایسے گھر کو ہو غم الفت نہ جس گھر مین

کبھی دیوار مین ٹکرا رہا ہون سر کبھی در مین
وہ کیا سامان وحشت دشت مین ہے جو نہین گھر مین

نہ مجھسے پوچھنا جور و جفائی یار کے باتین
الٰہی مجھکو شرمندہ نکرنا اوس سے محشر مین

اوٹھو ای حضرت دل چلئے جنگل کی ہوا کھاؤ
نکل سکتین نہین جی کی ہوسین کیا بیٹھ کے گھر مین

دکھائی کہکشاں نے راہ سیدھی تک کے شب کو
جبین خال کا عالم تھا کچھ کچھ ماہ و اختر مین

تیرے رفتار و قامت سے جو عالم مین قیامت ہے
تو ہے طوفان کا عالم میسر بھی دیدۂ تر مین

بتون دیر کے سجدے لئی شاخط جبین یکسر
خدا جانے لکھا تھا حق نے کیا تو میرے مقدر مین

جو ہوتے خضر و اسکندر کٹاتے خود گلا آکر
مزہ ہے آب حیوان کا تمہارے آب خنجر مین

مسلمان کافر اور کافر مسلمان مجھکو کہتے ہین
میرا بھی حشر ہوگا ساتھ کس فرقہ کی محشر مین

فلک کیون روبرو کی روشنی رلاتا ہے
لگے دینا نہ شکل ماہ روئے مہر انور مین

جو تکلین جوہری اس سے تو بہو تجین کوئے دلبر تا
پہنے ہین اتنے گر اس فلک کے قصر بے در مین

جب دیت پہرنا اپنی رہے پہر ہین بن پانون
پہر بعد مرگ کیون یہ رہینگی کفن مین پانون

ایسی جمائی شمع نے اس انجمن مین پانون
گویا کسی نے گاڑ دئے ہین لگن مین پانون

دندان و لب نے مجھکو پہرایا کہان کہان
ہے ایک عدن مین پانون تو ہے ایک یمن مین پانون

یکسان آگے بہار و خزان کا ہے عیش و غم
جسکے بشکل سرو جمی اس چمن مین پانون

کیونکر کٹے گی راہ عدم کی سفر ہے سخت
اٹھتی نہین ہین سستی ہین رنج و محن مین پانون

دھوکہ سے بھی دھرون نہ رہ عشق مین قدم
رکھتا ہے اژدہے کے بھی کوئی دہن مین پانون

اس زار نے بدن سے کسی آرام مین رہے
سایہ مین ایک کانٹے کی جیسے چمن مین پانون

یہ شعبدہ نیا ہے کہ پھرتا ہے رات دن
آتے نظر نہین کہین چرخ کہن مین پانون

بھو بجین پہر ایک ملک مین ہر ایک دیار مین

پیدا ہون جوہری سے شعر و سخن مین ہزارون

گذرتے ہین گھڑیون مین عشرت کے دن
نہین کاٹے کٹتے مصیبت کے دن

شب ہجر کی صبح ہوتی نہین
جو ہوگی تو ہوگی قیامت کے دن

خوشی وصل مین ہجر مین رنج ہی
کہو موت سے آئے فرصت کے دن

کہا مجھ سے کہو حال دل گر سنو
تو کہتے ہین پھر کبھی فرصت کے دن

گھٹا کب ہے برسات مین مے کشی
یہ زاہد خدا کے ہین رحمت کے دن

بھٹکتے پھرے رہنمائی مین خضر
گئے گذرے بس یون ہین حضرت کے دن

مین بولا جوانی ہے ہنس بول لو
تو کہتے ہین ہین تیرے تماشے کے دن

شب وصل آئے خوشی سے نہ موت
مین خود مانگ لونگا ضرورت کے دن

یہ کیسا ہے دنیا مین لیل و نہار
فراغت کی راتین نہ فرصت کے دن

بڑا کہتی ہے عہد پیری کو خلق
جو حق پوچھو ہین یہ حقیقت کے دن

اجل نے دکھائی ہے منزل کی شب
رہے زندگی بھر مسافت کے دن

مبارک شب وصل ہو جوہری
کٹے کس مصیبت سے فرقت کے دن

گل نہین پھولے سماتے ہین کہ وہ آتے ہین
شکل سبزہ بیچھے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

انتظاری مین تو ہے نزع کی حالت دیکھین
پہلے ہم جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

آبلہ پائی کھٹکتی ہے میرے کانٹون کو
اونگلیان مجھ پہ اوٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیکھکر مجکو کہا وحشیون سے مجنون نے
لو ہم آپ دشت سے جاتی ہین کہین وہ آتے ہین

ماہ و خور جلوہ دکھاتے ہین جو ہر شام سحر
دیکھو دکھا دیر کو یہ آتے ہین کہ وہ آتے ہین

حسن اور عشق مین تکرار کشش ہے دیکھین
مجکو وہ کھینچ بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

جگر اور دل سے جو کرتا ہون ستم اونکے بیان
میرے پہلو کو دباتے ہین کہ وہ آتے ہین

جھوٹ ہے کیون ہو نہ پہر تسلی سب لوگ
کیون نہین مجکو سناتی ہین کہ وہ آتی ہین

جوہری مرتے ہی کیا ڈر ہے مگر وعدہ کی شب
موت سے جان چراتے ہین کہ وہ آتے ہین

عشق مین حسرت خود کام کے رسوا ہون مین
جدا اور خدا اسکو سمجھتا ہون مین

ہوکے رنجور زمین پکڑی کچھوری تا مرگ
اس ضعیفی مین بہی کسدرجہ توانا ہون مین

آنکھ کہتی ہے کہ آشوب جہان مجھسے ہے
قد وہ کہتا ہے قیامت سے بہی بالا ہون مین

آتش دل ہی بجھائے نہ گئی اشکون سے
آنکھ کس تجربہ یہ کہتی ہے کہ دریا ہون مین

سیکڑون تم پہ مرے اور مرے جاتے ہین
تمکو اسپر بہی یہ دعوی کہ مسیحا ہون مین

کسکی یاد آئے کہ جی نکلائے استقبال
درد کہتا ہے کہ تعظیم کو اوٹھتا ہون مین

یاد دندان مین جو روتا ہون تو ہر قطرہ اشک
منہ پہ کہتا ہے کہ رشک دیکھتا ہون مین

حیف ہے غیر سے وہ لطف و مدارات کرے
جسکو مین پیار کرون اور جسے چاہون مین

سچ تو یہ ہے کہ ہوا دوست ہے میرا دشمن
جوہری کس لئے پہر شاکئے اعدا ہون مین

مجھسا ہوگا کوئی حزین نہ کہین — تجھسا دیکھا کوئی حسین نہ کہین
گالیان اُس دہان شیرین سے — زہر ہو جائے انگبین نہ کہین
ناصحو کچھہ سمجھکے سمجھاؤ — ناسمجھہ ٹھہرو پھر تمہین نہ کہین
منہ سے لگی چاٹ بوسہ لب کی — منہ کے کہائے گا دل کہین کہین
ناف ہے اور نہین نظر مین کمر — بے مکان کے سُنا مکین نہ کہین
زلزلہ چرخ کو ہے نالون سے — تہہ و بالا ہو یہہ زمین نہ کہین
دامن ابر سے نہ ہو خشک — آئے آنکھون پہ آستین نہ کہین
آہ و نالے بہی ہون تو ہنس ہنسکر — دلین دکھہ پائین ہمنشین نہ کہین
زندگی میری ہے تو ہان سے ہے — نکلے منہ سے تیرے نہین نہ کہین
چھوڑ کر در تیرا حرم ہو کہ دیر — گھسنے والے ہین ہم جبین نہ کہین
ساری دنیا پھرے تھکائے پاؤن — کوئی جا پائے دل نشین نہ کہین

جوہری کو کہو نہ خلد نصیب
وہان نظر آئے حور عین نہ کہین

ہم معتقد نہ شیخ کے نے پارسا کے ہین — ہو جن سے بندگی وہی بندی خدا کے ہین
کافر ہین وہ جو منکر صنعت خدا کے ہین — حسن صنم مین جلوے اوسی کبریا کے ہین
گر دردمند ہم ہین تو کیا غم ہے یہہ شکر — ممنون چارہ گر نہ اُنکے دوا کے ہین
بنکے بدبجہا نہین ہے اپنی اپنے ہاتھہ — دہان کو سنکے ہاتھہ وہی پہنا دعا کے ہین

کرتا ہے اعتراف یہ اللہ بھی معاف
بوسہ لیا ہے معترف اپنی خطا کے ہین

کیون ہاتھ اوٹھاتے سے ہین تمہین گلا نیان
فرمایئے یہ ہاتھ نہین ہین دعا کے ہین

تعمیل سرنوشت ہین افعال اپنے سب
ہم قابل سزا نہین لایق جزا کے ہین

ایک نردبان بام حقیقت مجاز ہے
حسن بتان دہر مین جلوے خدا کے ہین

پردہ کی بات کچھ ہے کہو کھلکے صاف صاف
بند آہ جب کھلے یہ بند تمہارے قبا کے ہین

افزون ہو حسن بوسون کے مانع رہو نہ ترک
کلیوں یہ التجا کے نہین ہین دعا کے ہین

کھلتا ہے باد آہ سے کچھ انقباض دل
غنچے رہین لطف نسیم و صبا کے ہین

کچھ عرض جوہری نے جو کی ہنسکے یہ کہا
ہم سمجھے خواستگار وہ جس مدعا کے ہین

جو دیکھین گیسوے مشکین رخ انور دہن شیرین
تو بھولے قیس لیلی و امق عذرا کو کوہکن شیرین

مجسم تجکو خالق نے کیا ای گلبدن شیرین
زبان شیرین ہے سخن شیرین لب و سیب ذقن شیرین

ہوا صفرا نہان لب سے لبوں اپنا دہن شیرین
کلام اپنا ہے شیرین گفتگو شیرین سخن شیرین

نہین ملتی ہے بیداری کی فرداے قیامت تک
یہ کیسا خواب حسرت آج ہے زیر کفن شیرین

اگر دیکھو تو حسن عشق مین ہے ایک ہی نسبت
زبان ونکا دہن شیرین یہان اپنا سخن شیرین

وہ شیرینی لب لعل ہے وہ زلفون کی نکہت ہے
معطر چین ہے تاتار وختن ہے اور یمن شیرین

پھر نا روح کا قالب سے کس تلخی سے ہوتا ہے
نہ کیونکر تلخی غربت مین ہو یاد وطن شیرین

کوئی وامق کوئی نل اور کوئی فرہاد بن جاوے
اگر دیکھین تمہارا حسن کو عذرا دمن شیرین

یہی دن رات کھاتے ہین اسی پر جان دیتے ہین | غذائے عاشقان کسدرجہ ہے رنج و محن شیرین

طلسم و سحر و افسون کے تجنیس جوہری کیا ہے
پئے تسخیر عالم ہو زبان شیرین سخن شیرین

خانہ اغیار مین کیون آگ لگ جاتی نہین | آہ سوزان ہی ہنر کچھ اپنا دکھلاتی نہین
صبر و تسکین جسکو بے آئی تیرے آتی نہین | بیقراری دلکی بی جیکی گئے جاتی نہین
کوچہ شاکبستان کی جسے کھائے ہی ہوا | سرد ختون سے صبا کسر و زنکراتی نہین
گر نہین سودا کسیکو گیسوئے پر پیچ کا | شام سے تا صبح الجھن لگی کیون جاتی نہین
شاید آتے ہین وہ تنہا میرے ملنے کے لئے | کیون طبیعت آج تنہائی سے گھبراتی نہین
گر بناوٹ حسن مین ہے تو نہین کچھ حسن حسن | قلعے آئینہ کے کیا اکیر وز کھل جاتے نہین
عشق گیسو نے کیا بحر فنا مین مجکو غرق | یہ وہ کالے ہین کہ کاٹے جنکے لہراتی نہین
ان حسینونکے تصور نے کیا گھر اسقدر | نیند تک پھر بھی جگہ انکھونمین پاتے نہین
یون تو ہے سارے جہان مین تمکو دعوی حسن کا | آئینہ خانہ مین یکتا ہے مگر آتے نہین
کئے لاکھون لہو پھر بھی ہے سر سبز وہ | کیون حنا اس خون ریزی کے سزا پاتے نہین
ہے جھڑی اشکون کی پر بجلی ہے بارش کا لطف | آہ سوزان سے کہو کیون برق چمکاتی نہین
کیا ڈوبانے کو مجھے کے آنکھہ کی ہے مردمے | خانہ اغیار سیل اشک سے ڈہالی نہین
اور کچھ صدمے اوٹھانے کے مگر خواہش کیا | جان ہونٹھون تک میری آتی ہے کیون جاتی نہین
حسرت و ارمان حرمان دلمین جان کے ساتھ تھے | ساتھیونکو ساتھ لیکے جان کیون جاتی نہین

منہ چھپائے ہین مگر آنکھو نمین شوخی ہی بھری
وہ تو شرماتے ہین پر انکی آنکھہ شرماتی نہین

جیتے جی تک تو رہے اب قبر مین بھی ساتھہ ہے
ہائے یہ کیسی ہے حسرت دل سے کیون جاتی نہین

تن بدن پھونکا جلایا دل شرار عشق نے
ایک شرر اس خاک کے تودے سے دب جاتی نہین

التجا سے کچھہ نہین ملتا ہے جاتا ہی وقار
جوہری بیوقت مانگے موت بھی آتی نہین

ایک مقدار سے ہین جسم مین عنصر چارون
تندرستی نہو گر ہون نہ برابر چارون

خون دل لخت جگر سوز درون قطرۂ اشک
میری آنکھون سے گرے طفل یہ ابتر چارون

دونو عارض مہ خور خال زحل زہرہ جبین
چرخ پر حسن کے ہم اوج ہین اختر چارون

رہزن دین ہین خال خط و چشم و گیسو
پر سیہ کاری مین کافر یہ برابر چارون

حمد حق نعت نبی عشق علی رنج حسین
ہین شفاعت کی مرے پاس یہ محضر چارون

قاتل و موذی ہین با غیش مین ہر لی ہین
زلف و ابرو ہین ترے کژدم و اژدر چارون

تربت گوش جگہ سر پہ عروج عمر دراز
تیرے گیسو کو یہ رہتے ہین میسر چارون

باغ سے بلبل و گلچین و نسیم و صیاد
لائے تربت پہ مری پھولونکی چادر چارون

سنگ در سنگ لحد اسود کعبہ بت دیر
جوہری دیکھو تو یکسان ہین یہ پتھر چارون

ہے تیرہوان سال اب نہین ترسانے کے دن ہین
پچھتاؤ گے پھر پھر یہ نہین آنیکے دن ہین

کس جوش سے محرم کے سسک جانیکے دن ہین
بے ساختہ اب سینہ سے لپٹانے کے دن ہین

کرنے لگے باتون مین وہ اعجاز مسیحی
لعل لب جان بخش یہ مرجانیکے دن ہین

ہے اب لب شیرین پہ تو گفتار بھی شیرین
اس قند مکرر پہ تو للچانیکے دن ہین

الجھاؤ نہ دل زلفون کو الجھا کر مری جان
منہ آئینہ مین دیکھو یہ سلجھانیکے دن ہین

چھوڑو وہ لڑکپن نہ چلو سر کو اٹھا کر
اب بار ہے زلفون کے لچک جانیکے دن ہین

اے جوہری ایک اور غزل کہکے سناؤ
دل کو تو کسی طرح سے بہلانیکے دن ہین

دیوانگی و جوش جنون آنے کے دن ہین
ہے موسم گل ہوش و خرد جانیکے دن ہین

آئیگی نہ پھر واعظ نافہم جوانی
سمجھاتا ہے کیا مجھکو یہ سمجھانیکے دن ہین

رہجائین جوانی مین نہ کچھ حوصلے باقی
پھر آگے ضعیفی مین تو پچھتانیکے دن ہین

مسجد مین کس آفت سے کٹا ایک مہ رمضان
شعبان تلک تو یہ مینخانیکے دن ہین

ہے موسم گل شیخ جی کچھ ہوش مین آؤ
کیا مجھسے بگڑتے ہو یہ مینخانیکے دن ہین

طفلی تو گئی کھیل مین پھر کھو کے جوانی
اب بیٹھو ضعیفی مین یہ سستانیکے دن ہین

کیا جوہری بہلاتا ہے جی کنج چمن مین
دیوانے یہ جنگل مین ہوا کھانیکے دن ہین

راتدن ہے شعبدہ بازیکی کیون تدبیر مین
کیا لڑکپن کچھ ابھی باقی ہے چرخ پیر مین

فارغ البالی تو لکھی ہی نہین تقدیر مین
زلف سے چھوٹی تو پھر بھی خانۂ زنجیر مین

خواب مین زلف پریشان رات بھر دیکھا کئے
صبح سے تا شام الجھا کیا تعبیر مین

کوہکن کا یہ لڑکپن تھا اسے کہتے نہ عشق
جان شیرین اپنی کھوئی فکر جوئے شیر مین

بندۂ حسن بتان کرنا خدا کو گر نہ تھا
عشق کیون روز ازل لکھا میری تقدیر مین

مردے اوٹھ بیٹھے قیامت ہی ہے میرا شور و فغان
تم بہ اذنی کا اثر ہے نالۂ شبگیر مین

زلف کا سوریدہ سر شاید کوئی زندان مین ہے
شور و غل کیون بے محل ہے خانۂ زنجیر مین

سنتے ہی بس بت انکہین ہو گئین ہنگام ذبح
لن ترانی کی صدا تھی کلمۂ تکبیر مین

کہدو اُٹھ جائے ہم آتے ہین جنون کا زور ہے
دشت و صحرا کچہہ نہین ہے قیس کی جاگیر مین

لیکے بوسہ کیا ملا مجھکو تمہارا کیا گھٹا
واجب التعزیر سمجھے مجھکو کس تقصیر مین

شب کو رہتا ہے مقابل عارض پر نور کے
داغ لگجائے نہ ماہ چرخ کے تنویر مین

سکۂ طبع روان پھر اسمین جاری کیجئے
کر چکے اے جوہری تم یہہ زمین تسخیر مین

لیچلے سب یون دل پر بھی ہو کس تدبیر مین
کیا رہا باقی مرے جان عاشق دلگیر مین

دل گیا پیکان کی صورت وصل ہو کر تیر مین
تیر مین نخچیر ہے یا تیر ہے نخچیر مین

باتون باتون اوس پری کو لائے ہم تسخیر مین
سحر کی تاثیر گویا اپنی ہے تقریر مین

مانع سیر چمن گر باغبان ہے غم نہین
وسعت صحرا کسی کی تو نہین جاگیر مین

کوہ صحرا زیر پا ہین ایسی پابندی مین بھی
دل پھنسا ہے زلف مین اور پانون ہے زنجیر مین

بعد مدت وصل ہے کیا آج بوسونکا حساب
وہ اگر اصلی رقم ہے یہ بھی ہین توفیر مین

مر گیا مین وصل کی شب سنکے زاہد کی صدا
کیا اذان مین فرق ہے اور کلمۂ تکبیر مین

داغ سوزان سے جلا دل منہ پہ آہین دین | ہین حبش مین گام ہم یہ ہو کبھی کشمیر مین
چھیڑنا اسکا غضب تھا اوسکا ہنسنا قہر تھا | بحث کیا ہوتی رہی شب شمع او گلگیر مین
کوئی مجنون ہے تیرا زندانمین اے رشک مسیح | قم باذنی کی صدا ہے نالہ زنجیر مین
صفحہ عارض پہ خط اور خط مین وہ خال سیاہ | جابجا نقطے ہین یہ قرآن کی تفسیر مین
تیغ ابرو مین ہر ایک مو شکل جوہر بنگیا | ورنہ ہے بیکار گریان آگیا شمشیر مین

ہوتے ہین چین بہ جبین وہ جوہری کی بکر عرضتھا
کہتے ہین اللہ ری طولانی تری تقریر مین

گیسو جو وہان خنجر پہ بل کھائے ہوئے ہین | یہان سانپ سے سر سینہ پہ لہرائے ہوئے ہین
برہمن سے کچھ ایسے وہ شرمائے ہوئے ہین | منہ دیکھنے کو ہی مجھے ترسائے ہوئے ہین
کعبہ ہو تو دیر ترے سجدہ نکرین ہم | اے کافر ترسا تری ترسائے ہوئے ہین
اے دل ترے شیونے غضب ہوم مچائی | بیزار ہے گھر ضیق مین ہمسائے ہوئے ہین
کچھ ایسی ہوا گلشن عالم مین چلی ہائے | جو غنچہ و گل دیکھے کمھلائے ہوئے ہین
گھیرے ہین شب ہجر مین کیون کالی گھٹائین | دل پر تو مرے ابر ستم چھائے ہوئے ہین

اے جوہری کیون بعد فنا حور نکی خواہش
دل دیکے حسینونکو تو پچھتائے ہوئے ہین

ثابت ہی بہی ہین مرے بر مین نہین کہین | دامن کہین ہے جیب کہین آستین کہین
اپنی تو بود باش کرینگے وہین کہین | بے آسمان کے ہمکو ملے گر زمین کہین

بیوجہ زلزلہ نہین اس سطح خاک کو
ہے دفن مضطرب کوئی زیر زمین کہین

سو منتون سے وصل کی گھڑی ہے خیر سے
پر خوف ہی کہ پھر وہ نہ کہدین نہین کہین

آہستہ اے نسیم سحر خندہ ہائے گل
چونکے نہ خواب ناز سے وہ نازنین کہین

آتے ہین دیکھنے کو وہ سختی وقت نزع
دہوکھا نہ دے اوکھڑ کے دم واپسین کہین

اس آب دانہ نے مجھے در در پھرا لیا
پانی کہین ملا ہے تو نان شبین کہین

کیا خاک جی لگا ہین اس اجڑے دیار مین
پاتے نہین ہین کوئی مکان دلنشین کہین

مدت سے جوہری ہین اسی جستجو مین ہم
دیکھا نہ کوئی ملک دکن مین حسین کہین

محو رخسار یار رہتے ہین
پھر دو دیدے دوچار رہتے ہین

ہین جو سرکش وہ زار رہتے ہین
خار بے برگ و بار رہتے ہین

فصل گل مین ہوا کے گھوڑے پر
غنچہ و گل سوار رہتے ہین

دست و لب کی یہ شوخیان دیکھو
محو بوس و کنار رہتے ہین

کیون کرین جستجوے ظل ہما
زیر دیوار یار رہتے ہین

نالہ و آہ و زاری و شیون
غم مین یہ غمگسار رہتے ہین

مثل منصور جو کہ ہین حق گو
حق ہے بالائے دار رہتے ہین

ہے اونہین کے لئے شراب طہور
جو یہان بادہ خوار رہتے ہین

جوہری دل سے دہوئین گرد ملال

اس لئے اشکبار رہتے ہین

فروغ نور ہے اور التہاب شیشہ مین | نہین شراب ہے ہے آفتاب شیشہ مین
شراب رکھتے تھے وقت شباب شیشہ مین | ہزار حیف کہ ہے اب خضاب شیشہ مین
نہین ہے بر مین مرے گرد و ستو دل پر خون | بغل مین شیشہ ہے اور ہے شراب شیشہ مین
شگفتگی ہے سر بازار قہقہون کے ساتھ | یہ دخت رز ہے عجب بے حجاب شیشہ مین
رہے نہ اشک تو آنکھون مین لخت دل آئے | عوض شراب کے رکھے کباب شیشہ مین
تھی دخت رز یہ مری تاک اک مہینہ سے | ہوئی ہے عید کے دن دستیاب شیشہ مین
شب وصال مین کیا کہین لطف مے نوشی | بغل مین ماہ تھا اور آفتاب شیشہ مین
روان بدن مین کوئی نفس بے شمار نہین | ہے ریگ یک گھڑی کا حساب شیشہ مین
لگا دے خم مرے شیشہ سے عذاب سے چھوٹون | رہیگا خوف شمار و حساب شیشہ مین
تمہاری زلف کا سایہ اگر نہین ہے پڑا | تو کیون شراب ہوئی مشکناب شیشہ مین
نہ روح کا ہے بھروسہ نہ اعتبار بدن | ہوا حباب مین ہے یا حباب شیشہ مین
یہ کہدو دختر رز سے کہ بزم مین آئے | عبث ہے شرم نشہ مین حجاب شیشہ مین
نہین ہین سینہ مین لخت جگر دل پر خون | کباب طشت مین ہین اور شراب شیشہ مین
نہ آنکھہ جھپکی کبھی خستگی خم کئے خالی | کیا اوس آنکھہ نے مدہوش خراب شیشہ مین
نہین ہین آنکھون مین یہ صفحہ سیاہ و سفید | دھری ہے قدرت حق کی کتاب شیشہ مین
کبھی سرشک کبھی خون دل ہے آنکھون مین | کبھی شراب کبھی ہے گلاب شیشہ مین

گھڑی مین یک گرہ ہے کبھی کبھی ہے ادہر
گھڑی گھڑی یہ نظر مے ہے کیا انقلاب شیشہ مین

نہین ہلال ہے آئینہ فلک مین نمود
پڑا ہے بار کے عکس کا بت شیشہ مین

بھلا ضعیفی مین تم جوہری سنبہالو ہوش
گئی جوانی ہے ساغر شراب شیشہ مین

دل تو جلتا ہی مگر آہ و فغان کچھ بھی نہین
آگ یہ کیسی لگی ہے کہ دہوان کچھ بھی نہین

کوئی عنقا کوئی دیتا ہے عدم سے تشبیہہ
سچ تو یہ ہے کہ کمر اور دہان کچھ بھی نہین

لاغری ایسی بدیکھی تھی کہ نعش عاشق
جا کے دیکھا جو کفن مین تو وہان کچھ بھی نہین

آئینہ مین جو دہن دیکھا کہا مین نے یہہ کیا
پھیر کر منہ کو کہا اوس نے کہا کچھ بھی نہین

زلف پرپیچ و بلا کیون یہ پڑی ہے پیچھے
مجھ مین تو ہوش و خرد تاب و توان کچھ بھی نہین

جس نے بل ابرو کی دیکھین ہین مژہ کی نوکین
اوسکی نظرون مین تو شمشیر و سنان کچھ بھی نہین

رہتے تھے جنکے سواری مین علم اور نشان
بے نشان ایسے ہوئے نام و نشان کچھ بھی نہین

باد و باران حوادث کی سبھی ہین صدمے
سقف گردون ہے تو دنیا مین امان کچھ بھی نہین

شہرۂ حسن اڑاتی تھی صبا گلشن مین
گل کو جب دیکھا تو اے غنچہ دہان کچھ بھی نہین

کیون اوڑاتے ہو قلبو نسی کتابت ہے ضرور
آمد و شد سے کبوتر کے نہان کچھ بھی نہین

جوہری لاکھ چھپاو تمہین ہے عشق کا مرض
رنگ رخ خشکی لب سے تو نہان کچھ بھی نہین

جو جا دہ گر مرے زخم جگر کو دیکھتی ہین
تمہاری آنکھین تمہاری نظر کو دیکھتی ہین

نہ دو عارض اونکے جو شام و سحر کو دیکھتے ہین
نہ ایک نگاہ وہ شمس و قمر کو دیکھتے ہین

لگا کے آگ رقیبون کے گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہ کے اپنے اثر کو دیکھتے ہین

سفر ہے پیش پہ تشویش ہے کہ ساتھ اپنے
کوئی رفیق نہ زاد سفر کو دیکھتے ہین

لگا کے وار وہ حیرت مین مجھکو سکتا ہے
ہین اونکے تیغ وہ اپنے جگر کو دیکھتے ہین

جگر مین کاوشین کرتی ہی حسرت پرواز
جب اپنے ٹوٹے ہوے بال و پر کو دیکھتے ہین

سما گیا ہے جو آنکھون مین یار کا نقشا
وہی ہے پیش نظر ہم جدھر کو دیکھتے ہین

کہانی نوح کے طوفان کی سچ سمجھتے ہین
جو لوگ آنکھ سے اس چشم تر کو دیکھتے ہین

فروغ دیتا ہے کیا خال مہر عارض پر
ضیا ستارے کے دن دوپہر کو دیکھتے ہین

جگر کی آگ بجھائین کہو یہ اشکون سے
یہ طفل ہائے نہین اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بدن تو جلکے ہوا خاک روح باقی ہے
وہ جیسے خاک مین پنہان شرر کو دیکھتے ہین

سفر وطن سے ہے یا تن سے رخصت جان ہے
نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکھتے ہین

دل اوسکو دیتے ہین سودائے عشق لیتے ہین
جو ہو سو ہو نہین نفع و ضرر کو دیکھتے ہین

نہ آنکھین چار کرو یک نظر ادھر دیکھو
ادھر نگاہ کرو ہم اودھر کو دیکھتے ہین

کہان گیا کدھر آیا یہ جوہری کہئے
کچھ آپ اپنے دل بے خبر کو دیکھتے ہین

صبر دم بھر تو مرے نالہ و فغان مین نہین
چین آدرو تجھے بھی شب ہجران مین نہین

آب دنتون کی ترے گوہر غلطان مین نہین
بات جو ہونٹو مین ہے لعل بدخشان مین نہین

ابر باران مین نہین قلزم و عمان مین نہین
جوش اشکونکا مرے نوحکی طوفان مین نہین

ایسی ہمت یہہ ہوا صحن گلستان مین نہین
کوئی جانانکی فضا روضۂ رضوان مین نہین

چارہ گر چھوڑ دے یوہین تو مریض غم کو
جو مزہ درد مین ہے اوسکو وہ درمان مین نہین

کوئی پر زور کوئی زار ہے بالائی زمین
فرق کچہہ زیر زمین مور و سلیمان مین نہین

گل حسان ہے تہی دامن ہمت ہی ہیرا
لفظ منت کا یہان اپنی گلستان مین نہین

لیگئے خاک کے پتلے ہین ملائک شرف
کیا فرشتون مین ہے جو حضرت انسان مین نہین

پانو پہیلائیگا وہان جائیگا تو کیا دست جنون
ایسی وسعت ہی تو کچہہ دشت کی دامان مین نہین

خوبیان خال زنخدان کے بیان ہون کیا کیا
ماہ نخشب مین نہین یوسف کنعان مین نہین

رو دہکو جلتے ہوئے گھر مین گیا چھوڑ کہان
دلکو دیکھو تو کوئی سینہ سوزان مین نہین

اک تری چشم نگہ کاٹ جو کر جاتی ہے
تیغ مین وہ نہین خنجر بران مین نہین

برف پیری ہے کیا حسن ہوئی بال سفید
لطف ہتا جو شب ماہ زمستان مین نہین

خود بخود رہتے ہین بیخود وہ سرور مستی سے
بخدا نام خودی محفل رندان مین نہین

جوہری کا جو سخن خوب نہین در دلوتہ ہے
شاعرون مین وہ نہین جو سخندان مین نہین

آہ گرم دہناک سے تر حشر اک برپا کرون
دشت کو دریا کرون دریا کو مین صحرا کرون

مال و زر کیا نقد جان نذر رہ عقبی کرون
یہان مجھے رہنا نہین کیون خواہش دنیا کرون

ہو عدم مین ہو دم توہ ضعف کمر انشا کرون
پائی بند دام مضمون طائر عنقا کرون

آپکے امروز فردا مین ہوا فرداے حشر
آج کیا مین اعتبار وعدۂ فردا کرون

دست رس ہو تو بناؤن شاخ طوبی سے قلم
دلمین ہے تحریر وصف قامت رعنا کرون

اوس جبین پر ہر سحر قربان کرون سو صبح عید
زلف کے صدقے ہر ایک شب سو شب یلدا کرون

جبکہ مین ہوش و خرد تاب و توان جاتے ہین جائین
جان بھی جائے تو اوسکی کچھ نہ پروا کرون

جامۂ احسان سے بہتر ہے تن عریانی مجھے
کب مین پیروے حریر و قاقم و دیبا کرون

اپنے پانون کے تلے یکدم مین لاؤن ہفت چرخ
سوی بالا سر جو تیر آہ آتش زا کرون

چاک داماں جیب پر ہے رنگ زرد اور آہ سرد
جوہری اس عشق کو کسطرح مین اخفا کرون

کہان سے لخت جگر لاؤن دمبدم سوسو
ہر ایک پل مین بہاتی ہے چشم نم سوسو

ہین بات بات پہ نازاون کے دمبدم سوسو
ہر ایک ناز مین کرتے ہین وہ ستم سوسو

شرار سنگ مین قدرت کی نور کا ہے ظہور
ہر ایک سنگ مین پنہان ہین یہان صنم سوسو

یہ احتشام فغان کا کہ منہ سے جب نکلا
تو ساتھ اوسکے چلے آہون کے علم سوسو

کسی سے راہ مین ہوتا نہین کسیکا ساتھ
ہر ایک قدم ہین وان رہرو عدم سوسو

نہین ہے ایک ستم اونکا اپنی قسمت مین
وہان رقیبو نپہ تو ہوتے ہین کرم سوسو

ہماری آہین بھی کیا تیز دم ہین تیز قدم
رہا ہے پیچھے تو یہ پیک دم قدم سوسو

جو آئین خضر بھی اس راہ مین تو ہون گمراہ
ہین اونکے زلفونکی راہونمین پیچ و خم سوسو

نہ ان حسینون کی باتون پہ جوہری آنا

ہزار وعدے کرین کہائین وہ قسم سو سو

سوز دل سے ہجر کی سو تو نکا روزن جسکا ہے
گر مجھے دفنائین یا مین تو مدفن خشک ہو

روبروے عارض گلرنگ گلشن خشک ہو
وہ زبان گر دیکھ پائی برگ سوسن خشک ہو

زخم سے تربت پہ میرے گر کوئی رکھدے چراغ
شام ہی سے شامت قسمت سے روغن خشک ہو

دشت مین سرکے جو میری چشم تر سے آستین
حشر تک ممکن نہین صحرا کا دامن خشک ہو

جو کوئی دے زخم پہلے پہر پہر تو اوسکو کرے
آنکھ اوسکی مثل چشم زخم سوزن خشک ہو

گر وہ خوش قامت پئے گلگشت آئے باغ مین
خشک کانٹے کی روش شمشاد گلشن خشک ہو

ظالمو آب کے فیض سے سیراب کب کوئی ہوا
دیکھ لو کیونکر نہ آب تیغ آہن خشک ہو

سرد مہری نے بتونکی اسقدر ٹھنڈا کیا
تا قیامت قبر مین ممکن نہین تن خشک ہو

سوز دل سے قبر کے باہر جو نکلے سیل اشک
ماہ ہو سیلاب مین ماہی کا مسکن خشک ہو

عشق کے ہین آبیاری سے ہرے داغ جگر
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

یا الٰہی جوہری زار کا کشت امل
مثل کشت سبز تر مانند خرمن خشک ہو

دشمن ایمان و جان یا جان جان ہو کوئی ہو
دل اوسی دینگے جو اپنا قدردان ہو کوئی ہو

شاعر شیراز ہو یا اصفہان ہو کوئی ہو
ہے وہی اہل زبان جو خوش بیان ہو کوئی ہو

وہ مکان کوئی نہین جسمین قضا سے ہو امان
عرش اعلی ہو زمین ہو آسمان ہو کوئی ہو

باعث تسکین ہے ہر دم دلکے پہلو مین رہے
تیر ہو ناوک ہو پیکان ہو سنان ہو کوئی ہو

دور کوئی یاں سے دوزخ میں سب کیسر لئے
ہم اوسی جینے پہ مرتے ہیں جو دلبر ہیں ہو
حال قیس و وامق و فرہاد پر کیا منحصر
اس قضا کے ہاتھ سے ہر کسکو جانبری

خلد ہو جنت ہو گلزار جناں ہو کوئی ہو
زیست ایک روزہ کہ عمر جاودان ہو کوئی ہو
درد کا قصہ الم کی داستان ہو کوئی ہو
پیر ہو یا طفل کودک یا جوان ہو کوئی ہو

جوہری دل دیکھئے اوسکو جو ہوا اہل وفا
حور و غلمان ہو پری ہو انس و جان ہو کوئی ہو

قیس کو حضرت دل وحشت سے اوٹھ جانے دو
اشک تھم جائیں جو جی جلتا ہے جل جانے دو
آتشیں رخ پہ نہیں خال کے یہ دانے دو
وصل میں گر گلا کاٹو تو میں اف نکروں
پوچھتے کیا ہو مرا حال سمجھ لو سنکر
خلد ملتا ہے سمجھ کر سبھی عاشق ہونگے
گلہ اونکو نہیں دلبر و دلدار کہیگا پھر کون
طفل نادان ہیں اولجھتے ہیں جو زنجیر گیسو
مار کرنے کو شہ حسن کا اب حکم نہیں
عشق کیا شی ہے جو سمجھیگا نہ سمجھائیگا
ہیں کے گیسو ترے چہرے پہ جو بل کھاتی ہیں

ایک جنگل میں بگڑ بیٹھیں نہ دیوانے دو
پھر برس لینا ابھی پہلے تو گرمانے دو
شمع عارض پہ جلے بیٹھے ہیں پروانے دو
صدمہ ہجر سے پر مجھکو سنبھل جانے دو
قیس و فرہاد کے مشہور رہیں افسانے دو
اپنے کوچہ میں مری نعش تو دفنانے دو
آج دل لیکے مکرتے ہیں مکر جانے دو
ایک کھلونے پہ مچلتے ہیں مچل جانے دو
خط نہیں نکلا ہے آتے ہیں جو بہلانے دو
بے سمجھ واعظ نافہم ہے سمجھانے دو
ایک پری دیکھ کے بگڑے ہیں جو دیوانے دو

شیخ و زاہد بھی نگاہوں سے نہ کیونکر ہوں بیخود
کعبۂ رخ مین تیری آنکھین ہین بتخانے دو

ترس بھی آئیگا جب بھی گاو سے ترس خدا
بت ترسا مجھی ترساتا ہے ترسانے دو

تیری محفل مین نہین مین وہ توجہ جاتی ہی
مطربونکو کوئی میری بھی غزل گانے دو

ایک نگہ سے تیرے سب بیمار ہین بیمار شفا
عاشقوں کے لئے آنکھین ہین شفا خانے دو

آنکے دل آنکھو نہین کرتا ہی بد و نیک کی دید
ہین یہ کاخ تن خاکی مین جلوہ جانے دو

جوہری یہ رو و لپٹ جائیگی خود سینہ سے
وصل کی یاں پہلے ہی شب پہلے تو شرمانے دو

پیام یار سن کے رنج و غم کرنے سے دم لیلو
اوٹھا و حضرت دل سر کو قاصد کے قدم لیلو

فغاں کی فوج سے کہدو کہ آہوں کے علم لیلو
چلے ہو حضرت دل ساتھہ کچھہ جاہ و حشم لیلو

یہ دل آئینہ حال جہاں ہے ہمکو دیتے ہین
ہمین ایک جام مئے دو اوسکے بدلے جام جم لیلو

خم ابرو سے ہمکو عشرت جاوید ہے زاہد
ثواب عاقبت تم زیر محراب حرم لیلو

یہ کیا ممکن کہ ہوش و جان و دل پھر مجھہ مین رہجائین
جو جاتی ہو تو ساتھہ اپنے یہہ سب خیل و خدم لیلو

مجھی تسکین ہو ہمکو تحفہ ہو بوسے الفت کا
ذرا رومال مین اپنے یہہ اشک چشم نم لیلو

نمود خط ہی عارض مین گھسنے ، پھر تا بانکو
کرو کچھہ ان کو حسن جاتا ہے درہم لیلو

لکھین ہو نہ ازل گر حرف الفت کاتب قدرت
نہ لکھنے دو کوئی رہنہار ہاتھوں سے قلم لیلو

ملیگا اور کیا اے جوہری سرکار الفت سے
عطا جاگیر مین جنگل ہو داغوں کے درم لیلو

صید کس طرح سے ہوتا ہے جگر دیکھیں تو
اے کمان ابرو تیرا تیر نظر دیکھیں تو

اشک کے ساتھ رواں لخت جگر دیکھیں تو
آپ آنکھوں کی مرے لعل و گہر دیکھیں تو

چاند آنکھیں نکریں ایک نظر دیکھیں تو
ہم اودھر دیکھتے ہیں آپ ادھر دیکھیں تو

دل ربا جانیے کیا کیا نہ اوٹھائے صدمے
آپ میرا یہہ کلیجہ یہ جگر دیکھیں تو

امتحان آج جو منظور ہے جان بازوں کا
چھوڑ کر تیر نظر آپ ادھر دیکھیں تو

غرق سیلاب ہو یا آگ لگی غیر کے گھر
گریہ و آہ کا ہم اپنے اثر دیکھیں تو

ہوتے ہیں رخ کے مقابل وہ نزاکت ہے کہاں
اپنا منہ آئینہ ہیں شمس و قمر دیکھیں تو

طالب بوسہ ذرا اپنی جھکا ہیں گردن
جستجو کیا ہے وہ ہے پیش نظر دیکھیں تو

چھوڑ لو عارض پرنور پہ گیسوی سیاہ
پہر شب وصل کے کیونکر ہو سحر دیکھیں تو

جوہری عشق کریں آپ مگر پہلے بغور
نفع کیا اسمیں ہے کیا کیا ہیں ضرر دیکھیں تو

رحم آیا ذرا نہ قاتل کو
پھر کے دیکھا نہ اپنے بسمل کو

دو نکال اوس کے حسرت دلکو
دیکھ لو ایک نگاہ بسمل کو

تھک کے بیٹھے ہیں اوٹھ نہیں سکتے
سامنے دیکھتے ہیں منزل کو

قیس لیلی کو خود گزیر نہیں
لئے پہرتا ہے ناقہ محمل کو

ناصحا روکنے سے کیا وہ رکے
کھینچتا ہے کوئی مرے دل کو

ڈوبتے ہیں پہ کچھ نہیں سکتے
دور سے دیکھتے ہیں ساحل کو

شمع سان کیون ہمین وہ لائی کوئی / ہم رولاوینگے ایک محفل کو
فصل گل تک چمن مین کہہ صیاد / بیچلا ہاؤ کیون عنادل کو

سوز دل گر زبان پر لائین
شمع سان ہم رولائین محفل کو

نہ آؤ وعدے پہ دل بیقرار ہوکہ نہو / تمہین کہو کہ میرا حال زار ہوکہ نہو
میرے تو نظم مین ہے انتظام وصف نظام / سخنوروں مین میرا افتخار ہوکہ نہو
لحد مین یاد تیری بس ہے مونس و ہمدم / کوئی رفیق کوئی غمگسار ہوکہ نہو
قرار آنے کا پورا کرین وہ مرقد پر / تو زیر خاک یہ دل بیقرار ہوکہ نہو
کرو جو ساتھ رقیبون کے سیر لالہ و گل / تو داغ غم سے جگر لالہ زار ہوکہ نہو
نگہ لڑاتے ہو غیرونسے مجھکو دکھلا کر / یہ تیر غم میرے دلمین دوسار ہوکہ نہو
تم اپنی زلف بڑہانے مین کچھ کمی نکرو / شب الم کو میرے اختصار ہوکہ نہو
تمہارے ہاتھون سے برباد خاک ہو میری / تو اوج پر میرا مشت غبار ہوکہ نہو
جنون پسند طبیعت ہے موسم گل مین / ہرا ہی دشت چمن مین بہار ہوکہ نہو
غریب مجکو سمجھکر کوئی نرکھے شمع / چراغ آہ سے روشن مزار ہوکہ نہو
مجھے تو صحبت مے سے ہے بیخودی مقصود / سرور ہوکہ نہو کچھ خمار ہوکہ نہو
ہین بیحساب گنہ کیون ابھی سے ہو حساب / شمار اونکا بروز شمار ہوکہ نہو
یہ داغ پہنچیہ مرہم گل و سمن مین ہی / چمن مین موسم گل کے بہار ہوکہ نہو

ہوا ہے خون بدن سب تو صرف رنگینی
زمین کوے صنم لالہ زار ہو کہ نہو

بگڑ رہے ہین وہ بن بن کے جوہری گیسو
پہنسا بلا مین ہے دل انتشار ہو کہ نہو

باتون مین اشارون نے لگایا میرے دلکو
ڈر دیدہ نگاہون نے چرایا میرے دلکو

سینا نہ گیا دیر پہرا کعبہ مین پہونچا
دردر تیرے الفت نے پہرایا میرے دلکو

دشمن سے گلہ دوست سے بہی اسکو شکایت
اپنا ہو نہ اپنا نہ پرایا میرے دلکو

تا زیست رہائی کی اب امید نہین ہے
جنجال مین زلفون نے پہنسایا میرے دلکو

تہا آنکہونکی پتلی تو وہ کلہ تیرے نگہہ مین
کیون اشک نمط آج گرایا میرے دلکو

جانا اوسے ہر بات پہ ہر ناز پہ آیا
آنا نہ مگر ہوش مین آیا میرے دلکو

دشنام پہ ضد تہے کبہی باتون پہ فدا ہی
انداز ہر ایک آپکا بہایا میرے دلکو

ای جوہری پہلو سے تیرے وہ سحر وصل
اس ناز سے اوٹہی کہ بٹہایا میرے دلکو

دل وہ دے جسکو التجا ہی نہو
کوئی خواہش اوسے الہی نہ ہو

دل یہ کیون خانہ خدا ہی نہو
ہین ممکن اوسے تباہی نہ ہو

سامنے اہل زر کے کیا یہ پہلے
جو دعا کو بہی ہاتہ اوٹہا ہی نہو

کیا خلش اوسکو عشق مژگان کی
جسکے کانٹا بہی اک چبہا ہی نہ ہو

موت بہی مانگی سے نہین ملتے
کیا مین چاہون جو اپنی چاہی نہو

کیا سلام و پیام کے ہو امید
جبکہ مقبول وہان دعا ہی نہ ہو

شوق بخشش ہے بندگی مین شرط
پہر گنہ کیون یہ بی گناہی نہ ہو

ایسے وعدہ سے ہے بہلا انکار
جو کبہی عمر بہر وفا ہی نہ ہو

جوہری اوس کی کیا کرون خواہش
جو خدا نے مجہے دیا ہی نہ ہو

نہو سوز نہان دل مین تو یہ آہ فغان کیون ہو
نہ آتش گر لگے گہر مین تو باہر پہر دہوان کیون ہو

نہ ہو گر درد دل با تو نہین انداز فغان کیون ہو
نہ نکلے آہ گر دل سی عیان منہ سی دہوان کیون ہو

پہر رکہنا ہو جسے کوئی شیدائی بتان کیون ہو
جو عاشق ہی کسیکا ہو تو سودائی جہان کیون ہو

خدا نے وصل کی شب دی یہ پہلی ہی تو سہی ان کو
جو مر جائین تو دن سے تہی یہ خوف اذان کیون ہو

نہین شرط وفا ہر گز ہو کیونکہ نہو پیار اوسکو
یہ کہنی کو دہن کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

چلے تن تنکو نخوت سے جہکا ایکدم نہ طاعت سے
جہان مین لیسا تن کیون ہو جو تن ہو اوسمین جان کیون ہو

کوئی دونون جہان مین یا قیامت دہ بپا تہا
شریک جور و بیداد صنم یہ آسمان کیون ہو

یہ کیا کچہہ شرط اہی خالق تہی میری آفرینش مین
مین جاؤن جس زمین مین یا وہین پر آسمان کیون ہو

خدا دے مغفرت اے جوہری یہ اب دعا مانگو
غم مرگ دل ہے درد مین یون نوحہ خوان کیون ہو

جو دل نہ جائے کہین بیقرار کیون کر ہو
نہ چہوڑے گہر تو غریب دیار کیون کر ہو

قرار حشر کرو اعتبار کیون کر ہو
جو اعتبار بہی ہو تو قرار کیون کر ہو

کہاں کے حسرت و ارمان ہے دل ہی یہ افسردہ | شجر ہی سوکھ گیا برگ و بار کیونکر ہو
ہے بے شمار گناہو نکا تو میرے دفتر | شمار دیکھئے روز شمار کیونکر ہو
جو ایک کہتا ہون تو دلمین آتی ہین سو اور | یہ طول عرض میرا اختصار کیونکر ہو
ہٹاؤ زلف کو عارض سے کیا یہ ہی اندھیر | جو دن بھی تار ہو تو کار بار کیونکر ہو
خطا او ٹھا چکی ہے مرا دل بھی زلف مشکین مین | جو ایک بار ہو وہ بار بار کیون کر ہو
وہ گالی ہیلکی اور پھر دہان شیرین سے | تمہین کہو کہ مجھے ناگوار کیون کر ہو
ہوا نہ زیست مین جو بار خاطر دشمن | وہ مرکے دوش پہ یار ذکی بار کیونکر ہو
گلہ ہے دلکا عبث تجھ و نہ ہم سنبھال سکے | ہو جس پہ ضبط وہ بے اختیار کیون کر ہو
لڑے نظر ہو گر اوس سنگ دل ندان سے | تو قطرہ اشک کا یون آبدار کیونکر ہو
مین سخت دل ہی یہ ہونگے تیر گر نرم | تو شل تیر وہ دلمین دو سار کیونکر ہو

مین خاک ہون مجھے پستی سے جوہری الفت
ہوا سے اوج پہ میرا غبار کیون کر ہو

ہے وہ معشوق کہاں جسکو ستم یاد نہو | اوس ستم مین نہین کچھ لطف جو ایجاد نہو
کوئی معشوق ہے وہ جو ستم ایجاد نہو | وہ بھی عاشق ہے جو غمگین نہو ناشاد نہو
پایۂ گل یونہی کوئی صورت شمشاد نہو | بند غم اس سے بھلا نام کو آزاد نہ ہو
بدلے اس دلکے بدل لون جو ہوشی کا ہی دل | یہ بھی دل ہے کہ نا شاد کبھی شاد نہو
جسم وہ کیا ہے نہو خاک جو اوسکی رہ مین | خاک وہ کیا ہے جو اوس کوچہ مین برباد نہو

کوچۂ یار مین مرجائین ٹھکانا لگ جائین
کعبہ و دیر مین مٹی کہین برباد نہ ہو

لطف گل جو خزان جانے وہ کیا فرغ چمن
عمر بھر قید قفس ہی سے جو آزاد نہ ہو

پایداری ہے نہین ایوان فلک کو بھی رفیع
کیا قیام اوسکو ہے جس قصر کی بنیاد نہ ہو

صحبت مئے سے مجھے منع شریعت کی خلاف
دختر رز کے لئے زاہد کوئی داماد نہ ہو

دل مین کھٹکے ہین پریرونکی کیا کیا خیال
رہے ویرانہ اگر اب بھی یہ آباد نہ ہو

ہمکو تو عشق بتان نے ہے بھولایا سب کچھ
کیا کرے ذکر خدا جسکو خدا یاد نہ ہو

تھکنا تدبیر عبث سعی و شتابی ناحق
جبکہ تقدیر سے کچھ کم ہو نہ ایزاد نہ ہو

جی جلے اور نہ دھوان آہ کا منہ سے نکلے
دل دکھے اور یہ تاکید کہ فریاد نہ ہو

کھیل وہ یاد فراموش کے کیا بھول گئے
تمکو ہم یاد دلاتے ہین اگر یاد نہ ہو

کون شاعر ہے جو تقلید نہ پچھلون کی کرے
کوئی مضمون نہین جسکو کہ ایراد نہ ہو

باغ مین کوہ مین جنگل مین لئے پھرتے ہین
کیا کرین گر دل مغموم کہین شاد نہ ہو

نام روشن رہے دنیا مین سخن سے یارب
جوہری غم نہین گر نام کو اولاد نہ ہو

کاری لگا ہے دلمین خدنگ نگاہ آہ
اب جان بچنے کی نہی کوئی راہ آہ

اوس ترک جنگ جو سے لڑی ہے نگاہ آہ
گھیری ہی فوج غم کی الم کے سپاہ آہ

اٹھی کا سامنا ہے بلا کا مقابلہ
پیچھے پڑی ہے ابتو وہ زلف سیاہ آہ

کیا قصر آسمان کے جلانے کی ہو امید
ایک غیر کا بھی گھر نہ جلا تجھسے واہ آہ

جور فلک سے اپنا یہ لیل و نہار ہے — ذرات گر فغان ہے تو شام و پگاہ آہ

بسمل مین یہان تڑپتا ہوں ہان تم ادہر ہنسے — دہان شور واہ واہ یہان لب پہ آہ آہ

اور یہ آنکھ ہو گئی خدا سے کہین گے کیا — سر کا اوٹھانے دیگا یہ بار گناہ آہ

یوسف کو بھی نہ چاہ ہے جیسے ہو عزیز جان — چاہ الم مین ہمکو گرے کرکے چاہ آہ

ایک زلزلہ ہے عرش پہ نالون سے الامان — کانپے ہے مانگ فلک یہ خدا کی پناہ آہ

ہو کر گدا کے حال گئے شاہ و شہریار — کچھ فوج کام آئی نہ کچھ عز و جاہ آہ

کیا غم جو کنج غم مین نہین کوئی غمگسار — ہمدم کبھی فغان ہے تو ہمدرد گاہ آہ

کیا جوہری چھپائے چھپیگا نہ راز عشق
نالے بیان کرینگے بنینگی گواہ آہ

جو حال دل کہون نکلے فغان بھی آہ کے ساتھ — بیان درد محبت ہو دو گواہ کے ساتھ

حرم کو پہونچی تو ایک جہ رشک ماہ کے ساتھ — جھکی عبادت حق بھی تو کس گناہ کے ساتھ

فغان و نالہ و شیون کے ایک سپاہ کے ساتھ — نکلتی آہ ہے منہ سے تو عز و جاہ کے ساتھ

یہہ باغبان تو میرے آشیان کے درپے ہے — تجھے بھی ضد ہے صبا ایک مشت کاہ کے ساتھ

مین لطف نیستی دکھاؤن کو لطف طاعت حق — مزہ تو زیست کا اے شیخ ہے گناہ کے ساتھ

اب اون کے غمزون کی اے جوہری ہے کس کو خطر
دل اور دین تو دونون گئے نگاہ کے ساتھ

دنیا مین زندگی ہے نہین نقش بر آب ہے — یہہ روح کیا ہوا ہے یہ تن کیا حباب ہے

خدا جانے یہ جلوہ گاہ ناز ہے کیسی
ہزارون اٹھ گئے باقی وہی رونق ہے محفل کی ۹

پردہ کی بات کیا ہے جو رخ پر نقاب ہے
کھلکر کہو کہ وصل مین کیون یہ حجاب ہے

کیا صاف صاف صفحۂ رخ کی کتاب ہے
نقطہ جو کوئی خال کا ہے انتخاب ہے

سامان عیش ہجر مین رنج و عذاب ہے
دل ہی بھرا ہوا نہین جام شراب ہے

میرے سوال وصل کا الٹا جواب ہے
غصہ ہے چڑ کیان ہین غضب ہے عتاب ہے

فرقت مین غم وصال کے شب اضطراب ہے
عاشق کو نیستی [illegible] مین آنکھون مین خواب ہے

پرخون ہے دل تو چشم پر از آب ناب ہے
وہ شیشہ شراب یہہ جام شراب ہے

توبہ کا در ہی بند گھٹا ہے بڑہی ہوئی
انکار منھ سے آج گنہ ہے عذاب ہے

طالب ہون بوسہ کا کبھی خواہان وصال کا
ایک ایک سوال پونہی مرا الٹا جواب ہے

اٹکھیلیون سے چلتی ہے کیا نشہ مین نسیم
گل جھومتے ہین غنچون سے رخصت حجاب ہے

لخت جگر ہے کھانے کو پینے کو خون دل
فرقت کی دور مین یہ شراب و کباب ہے

پیران پارسا کے لئے منع ہے شراب
رکھو مجھے معاف کہ عہد شباب ہے

کر کے حساب لینگے مزے جتنے دکھ سہے
بوسونکا آج وصل کی شب کیا حساب ہے

ناکامیون سے کیون نہین پریشان ہون جوہری
ناکام و نامراد تو میرا خطاب ہے

فلک پہ میرے آہونکو شرر جو جا بجا ٹھہرے
وہی نظر و نہین مہر و ماہ و نجم پر ضیا ٹھہرے

توقع تھی وفا کی جنسے وہ اہل جفا ٹھہرے
تمنا جن سے دلداری کی تھی وہ دلربا ٹھہرے

ملی کیا ابرو اشکونکو یا د سلک دندان مین
بہے آنکھون سے جو قطرے وہ در بے بہا ٹھہرے

کبھی آغوش مادر مین کبھی آغوش تربت مین
نہ ٹھہرے ایک جا ہم جیسے یون ہی جابجا ٹھہرے

عذاب حشر کا کیا غم ہم بیٹھینگے تو کچھ دم
گروہ عاشق و معشوق گر وہان یکجا ٹھہرے

مثال سینہ سوزان ہے دل سیماب کیصورت
رُکے چلنے مین کیا آب گہر سیما کیا ٹھہرے

برکات حسن کو ہے زمین سما یہ فیض ہو جاری
دعا دیتی ہین ذرے بہتے ہین یہ بھی التجا ٹھہرے

نہ کر تنگ اے زمین قبر ہمکو تنگ گیری سے
تھکے ہین راہ کی کچھ دیر دم لینے کو آ ٹھہرے

پسے ہم اس مین آسمان کے دور مین ناحق
ہمارے حق مین یہ دونون تو سنگ آسیا ٹھہرے

جزا اونکی ہی یکسان نامہ اعمال یکسان ہے
گروہ عاشقان روز حشر کے سب سے جدا ٹھہرے

برہمن دیر مین ہے میکدہ مین رند مشرب ہے
اگر کعبہ مین بیٹھے جوہری تو پارسا ٹھہرے

صحن گلشن تیری فرقت مین بیابان سمجھے
رگ برگ گل تر خار مغیلان سمجھے

دل سے ہم عشق بتان ملت ایمان سمجھے
تو نہ حق سمجھے تو زاہد تجھے یزدان سمجھے

گو ندامت ہی سہی ذکر مے و جام تو ہے
محفل وعظ کو ہم محفل رندان سمجھے

آتے ہی سو گئے غفلت سے وہ ارام ملے
منزل گور کو ہم اپنا شبستان سمجھے

آئینہ مین جو پڑا بال کہین چھپتا ہے
زلف کے عشق کو ہم دل مین بھی پنہان سمجھے

غیر کے حق مین مسیحا مرے حق مین قاتل
کچھ نہ سمجھے جو تجھے عیسی دوران سمجھے

حور سے دین تجھے نسبت تو سراسر ہے قصور
تجھکو کیا تیری غلامونکو نہ غلمان سمجھے

بے نقاب عارض پر نور جو دیکھی گردون
مشعل مہ کو چراغ تہ دامان سمجھے

تجھکو جو مرکے ملے زیست مین ہمکو حاصل
زاہدا ہمتو ارام کوچۂ جانان سمجھے

ربط ایسا ہو تو کس طرح نہ آرام ملے
گور کو سمجھو نہین تنگ مجھے جان سمجھو

عشق کے علم مین ہے ہمکو فضیلت حاصل
قیس و فرہاد کو تو طفل دبستان سمجھو

ہین نمکخوار ہوا حق نمک ہم سے ادا
گر مرے زخم جگر قدر نمکدان سمجھے

کبھی رحمت کی نظر گاہ غضب کی چتون
گردش چشم صنم گردش دوران سمجھے

جوہری بیٹھ کے کعبہ مین کرے یاد بتان
ہے وہ کافر جو کوئی اوسکو مسلمان سمجھے

خواب مین شب کو کھلی تھی وہ جبین تھوڑی سے
لے اوڑا اوس سے ضیا ماہ مبین تھوڑی سے

شوق سجدہ ہے بہت اور جبین تھوڑی سی
ہے فزون تخم امل اور زمین تھوڑی سی

ذکر حق شکر خدا وصل بتان مین ہے ضرور
ساتھ دنیا کے رہے کوشش دین تھوڑی سی

کب ہے اقرار مین وہ لطف جو انکار مین ہے
ہان سے بہتر ہے کہین اونکی نہین تھوڑی سی

نہ غرض سیر و حرم سے نہ ارم کی خواہش
مل گئی یار کے کوچہ مین زمین تھوڑی سی

میزبان کی یہہ مدارات ہے مہمان کو لذیذ
آج حاضر ہے ہمین نانجوین تھوڑی سی

مرہم زخم مین ہنس ہنس کے ملاتا ہے نمک
صلح مین دی ہے اصلاح وہ کہین تھوڑی سی

پاؤن دامن مین ہے ہاتھ گریبان مین رہے
آسمان بسکہ ہے تو وسیع زمین تھوڑی سی

شام تک گرم رہ شکر رہا بہر صفت
گر سحر مجھکو ملی نان شبین تھوڑی سی

نشۂ شوق فزون کرتا ہے میخوار رو دکا
مجکو پلائے ہین وہ کہنا کہ نہین تھوڑی سی

زلزلہ کیوں تہِ زمین ہے مگر دلکی طپش
لے گیا ساتھ کوئی زیر زمین تھوڑی سی

رہے آباد یہ میخانہ پھر ادنیا مین
چین گر مجکو ملی ہے تو یہین تھوڑی سی

جوہری میکدہ یا بتکدہ یا کوئی صنم
بیٹھ رہنے کو جگہہ ڈھونڈھ ہو کہین تھوڑی سی

گندمی رنگون کی الفت ہو گئی
آدمی تھے آدمیت ہو گئی

مجکو چاہت سے تو نفرت ہو گئی
دوستی سے ایک عداوت ہو گئی

الفت خوبان نہ جیتے جی گئی
یہ بھی کیا کچھ دل کی حسرت ہو گئی

بوجھ سے سر ہر قدم سجدہ مین ہے
کثرت عصیان عبادت ہو گئی

قبر مین اب کیون روا ہے تن سے خون
بس شہادت کی شہادت ہو گئی

خواب مین دیکھا نہ دیکھا آنکھ سے
ہائے یہہ غفلت مین غفلت ہو گئی

اپنی بیتابی سے اونکی شرم سے
وصل کی عشرت مصیبت ہو گئی

دور ہے دیر و حرم سے کوئی دوست
قرب منزل تھی مسافت ہو گئی

بزم رندان مین نہ جاؤ شیخ جی
پھر کہوگے ہمکو ذلت ہو گئی

صور اسرافیل ہین نالے مرے
یاد قامت مین قیامت ہو گئی

کون ہے یہ جوہری کہتے ہین سب
اپنی گمنامی کی شہرت ہو گئی

مہربان محبوب جو وہ مہر شمایل ہو جائے
بخت کا میرے ستارہ مہ کامل ہو جائے

مہر کو تاب کہاں کیا وہ مقابل ہو جائے
خاک رہ کی ترے ذروں میں تو شامل ہو جائے

نام تیرا نہ مسیحا کہیں قاتل ہو جائے
دیکھ پہچان نہ تڑپ کر ترا بسمل ہو جائے

گل بنے خار اگر رخ کے مقابل ہو جائے
صحن گلشن سے نکلوانے کے قابل ہو جائے

تو نظر پھیرے تو پھر جائے ہزاروں پہ چھری
کوئی پہچان کے کوئی زخمی کوئی بسمل ہو جائے

چاند کے دیکھنے کو آئے جو وہ کوٹھے پر
پہلے ہی شب میں مہ نو مہ کامل ہو جائے

ابر آیا ہے مجھے جانا ہے میخانہ میں
جلد برہم کہیں یہ وعظ کی محفل ہو جائے

مژدۂ وصل سے ہووے نہ کہیں شادی مرگ
تو سزاوار بھی نہ مجھکو ستم قاتل ہو جائے

تجھ سے آبادی گلشن ہے نہ تو ہو جو یہاں
خندۂ غنچۂ گل شور عنادل ہو جائے

خم کے خم مفت میں خالی کریں جی بھر کے
نشہ میں پیر مغاں کاش کہ غافل ہو جائے

مانگ سیدھی کرو ہیں زلف کی راہیں پیچ
کہیں گمراہ نہ وہاں قافلۂ دل ہو جائے

ہے شب وصل جو زلفوں سے چھپا لو عارض
صبح صادق کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو جائے

جوہری عشق حقیقت کا اگر ہے دعوے
پہلے تو عشق مجازی میں تو کامل ہو جائے

کوٹھے پہ آ کے ٹھہرے تو کچھ دیکھ بھال کے
میں تمکو دیکھوں تمکو ہو دید ہلال کی

ہے مہ میں گو فروغ و تجلی کمال کی
کیا تاب تاب لائے جو تیرے جمال کی

اوس بت سے اب امید نہیں ہے وصال کی
دی برہمن نے مجھکو خبر ماہ و سال کی

جمشید سے بھی بڑھ کے ہے شوکت کلال کی
رکھتا ہے جام جم نہیں قیمت سفال کی

غلمان سے دو زن شمال فرشتہ نقش کہون
نسبت ہے کیا ترے سگ در سے غزال کی

کرتے ہو مجکو قتل سوال وصال پر
نکہ جواب کیجیے روز سوال کی

مستی نہین ہے لغزش رفتار و شور بخت
حالت ہے بادہ خوار و نہین کبھی اس ملال کی

بر لائیگا خدا مرے حاجات بے طلب
حاجت سخی کے سامنے کیا ہے سوال کی

ہر لحظہ مجھکو دھیان دہان و کمر کا ہے
ملک عدم مین دھوم ہے میرے خیال کی

سکرات نزع و رنج محرم عذاب حشر
ہین سب روائتین مری درد و ملال کی

پیری مین بھی وہ جہل جوانی ہے جوہری
الفت ہوئی ہے تمکو جو اک خورد سال کی

جی کو کچھہ نشاط اور الجھن ہے پریشان بھی ہے
دل کسی زلف مین الجھا ہے یہ ہیجان بھی ہے

ملکی غیر و نسی مرے گھر مین جو لائی تشریف
آپ سے شکوہ بھی ہے آپکا احسان بھی ہے

اب تلک اوس کا دامن ہے بس اے دشت جنون
پانون پھیلانیکے ارمان مین گریبان بھی ہے

رس من دل لیکے مکرنے کا کلیجہ دیکھو
مجھسے کہتے ہین کچھہ آپکے ایمان بھی ہے

جسم کو دلکو جگر کو نہ ہو کیون رنج عزیز
مالک خانہ بھی ہے سمجھو تو مہمان بھی ہے

کم بادلی ہے نہین عشق کے مردے کو غسل
اے مسیحا تجھے کچھہ مرض کی پہچان بھی ہے

غیر کو خط ہے مرے نام کا سرنامہ ہے
مجھکو بھولی بھی ہین اور دلمین مرا دھیان بھی ہے

عشق کو سخت کلیجہ ہو جگر ہو پتھر
جوہری دیتے ہو دل جسم مین کچھہ جان بھی ہے

وصل مین شام ہی سے صبح کا کھٹکا کیا ہے
گر کوئی پوچھے کہ اوسکا قد رعنا کیا ہے
وعدۂ یار گذر جائیگا مر جائین گے
کھیل طوفان کو سمجھتے ہین سحر طفل سرشک
ناتراشیدہ ہے وہ چوب یہ سانچے کا ڈھلا
حشر کا دن ہے گنا ہون کی فراوانی ہی
حشر کے روز جب اعمال کی پرسش ہوگی
کر خلاف اوسکے کیا ہو گنہگار ہون مین
بادہ خوارونکی بہی آئیگی بنانگی تہین
مین جو کہتا ہون کہ عاشق کو جلایا نکرو
اے صبا گل سے یہ کہدے کہ ہے دو نکی ہوا
کوچۂ یار کے ارمان مین ہوا ہون پریشان
آسمان سے بہی زمین پر قدم آتا ہے
فرش سے عرش پہنچونگا جو مر ایک قدم
ایک سے بہتون سے کہتے ہین باواز بلند
عشق مین عاشق و معشوق ہوئے ہین یکسان

ق

آج کی عیش مین اندیشۂ فردا کیا ہے
فتنۂ حشر کے کہدینے مین پوچھو کہا کیا ہے
ملک الموت سے کہدو کہ تقاضا کیا ہے
حضرت نوح رہی آپ دیکھا کیا ہے
قامت یار کی آگے کہو طوبی کیا ہے
ہو ہجوم ایکطرف کہدو تماشا کیا ہے
مین یہ پوچھونگا کہ تفتیش مین جھگڑا کیا ہے
دیکھلو کاتب تقدیر نے لکھا کیا ہے
اونکے محفل مین ہمین شیخ نکلنا کیا ہے
کہتے ہین شمع کو پروانے کے پروا کیا ہے
بلبل زار کے فریاد یہ سنا کیا ہے
لیچلو نعش اودھر اور تمنا کیا ہے
سر جھکاتا ہون پھر عرش معلی کیا ہے
وحشت دل کے لئے وسعت صحرا کیا ہے
ہے اذان کس لئے ناقوس کا غل سا کیا ہے
جبکہ یوسف ہی بکے قدر زلیخا کیا ہے

جوہری کہنے کو ہے نام دہن اور کمر

کس نے دیکھا ہے بتائے کوئی عنقا کیا ہے

حصہ مین میرے ذرہ سی خوشگوار ہے
یعنی کہ دلمین یار کے مجھسے غبار ہے

گل ہی مین ہے سے ہی روان جوئبار ہے
بیکار سب ہے گروہ نہین ہمکنار ہے

فرقت کا کچھ عجیب ہی لیل و نہار ہے
دن ہے تو مثل شب ہے جو شب ہے تو مار ہے

مشاطگی زلف مین دست نگار ہے
سنبل ہے ہمکنار یہ شاخ چنار ہے

کیون دید سے بتون کے تو پرہیزگار ہے
اے شیخ دیکھ صنعت پروردگار ہے

خال سیاہ عارض پرنور پر نہین
زنگی حلب کے ملک کا جاگیردار ہے

گلشن مین تیرے زلفونکی ایسی ہوا بندھی
ہر غنچہ گل کا نافہ مشک تتار ہے

پھلتے نہ پھولتے ہین جو اہل غرور مین
ہے سرو سرکشیدہ تو کب باردار ہے

نالونکا میرے طرز اوڑائے یہ کیا مجال
موصوف خوشنوائی مین بلبل ہزار ہے

یہ ہم بھی جانتے ہین کہ ہے عشق ایک بلا
پر کیا کرین کہ دل پہ نہین اختیار ہے

بیساختہ بسوی بیابان کشان ہے دل
زور جنون ہے آمد فصل بہار ہے

صحرا مین میرے آبلہ پائی کا شور ہے
نشتر کیطرح تیز ہر اک نوک خار ہے

کیا جوہری سے پوچھتی ہو حال دوستو
دور از حبیب و یار و غریب دیار ہے

آیا ہون جب سے بیچ مین زلف سیاہ کے
ہین پیچ و تاب اور ہی کچھ دود آہ کے

حاصل گدای در کو ہی رتبہ ہین شاہ کے
ذرے ہین رشک مہر تری خاک راہ کے

چھائے ہوئے ہین ابر مرے دود آہ کے
یا رو یہ جھگھٹے نہین ابر سیاہ کے

ہو مہر و مہ کی کیون نہ کلاہ آسمان پہ
شیدائے رخ ہوئے ہین کسی کجکلاہ کے

خال سیہ ہین شاہد موہومی دہن
کلک قضا سے نقطے ہین یہ اشتباہ کے

ایمن ہو دل مرا صف مژگان سے کسطرح
دو جنگجو رسالے ہین جنگی سپاہ کے

شیدائے روے یار کو دیتا ہی یہ فریب
جلوے دکھا رہا ہے فلک مہر و ماہ کے

دشمن نہ ہم ہوئے کبھی تجھسے دوستی
چاہ غم و الم مین گرے تجکو چاہ کے

انکار مے کشی ہے زحمت سے یاس ہے
اے شیخ معترف ہین ہم اپنے گناہ کے

ہے ابتدائے عشق مین کیون انتہائے غم
اے جوہری دکھاؤ تو کچھ دن نباہ کے

آئے ابر و برق آب و تاب سے
مژدہ یہ کہدو شیخ و شاب سے

کس کو نسبت رون دل بیتاب سے
اب وہ گل اسکی بنے سیماب سے

بنگئے ہین اشک کے سیلاب سے
پنجۂ مژگان فزون پنجاب سے

کیا طہارت خاک سے کیا آب سے
با وضو ہین ہم شراب ناب سے

باد و آتش کیطرح سرکش نہو
آب و گل تیری ہے خاک و آب سے

تیر مین سوئے ہین لوان پھیلا کے پانون
شور محشر ہو نہ جاگین خواب سے

پیچ مین لا کر پریشان کرتے ہین
یہ کھلا کاکل کے پیچ و تاب سے

دہسا نہین دندان کے جو گرتے اشک
ہین ہنسا یہ گوہر خوش آب سے

عاشق لب ہون طبیب مہربان ‏— ہوگی صحت شربت عناب سے
کس کی آمد سے خزان مین ہی بہار ‏— گل نظر آتے ہین کچھہ شاداب سے

جوہری گذری جوانی کی وہ رات
صبح پیری ہے اٹھو اب خواب سے

لٹکتی پانون تک زلف رسا ہے ‏— سراپا ابتو وہ کافر بلا ہے
صنم نام خدا کیا دلربا ہے ‏— غضب کچھہ دلربائی کی ادا ہے
لہو عاشق کا ہاتھون مین ملا ہے ‏— بہانہ ہے کہ یہہ رنگ حنا ہے
مرین ہم تجھہ تم غیرون کو جلاؤ ‏— بھلا انصاف تو کیجئے یہ کیا ہے
کیا چشم سیہ کو سرمہ آگین ‏— قیامت ہے بلا اندر بلا ہے
کہون کیا نوح کے طوفان کا قصہ ‏— مرے اس چشم تر کا ماجرا ہے
کسی پہلو نہین سیدھا یہ گردون ‏— عجب اس قصر کی ٹیڑھی بنا ہے
ملے وہ بت نہین کچھہ مدعا اور ‏— اگر ہے حق سے تو یہ التجا ہے

دل اولجھاتے ہو اوس زلف سیہ مین
تمہین کیا جوہری سودا ہوا ہے

ہزار وعدے کئے پر نہ ایکبار آئے ‏— تمہارے قول کا کیا ہمکو اعتبار آئے
یہ وہ چمن نہین جسمین کبھی بہار آئے ‏— کھلی نہ غنچہ دل فصل گل ہزار آئے
جگر کے زخم کھلین دلکے حوصلے نکلین ‏— الٰہی جلد کہین موسم بہار آئے

کہان گئے جو دم زیست یار تھے دمساز
مزار مین نہ کوئی ساتھ غمگسار آئے

ہمارے نالون سے آواز کیا ملائینگے
چہک کے بلبل نغمہ سرا ہزار آئے

ہوئے نشاط رقیبونکو درد غم مجھکو
سر دراز نکو میرے حصہ مین خار آئے

یہہ کیسی بزم جہان تھی کہ شمع کے مانند
گئے تھی ہنستی ہوئی یہان سے اشکبار آئے

خزان رسیدہ مین ایسا ہون باغ عالم مین
شگفتگی نہو سو بار گر بہار آئے

جو مرگ مانگو سے آئی وہ زیست سے ہے بہلے
بھلی وہ چیز ہے جو وقت انتظار آئے

فقیر بھی نہین اتا جو دو سوال ہوا
یہہ **جوہری** ہے کہ در پہ ہزار بار آئے

خلد کے بدلے مجھے وہ کوچہ دلبر ملے
یا الٰہی حشر مین ایسا کوئی داور ملے

ہمصفیران چمن سیر چمن کیونکر ملے
قید ہین کنج قفس مین جب سے ہمکو پر ملے

یہ کوئی ملنا ہے یون کہنے کو تو اکثر ملے
آپ جب ہمکو ملے اغیار ہی کے گھر ملے

جب نہ امید تکلم ہو ترحم کس طرف
ان بتون سے پھر بھلا کہئے یہی پتھر ملے

کیون نہ بلبل پھول کر بیٹھے گا ونکی عشق مین
گل سا جب معشوق اوسکو سیم کے پیکر ملے

سو برس کے بعد دیکھے نعش عاشق گر کوئی
خشک لب رخ زرد دل پر داغ چشم تر ملے

دل تھا محو خط پھنسا یا گیسوؤن کے دام مین
جستجوئی خضر مین ہمکو تو غارت گر ملے

آسمان سے بس نہین چلتا ہے ہم عاجز کہان
یا الٰہی پھر نہ ایسا گنبد بے در ملے

نمار ہم پھولوئی گل مین صحبت خار ہے
کیا ہنسے بلبل اگر سو بار گل ہنسکر ملے

جو رو غلمان ہین نہ بہلے گا خدایا دل مرا
خلد مجھکو گر ملے تو ساتھ وہ دلبر ملے

جوہری جاتے ہین دیکھین بسکہ شوق دید ہے
ہے یقینی حشر مین وہ فتنہ محشر ملے

بڑھینگی زلفین یہ اب ناگہا سنو تو سہی
کسی کے سر پہ نہ آئے بلا سنو تو سہی

کرو نہ رحم کسیکا گلہ سنو تو سہی
تم اپنے ناز کے جور و جفا سنو تو سہی

ہم اپنا حال کہین تمکو نیند آجاوے
کہانی ہی سہی اک شب ذرا سنو تو سہی

بہے ہین اشک بنے نالے ہوئے ہین محشر سے
ہماری آنکھون کا یہ ماجرا سنو تو سہی

تم ابتدا ہی مین ہنستے ہو اک کہانی ہے
ہمارے حال کو تا انتہا سنو تو سہی

زکات بوسون کی جاری رہے فزون
جو التجا ہین سنتے دعا سنو تو سہی

کھلونے پریون کے ہم کھیلتے تھے طفلی مین
ہمارے عشق کی یہ ابتدا سنو تو سہی

یہ جامہ مین نہ سمانا نگاہ کہین کھل جائے
تم اپنے کھولدو بند قبا سنو تو سہی

مین نیم جان ہون نگہہ کا ہی تیر کچھ کافی
نہ کھینچو مجھپہ یہ تیغ جفا سنو تو سہی

یہ اختیار ہے مانو نہ مانو سمجھا لو
برا سمجھتے ہو سمجھو بھلا سنو تو سہی

ہین جان بلب ہون لبون سے کرو مسیحائی
کرو مریض کی اپنی دوا سنو تو سہی

مین ڈوبتا ہون یہی وقت دستگیری ہے
نہ ہو نہ اتنے تو نا آشنا سنو تو سہی

تمہارا رنگ تو کچھ جوہری دگرگون ہے
بتاؤ تمکو ہے آزار کیا سنو تو سہی

نہ دین نہ دل نہ شکیب و قرار باقی ہے
امید وصل مین اک جان زار باقی ہے

چمن مین گل نہ گلون کی بہار باقی ہے
خزان کا دور ہے اک خارزار باقی ہے

نہ دل نہ جان نہ توان جسم زار باقی ہے
وہ کاروان تو گیا اب غبار باقی ہے

قرار وصل ہے کل آج دل ہو کیون بیکل
ابھی تو عشرت تک انتظار باقی ہے

فراق یار مین دن ہی کو ہو گیا اندھیر
وہ ظلم ظلمت شبہائے تار باقی ہے

شب وصال مین کیون مجھ سے منہ کو پھیر لیا
ابھی تو حسرت بوس و کنار باقی ہے

جگر سے دل سے بدن سے تو ہو چکی رخصت
لبون پہ جان ہے تیرا انتظار باقی ہے

گیا وہ جوش جوانی ہوس ہے پیری مین
نشہ نہین ہے مگر کچھ خمار باقی ہے

ہماری خاک کو برباد کر کے کہتے ہین
ابھی تو دل مین بہت کچھ غبار باقی ہے

جلا کے خاک کیا جسم آتش غم نے
یہ روح خاک مین بشکل شرار باقی ہے

ہم اوج چرخ جہان مین بنے تھے جنکے مکان
اب اونکا کچھ نہ نشان مزار باقی ہے

ہے ایک روز جدائی کی صبح کی بھی شام
یہی جو گردش لیل و نہار باقی ہے

بچے جو خط سے تو زلفون سے کب چھٹیگی جان
ابھی معاملۂ پیچدار باقی ہے

نہین ہے نشتر مژگان کا جوہری جو خیال
تو دل مین کیون خلش نوک خار باقی ہے

پھر ہوا عشق کا اراز خدا خیر کرے
پھر ہین کچھ ہوتے کے آثار خدا خیر کرے

زلف کافر ہوئی سرکار خدا خیر کرے
ہے اب اندھیر کا دربار خدا کرے

چشم و ابرو کو کیا ایک جگہہ خالق نے
مست کی پاس ہے تلوار خدا خیر کرے

ہائے جس افعی گیسو نے ہزارون مارے
دلکو ہے اوس سے سروکار خدا خیر کرے

پھر چلے دیر و حرم جاتے ہین میخانہ مین
توڑکر سبحہ و زنار خدا خیر کرے

ہمتو سمجھے تھے کہ ہے عشق کی منزل آسان
ہوگئی راہ یہہ دشوار خدا خیر کرے

جسطرح زلف اولجھتی ہے پریشانی سے
کوئی ہوتا ہے گرفتار خدا خیر کرے

جسطرح درد مرے پہلو مین اوٹھا یارو
پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

جوہری عشق سے مر مر کے بچا تھا یارو
پھر ہوا اوسکو یہ آزار خدا خیر کرے

نہین وہ گل تو کیا بہلائینگے جی حور و غلمان سے
چمن رضوان کا ہمکو تنگ ہے گا تنگی زندان سے

ہو وحشی ہمکو سمجھے انس کیا پھر ہمکو انسان سے
رہے آیا وہ جنگل چشم الفت ہے غزالان سے

کہان دیر و حرم خالی حسد سے بغض و بہتان سے
نہین ہان دین و ایمان کچھ ہے ہم کہتے ہین ایمان سے

چراغ راہ ایمان رخ ہی کافر ہے خط ریحان
عجب تفسیر قرآن ہے کہ ہے برعکس قرآن سے

خمیدہ اسقدر رہون ہر قدم سرو سہی قد سے
عبادت کا مزہ ملتا ہے مجکو بار عصیان سے

اودہر اوس شوخ کی قامت سے عالم مین قیامت ہے
اودہر عالم ہے طوفان کا ہماری چشم گریان سے

یہانتک پانون پھیلا ہین اپنی دست وحشت نے
گریبان سے چلا جو چاک گذرا جا کی دامان سے

جلا کرتی ہی جیسے شمع زدرو سے ہستی ہی ہستی
چھپانا عشق کا سیکھے کوئی شمع شبستان سے

لحد سے تنگ کیون ہوا اور کفن سے تنگ کیون ہین
نہو گور و کفن تمکو بچین ہم سبکے احسان سے

وہ خوش قامت ہے گلگشت گلشن آج آتا ہے
اکڑنا بہول جائے گہند کوئی سرو بستان سے

چمن میں جب نہ نکلا حوصلہ کچھہ دست وحشت کا
ہوا دست و گریبان جا کے داماں بیابان سے

ترقی عشق کی ہوتی ہے جیسون جون اوس سے ملتی ہیں
یہ کیسا درد ہے جو دن بدن بڑہتا ہے درمان سے

کہیں ہمسی شہیدونکی نہ دامن گیر ہو جائے
ذرا دامن بچاتے جائے گور غریبان سے

بتائیں جوہری کیا ہم ہمارے دلمیں کیا کیا تہے
بہرا ہے حسرتون سے یاس سے حرمان سے ارمان سے

حسن کا اوسکی جہمکڑا حور عین سے پوچھئے
اوسکے کوچہ کی فضا خلد برین سے پوچھئے

عیش و عشرت کا مزہ تو ہمنشین سے پوچھئے
لذت غم پوچھنا ہو مجھہ حزین سے پوچھئے

آپکو ہو روسیاہی اور کو نام آوری
اس معمے کے ہین کیا معنی نگین سے پوچھئے

درد سر جاتا رہا سجدے سے تیری راہ میں
نقش پا کی خوبیان میرے جبین سے پوچھئے

درد وہ بیدرد کیا جانے جسے حاصل ہو چین
دل کا دکھنا یان کسی اندوہگین سے پوچھئے

چلمن مژگان نہ اوٹھتے تہے کسیکے روبرو
وہ حیا وہ شرم چشم سرمگین سے پوچھئے

ہو برا اوسکا بہلا وہ تو کسیکا ہی نہین
جور و بیداد فلک اہل زمین سے پوچھئے

دل کا جانا عشق کا آنا نہیں ہے گر یقین
حضرت ناصح کسی اہل یقین سے پوچھئے

اپنی تحریر جبین سے کیا کیا ہمنے خلاف
گر ملین تو یہ کرام الکاتبین سے پوچھئے

دست وحشت کی درازی جوہری ہم کیا کہین
اپنے ہی داماں وجیب و آستین سے پوچھئے

ہم نہ سرکش سے کھینچیں وہ نہ جھکے گر پہلے
خم نہ ہو تیغ تو یہان جھکتا ہی کب سر پہلے

خط ہی اب نظر و نمین تھی لعل لب تر پہلے
ہو گیا زہر جو تھا قند مکرر پہلے

دمبدم ظلم کی چلتی نہ تھی خنجر پہلے
بدلے رہتی نہ تھی یون آپکی تیور پہلے

بہر شرف عشق زلیخا سے ہوا یوسف کو
تھے شبیہ حسن مگر کب تھے پیمبر پہلے

داوری میرے گناہونکی اگر ہے منظور
حشر کے روز سے ایک اور ہو محشر پہلے

خار صحرا کو ہی اب مجھسے خلش رہتی ہے
زیب بر رہتے تھے خوبان سمن بر پہلے

ایک پروانہ اسی باغ مین اوڑنے پائے
ہوتی ہو قید قفس کٹ گئی شہپر پہلے

وصف رخ لکھنے کو زیبا ہین ہمین اوراق
اور کٹے جائین رگ گل سے وہ مسطر پہلے

ہے یقین عشق بتان پھر گنہ مین ہو شمار
دیکھے کر بت کو مرے داور محشر پہلے

چھوڑ کر کوئی صنم جائینگے وہان کیون زاہد
ہمتو جنت سے اوٹھا لائے ہین پتھر پہلے

ذبح کرنے مین نہ اسدرجہ کرو سنگدلی
رکھلو پتھر پہ خدا کے لئے خنجر پہلے

آ ہی جان ہونٹون پہ آیا نہ مگر خط کا جواب
مرگ سے کاش مرا آئے کبوتر پہلے

پھر گلگشت چمن آتا ہے جب وہ خوش قد
سرو قد دیتا ہے تعظیم صنوبر پہلے

ہے بتان داغ جگر سینہ مین ای طفل سرشک
آگ لگ جائیگی دیکھ اپنا ذرا گھر پہلے

عارضونکی مہ خورشید پہ رہتی تھی نظر
کون دن شب کو گنا کرتی تھی اختر پہلے

غم فرقت نہو کیا فکر عذاب محشر
ہو الٰہی سحر وصل سے محشر پہلے

حشر مین اور گنہگار ہونگے کب ہوگا حساب
کھل گیا میرے گناہونکا جو دفتر پہلے

ناوک کی عشق مین او لجھین گی جو زندہ چھوٹے
زلف پر پیچ سے ہو جائین تو سر پر پہلے

آمد یار سے ہر غنچہ بنا نافۂ مشک
بندھ گئی تیری ہوا زلف معنبر پہلے

خار غم دیکھ کر دلاتے ہین یہ گلہ و آخر
مثل گل ملتی ہین عشاق سے ہنسکر پہلے

جوہری آتے ہین اب بیٹھتے اوٹھتے چکر
کوئی خوبان ہین کیا کرتے تھے چکر پہلے

کون سی ایسی مصیبت تھی جو مجھپہ نہوئی
تجھکو تسکین مگر اے چرخ ستمگر نہوئی

صحبت زخم جگر حیف میسر نہ ہوئی
کارگر سوزن تدبیر رفوگر نہ ہوئی

[illegible] آب بقا کیسے معنبر نہ ہوئی
تیری یکسوی مگر آہ دل مضطر نہوئی

[illegible] کیا تہ چھپے دل [illegible]
چاندنی کب تری سیلی مہ انور نہوئی

[illegible] دیر و حرم چھوڑکے در اسکی بہشت کا
شکر خالق کہ گدائی مری در در نہوئی

دیدۂ تر سے ہوئی بارش باران کیا کیا
جوہری آتش غم سرد یہ دم بہر نہوئی

پھول کیا گھر مین قیمتونکے ثمر تک پہنچے
خار یہ ہے نہ پر کاہ ادہر تک پہنچے

طوف کعبہ کا کیا دیر کی در تک پہنچے
در بدر پھرتے رہے اوسکو نہ گھر تک پہنچے

صد تو اسواں لبہ یالی کے جگر تک پہنچے
خار غم جو چبھے تلوا دیتین وہ سر تک پہنچے

وصل مین ہاتھ مرے اوسکی کمر تک پہنچے
کس جگہ پہنچے ہین جسمانہ نظر تک پہنچے

عقدۂ موتی مرا یک سر مو کھل نہ سکا
کچھ نہ پہنچی ترے گیسو جو کمر تک پہنچے

جامۂ زیست شب ہجر میں چاک کروں
حیف ہی ہاتھ نہ دامان سحر تک پہنچے

گر پڑی غم کی تپش سے سر رہ بیٹھ گئے
کوئی دم تھم کے جو دم لیں نہ شجر تک پہنچے

سینچکر اشکوں سے گر سبز کروں نخل امید
گل ہی پژمردہ ہوں نوبت نہ ثمر تک پہنچے

لاغری نے جو یہ کام کیا خوب کیا
ای صبا ساتھ تیری اوس گل تر تک پہنچے

تھی فرشتوں کو یہ حیرت کہ ہوا شور نشور
شب جو نالے مرے گردونکی اودہر تک پہنچے

شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت اپنی
کر کے طے منزل ہستی تری در تک پہنچے

جوہری کون ہے یہاں قدر شناس جوہر
کیا کوئی اہل ہنر فیض ہنر تک پہنچے

دو عارض اونکے گر شام و سحر پیش نظر ہوتے
تو نظروں میں مری جگنو سے کم شمس و قمر ہوتے

غم ہجر لب دنداں میں گر ہم نوحہ گر ہوتے
لہو کے بوند بنتے لعل او آنسو گہر ہوتے

ستاتے رات بھر دکھ درد کے بے فیصلہ ہوکر
نہ میں ہونگا نہ تو ہوگی شب ہجراں سحر ہوتے

ملا کیا پھل درختوں کو ثمر رکھنے سے عالم میں
نہ پتھر مارتا کوئی اگر وہ بے ثمر ہوتے

نہ اوٹھتے چین سے ہم وصل کی شب صبح محشر تک
جو مرجاتے موذن ذبح یہ مرغ سحر ہوتے

بچایا بیخودی نے ہمکو ای زاہد تکبر سے
سمجھتے آپ کو ہم کچھ اگر کچھ با خبر ہوتے

ہزاروں تن کیے بے سر دکھاؤں تیغ کے جوہر
قدم غیروں کے دیکھوں یار کی گر اپنا سر ہوتے

دم آخر نہ کیونکر روح پر ہو نزع کی کربت
وطن کے چھوٹنے کا رنج ہوتا ہے سفر ہوتے

بھٹکتی عشق صنم میں خیر و شر سے دیر و کعبہ کے
ادہر سے ہو ادہر ہوتی خدا جانے کدہر ہوتے

بنا کر آدمی مٹی عبث برباد کر ڈالی
کسیکے خاک رہ ہوتے کسیکے خاک در ہوتے

کیا خلاق نے ہم اشرف المخلوق انسانکو
ملایک سے کہین بہتر ہی کرتے تھے ہم گر بشر ہوتے

مقدر مین لکھا تھا ہو کے پر یہ قفس ہمکو
مزے کرتے اگر آزاد ہوتے بال و پر ہوتے

اثر رکھتی نہین پر دل دکھا دیتی ہین عالم کے
خدا معلوم کیا کرتے جو نالے با اثر ہوتے

عبث اے جوہری یہ عمر کھوئی رائیگان ہم نے
اور لجھہ مرتے جو زلفون مین کسی خودسر کے سر ہوتے

ہم ہین شاکی جگر کے اور دل کے
انہین دونون نے جان لی مل کے

گئے غمزے وہ تیغ قاتل کے
ناز و غمزے پڑے ہین بسمل کے

تلملاتا ہے مثل بسمل کے
یہ ملا دل کو آپ سے مل کے

ماہ نخشب نہ چاہ بابل کے
ہمتو شیدا ذقن کے ہین تل کے

نور وحدت سے لو لگائین کیون
ہین پتنگے چراغ محفل کے

کیا گذرتی ہے جان پر دم نزع
پوچھئے دل سے مرغ بسمل کے

دیکھ لو دو لگا کے تیغ کے ہاتھ
مارتا ہاتھ پانون بسمل کے

گر بچون دست موج سے زندہ
چوم لون جا کے ہونٹھ ساحل کے

نہین اوٹھتا ہے اب قدم آگے
تھکی بیٹھی ہین پچھلی منزل کے

غنچہ و گل کو چھیڑتی ہے صبا
شور پر شور ہین عنادل کے

پھل گئی آج غنچہ و گل مین
خون سے رنگین ہین تل گھایل کے

جانیں دریا کا کیا وہ سود و زیان
یہ بیٹھنے والے ہیں جو ساحل کے

کیا انتساب سے راز اُسکو ایا نے
یہہ بڑے راز دار ہیں دل کے

شیخ نے ہے حرف عشق سے لاعلم
جوہری منہہ لگو نہ جاہل کے

ہم دل میں گھر خون کے لئے گھر بنائیں گے
یہ خانہ باغ خلد سے بہتر بنائیں گے

بگڑی بنیگی سو جو ایک وہ سعی کر بنائیں گے
کیا کام زخم دل کا رفوگر بنائیں گے

منہہ چوم کے گدای در کو تونگر بنائیں گے
ذرے کو اپنے مہر منور بنائیں گے

سر اوسکے زیر پا رہی یہ سرنوشت ہو
ہم سنگ در سے لوح مقدر بنائیں گے

بے سود جبہ سائی نہیں انکی در پہ ہے
بگڑی ہی سرنوشت مٹا کر بنائیں گے

ساتھ اپنے گلعذاروں کا لیجائینگے خیال
ایک اور خلد خلد کے اندر بنائیں گے

ہمنے تو چاہ چاہ کے یوسف بنا دیا
کیا غیر کوئی تمکو پیمبر بنائیں گے

یا دلبروں وہاں سے جو روشنگے خلد میں
ایک اور نہر ہم لب کوثر بنائیں گے

پورا کیا ہے کام مرا تیغ سے اگر
ہم اوسمیں اپنے خون لئے جوہر بنائیں گے

مر کر بھی ظالمو نہ چھوٹیگا جور و ظلم
ٹوٹے جو تیغ نشتر و خنجر بنائیں گے

تعلیم استخوان کی بنی مشق ظلم سے
ہاں اب رگوں سے میرے وہ مسطر بنائیں گے

لیتا نہیں ہے خضر اگر اپنی رہبری
وحشت میں غول دشت کو رہبر بنائیں گے

مضمون وصف لب کے دوبارہ کرینگی نظم
ہم اس شکر کو قند مکرر بنائیں گے

جائیگی میرا نامہ اعمال تا بہ کئے
ہم اوس کے حرف حرف کو دفتر بنائینگے

تا حشر چھوڑتے ہین کہان یہ بساط خاک
بستر ہے اب تو مرنے پہ چادر بنائینگے

بیزار اس فلک سے ہین تنگ اس زمین سے ہین
دونونسے دور ہم کہین اب گھر بنائینگے

محرم کرینگے غیر کو کیون اپنے حال سے
ہم آپ ہی کو حشر مین داور بنائینگے

یون ہی جو خاک اوڑائینگے اغیار شکل غول
صاف اوس ہی کو مجھسے مکدر بنائینگے

چڑھ بڑھ کے باتین شیخ کی مدت بگڑ بگڑ
ہم شیخ جی تمہین سر منبر بنائینگے

روئینگے ہم جو گوہر دندان کی یاد مین
اشکون کے قطرہ قطرہ کو گوہر بنائینگے

جلتے ہین جبرئیل کے پر اوسکی راہ مین
کیا ان کے نامہ بر یہ کبوتر بنائینگے

کیون کاتب ازل سے امید بھی کرین
کیا پھر نگار کردہ مقدر بنائینگے

یون ہی رواں جو آنکھون کے چشمے ہین جوہری
رو رو کے ایک اور سمندر بنائینگے

تمہارے کوچہ مین کون ہو گذر یہ کسکا ہے
نشان پائے سر رہ گذر یہ کسکا ہے

وصال مین یہ جھجک کیا ہے در یہ کسکا ہے
خیال خواب مین ہے رات بھر یہ کسکا ہے

جمال دل مین ہے جلوہ گر یہ کسکا ہے
جگر کے پہلو مین آباد گھر یہ کسکا ہے

جبین زمین جھکی خود ہے شوق سجدہ سے
ہے جسکے فیض کا ایک سنگ در یہ کسکا ہے

جو آج آئے تو کلہ سفر ہے پیش نظر
جہان سرائے دو روزہ ہے گھر یہ کسکا ہے

دعائین دیتے ہین سنتے ہین گالیان صاحب
بھلائے کسکے طرفسے ہے شر یہ کسکا ہے

ڈھائے کعبہ کسیکی کرے جو دل شکنی
یہ دل خدا کا نہین گھر تو گھر یہ کسکا ہے

قیام جسکو ہو وہ پوچھے جانے والے سے
سرائے دار فنا سے سفر یہ کسکا ہے

جہان مین پہونچے تو ہم پوچھتے ہین جو رستے
رہا یو جا ہوا آباد گھر یہ کسکا ہے

گلے کو کاٹ کے یہ اونکا پوچھنا دیکھو
پڑا ہوا ہی جو سر خاک پر یہ کسکا ہے

نہ بعد مرگ سے کچھ جوہری یہ جاہ و حشم
جو روح تن سے چلے مال و زر یہ کسکا ہے

خوب سمجھتے ہین ہم جفا کیا ہے
تم نہین جانتی وفا کیا ہے

ابتدا ہی مین پوچھنا کیا ہے
عشق مین دیکھو انتہا کیا ہے

جینے والے تو یون ہی جیتے ہین
زیست کا بے صنم مزا کیا ہے

ہائے یہ کوئی پوچھتا ہی نہین
التجا کیا ہے مدعا کیا ہے

ہم تو بیخود رہے نہ یہ سمجھے
مے ہے کہا نقل کیا نشہ کیا ہے

دیکھ لو وہ نگاہ چشم آلود
گر نہ سمجھے ہو تم قضا کیا ہے

کہتے ہو ئی کسی کی سنتی ہو
کہیے پھر سے کہکے فائدہ کیا ہے

چتر سا ہی ہے سایہ دیوار
ظل بال و پر ہما کیا ہے

ہمکو تو بیخودی ہے مے سے غرض
ہم نہین جانتے مزا کیا ہے

درد چھاتے مین دیکھنے سے اوٹھا
نیچے محرم کے یہ ادٹھا کیا ہے

عشق سمجھے ہو کھیل لڑکونکا
حضرت دل تمہین ہوا کیا ہے

دیکھتے ہین نگاہ قہر و غضب — دیکھئے اور دیکھنا کیا ہے

خاک کوے صنم کے رتبہ مین — کیا ہے اکسیر کیمیا کیا ہے

سیکڑون جس سے چاک داماں ہین — زیر داماں چھپا ہوا کیا ہے

موت کا گر مرض ہے انسان کو — اوس کے جینے کی پہر دوا کیا ہے

عشق مین کوئی بہی نہ یہ سمجھا — ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

یون تو ہین بال بال ہم مجرم — زلف سلجہانے مین خطا کیا ہے

زیر چادر بغل مین شیشہ ہے — شیخ جی اس کو کہئے یہ کیا ہے

عالم الغیب ہے خدا اوس سے
جوہری عرض مدعا کیا ہے

نام حق حسن صنم مین نور حق مستور ہے — لن ترانی کے نہین کہتا ہون شمع طور ہے

آدمی کس تندرستی پر بہلا مغرور ہے — جسکے ایک ایک موی تن پر عالم ناسور ہے

جام و مینا ہمکو سامان طرب حاصل کہان — شیشہ دل ایک پر بہی سو وہ بہی چور ہے

رکھو عبرت سے زمین پر پانون یہان ہر گام — قبر قیصر تربت جم مرقد فغفور ہے

نیچی نظرون سے مجہے جو دیکھتے ہو بزم مین — مجکو نظرون سے گرانا آپ کو منظور ہے

گہر پہونچ سکتے نہین آگے قدم اوٹھتا نہین — راہ مین بیٹھے ہین تھک کر دور منزل دور ہے

کردیا اللہ اکبر بانگ سے محشر بپا — منہ موذن کا ہی اسرافیل کا کیا صور ہے

روبرو ہے روی روشن مہر و مہ کو کیا فروغ — ایک چراغ زیر داماں جس سے شمع طور ہے

محفل رندان سمجھتے ہم ہین بزم وعظ کو
گو مذمت ہی ہی مے کا تو ہان مذکور ہے

زخم کے انگور کو بھی ہین مجھی لالے پڑے
کب میسر مجھکو جام بادہ انگور ہے

جوہری سے پوچھتی ہو حال اوسکا دوستو
یار سے مہجور ہے رنجور ہے مجبور ہے

نہین غم غم اگر بے انتہا ہے
انہین تو عشق کی یہ ابتدا ہے

بلا سے گر کسیکی جان جائے
اونہین تو خوشنما اپنی ادا ہے

غضب پیچھے پڑی ہے زلف کافر
دل و دین کا میرے حافظ خدا ہے

کرین سب آشنا نا آشنا سے
خدا کشتی کا میرے ناخدا ہے

مین سمجھون کلمہ کرو گر وعدہ حشر
میرا طول تحمل تا کجا ہے

نہ گذرے حق سے گر زاہد تو دیکھے
بتون کے حسن مین نور خدا ہے

جہان ہے سر بسر ویران نظر مین
میری آنکھو نمین جب سے وہ بسا ہے

بجا ہے یا ہے بیجا ناصحا عشق
مگر شہرت تو اوس سے جابجا ہے

خیال نشتر مژگان ہے آفت
میرے دلمین تو کانٹا سا چبھا ہے

نہ بدلے گا کوئی دل میرے دل سے
بھلا ہے وہ برا ہے یا بھلا ہے

کھلا اوس سے نہ کوئی غنچہ دل
چمن مین یون تو کھلنے کو صبا ہے

نہ آئے آس پاس اپنی نہ آئی
ہمین تو یاس کا ایک آسرا ہے

سنا جب جوہری کے عشق کا حال

لگے کہنے لگے اوس کے قصا ہے

نہال سایۂ قامت سے ہر شجر ہو جائے
ہر ایک برگ ہو گل گل ہر ایک ثمر ہو جائے

یہ عمر عشق رخ و زلف مین بسر ہو جائے
سحر سے شام ہو اور شام سے سحر ہو جائے

میسر ہو کام جو تیغ اوسکی کارگر ہو جائے
جو جائے سر تو یہ سب دردِ سر بھی جائے

جلے فلک کہ رقیبوں کا خاک گھر ہو جائے
ہماری آہ کا دیکھین اثر کدھر ہو جائے

بتون کی یاد حرم مین کرون اگر ای شیخ
تو رشک دیر برہمن خدا کا گھر ہو جائے

برنگ گل وہ نہ کیون بھولے یاد نخوت سے
گرہ مین مفلس سفلہ کے کچھ جو زر ہو جائے

یقین ہے داغ یہ تردامنی کے دھو جائین
جو دامن اشک خجالت سے اپنا تر ہو جائے

خدا دکھائے نہ ایسی مریض کی حسرت
دوا سے جسکے کہ لاچار چارہ گر ہو جائے

اودھر حجاب ایدھر جور ظلم کے شکوے
کہین نہ باتون ہی باتون مین شب سحر ہو جائے

یہ فیض یاد در آبدار دندان ہے
گرے جو قطرہ اشک آنکھ سے گہر ہو جائے

یہ بلسے جوہری فرقت مین طفل مکتب کے
نہ آسمان و زمین زیر و زبر ہو جائے

نہوتا عشق مجھکو گر نہ تم ایسی حسین ہوتے
اوٹھاتا ناز مین کسکا نہ تم گر نازنین ہوتے

تمہارے کوچہ رشک جنان مین جاگزین ہوتے
تمنا آسمان کی اونکو ہی اہل زمین ہوتے

تسلی ہی سکا نہین کاش جا کر ہم مکین ہوتے
نہ زیر آسمان ہوتے نہ بالائی زمین ہوتے

سنوارا گرچہ زلفونکو نہ چھیڑا اونکو پہر ہمنے
یہ کالے ناگ ہین اک روز مار آستین ہوتے

قدم رکھنا مکان مین انکا اپنے سر کو کھونا ہے
جبین سا سے پھر پھیرے وہ ہین جبین جبین ہوتے

تیرے اقرار سے اب کچھ نون پھر زیست کی ٹھہرے
نکلتا منہ سے تیرے گر نہین تو ہم نہین ہوتے

مشکل اپنی ہو نسی اگر کبھی اہین گردون
نہ پھر کہنا کہ شفق صبح مین روزن نہین ہوتے

حرم مین شیخ بتخانہ مین نکر برہمن ہنا
پرستش مین وہ مین کرتا تمہاری تم کہین ہوتے

بتان پھر سے انکار کا زاہد مزہ پاتے
مزہ ہوتا یہی بت گر وہان بھی حور عین ہوتے

حقیقت مین اگر ممنوع دین عشق مجازی ہے
تو حورون پر کیون مرتے ہین اہل دین ہوتے

نہ جام اپنا بناتا جم نہ وہ آئینہ سکندر
جو مئی نوشی کے پھیری جام مین ملتا اگر کہین ہوتے

چھپانے سے چھپی گر راز الفت کیونکر ہون ظاہر
بھگوتے اشک سے دامن نہ ہر گز آستین ہوتے

حرم مین دیر مین میخانہ مین پھر پھر کے کیا پایا
مناسب تھا جواب ایسی جو پھری خلوت نشین ہوتے

اہل کمال کی نہین وقعت وطن مین ہے
کب ایسی قدر مشک ختا و ختن مین ہے

پاکیزگی کے بدن کے ہی گر پیرہن مین ہے
یہ روح بھی عزیز ہے جب تک بدن مین ہے

راحت سے روح تن مین ہے تنہا پیرہن مین ہے
انجام یوں بخیئے تو فراغت کفن مین ہے

سمجھے ہو سمجھے ناز سے یہ خموشی سخن مین ہے
مجکو تو اب کلام تمہارے دہن مین ہے

جسطرح بو گلون مین ہی اور گل چمن مین ہے
مضمون مین ہے درد تو مضمون سخن مین ہے

دل بستگی سے پھیلی کچھ ایسے چمن مین ہے
سمٹا ہوا گلونکا بدن پیرہن مین ہے

پہرون بے سخن پھرا ایک اب اس انجمن مین ہے
گویا نہین زبان کسیکو دہن مین ہے

ہر ایک ادا مین ناز ہے ہر ناز مین ہزار ستم
چتون مین پلک مین ہے غضب بانکپن مین ہے

ہوتی نہین خوشی سے کسیکو بہی ناخوشی
پر لطف اور ہی مجھے رنج و محن مین ہے

عارض تو کیا صنم کے کف پا کے ناز کے
نے برگ گل مین ہے نہ وہ برگ سمن مین ہے

پہولے نہین سماتے ہین جامہ مین ہی گل
نخوت کی کیا ہوا یہ چلی اس چمن مین ہے

کیا چار چشم ہون گے خدا و رسول سے
گر چشم تر نہ رنج حسین و حسن مین ہے

کہتے ہین واہ واہ جو سنتی ہین اہل درد
کیا لطف جوہری تیرے شعر و سخن مین ہے

تیرا غم ہے غیرون کو غم ہی تو یہ ہے
ستم غیر پر ہے ستم ہے تو یہ ہے

وہ آئے تو غیرونکو بھی ساتھہ لائے
کرم ہی تو وہ ہے ستم ہے تو یہ ہے

جو غم ہے تو برسون خوشی ہی تو کچھہ دم
فزون ہے تو وہ ہی جو کم ہے تو یہ ہے

گرہ دل مین سو داغ سو ہر گرہ مین
گرہ مین تیرے گر درم ہے تو یہ ہے

شب وصل مین صبح ہجران کی آمد
خوشی سے اگر غم بہم ہے تو یہ ہے

وہ ابرو کرے دم مین قتل ایک جہانکو
حقیقت مین تیغ دو دم ہی تو یہ ہے

مگر اوسکی ہی پر نظر سے نہان ہے
جو ہستی ہین دیکھو عدم ہے تو یہ ہے

عیان سر بسر حال عالم ہے دل پر
مجھے جوہری جام جم ہے تو یہ ہے

جو رہ جفا ہی سے پہنچے کا گر عشق نام سے
تو دور ہی سے جھک کے ہمارا اسلام ہے

گرمی کسی کلام میں زاہد حرام ہے
واللہ اوس کلام میں مجھکو کلام ہے

کیا لطف لطف میں ہے جو دم بھر کے ہی لئے
ہے جور ہی میں لطف مجہی جو مدام ہے

گلہ چہچہے تھے باغ میں جس عندلیب کے
بے برق قفس میں آج وہ پابند دام ہے

ہونے لگی ہیں غیر و نبیہ بہی جور او ظلم
جو لطف خاص مجھپہ تھا وہ اب تو عام ہے

جب حظ نہ تھا سلام پہ دیتے تھے گالیاں
آیا ہے اب خو خط تو سلام و پیام ہے

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا
زندہ وہی ہے خلق میں جو نیکنام ہے

ایک ایک سے وہ ملتی ہیں کہتے ہیں اوس سے یہ کہہ
فریادیونکی روز جزا روک تھام ہے

کیا نام پوچھتے ہیں وہ گمنام دہر کا
بے ننگ و نام عاشق شیدا کا نام ہے

یار وطریق عشق میں کہنا سنبھل کے پانون
اس راہ میں تو لغزش پا گام گام ہے

کوچہ میں اونکے مر کے ملے جوہری کو جا
سرکار سے خطاب بہی جنت مقام ہے

عاشقی میں جو ان سے پیر ہوئے
عشق میں عاشقون کے پیر ہوئے

چھوٹے ہون اوس در پہ جو فقیر ہوئے
سچ تو یہ ہے کہ وہ امیر ہوئے

دلجلون کو جلا کے ہنستی ہو
شمع رویون میں تم شریر ہوئے

زلف ہی میں اولجھ کے مرنا ہے
بال بال ہمتو اب اسیر ہوئے

اب نظر میں بہی آ نہیں سکتے
ضعف سے اسقدر حقیر ہوئے

وار اون آنکھوں سے نگاہوں کے
بن کے تیغ آ گئے دلمیں تیر ہوئے

چاہیئے سروری کو ناموری
کیا اگر گنجیفہ کے سپید ہوئے

دور گذرے ہین زیست مین کیا کیا
گئی طفلی جوان سے پیر ہوئے

فکر دیر و حرم سے پیر مغان
ہم چھٹے تم جو دستگیر ہوئے

بے کو جان کو جگر کو دیتے جین
کیا ہوا ایک جو دل پذیر ہوئے

راز الفت کا اب خدا حافظ
کہتے ہین غیر وہان سفیر ہوئے

خاک پر جنکا کلہ کبھو نا تھا
آج وہ صاحب سریر ہوئے

ہو گئے کاوے ہی کا ہیدہ
جوہری ایسے کیون حقیر ہوئے

قطعہ

کافر ہے ہر ایک ادا صنم کی
یارب ہو خیر دم بدم کی

کعبہ ہوئی اب گلی صنم کی
حسرت گئی شیخ کی حرم کی

ابرو نے دیکھا لی راہ عدم کی
کیا بات اس خنجر دودم کی

جب دختر رز نے اسکے چہرہ کی
بجلی سی ہر ایک دل پہ چمکی

روشن ہوا سب یہ حال عالم
کچھ قدر رہی نہ جام جم کی

خم ہو سکے اون ابرو نے تنک
لی زلفون نے کچھ جو پیچ و خم کی

جم سمجھون تجھے جو دے مجھے جام
ساقی ہو نظر ادھر کرم کی

سر کے جانے کا کچھ نہین غم
ہے مجھکو قسم تیرے قدم کی

لیکن ایک تنے بات بات پر ہے
جھگڑا جھگڑ کے بگاڑ دہمکی

داغون سے بھرا ہوا ہی سینہ
خواہش نہین کچھ زر و درم کی

رہتے ہین ایک حال مین ہست
شادی کی خوشی نہ فکر غم کی

ای جوہری عمر یون ہی کٹ جائے
کچھ فکر ہو بیش کے نہ کم کی

یہ گیسوؤن مین پھسانیکی تم نے خوب کہی
دل فگار پہ شانے کی تم نے خوب کہی

جگر کے داغ چھپانے کی تم نے خوب کہی
یہ نقشہ دکے یہ ورانے کی تمنا خوب کہی

وبائے ہاتھو بسنتی بیٹھی مین درد اوٹھا ہی
دل و جگر کے چھپانیکی تم نے خوب کہی

چراغ تربت اغیار پر جلائین گے
یہ میرے دل کے جلانے کی تمنا خوب کہی

پلک تمہاری یہ جھپکیگی تمنتو ہو پتھر
بتو یہ آنکھ لڑانے کی تمنا خوب کہی

غم و الم سے خدا کا دیا ہوا ہی بہت
ہم عاشقون کے بھی کھانے کی تمنا خوب کہی

ہمارے حال پہ بیتی ہوئی کہانے کی
بیان غم پہ فسانے کی تمنا خوب کہی

یہ پھسایا دام مین خط کے اسی نے طایر دل
یہہ سہی حال پہ دانے کی تمنا خوب کہی

شال پر سے دیتی ہو دیرہ تر کی
یہ جوہری کے رلانے کی تمنا خوب کہی

عجب دور سے مین یہ جلوہ گری ہے
میرے بزم مین آج رقص پری ہے

سے شیخ بوتل مین کب یہ بھری ہے
مگر بند شیشہ مین کوئی پری ہے

میرے سر کو پامال کرکے وہ بولے
میرا طرز رفتار یہ سرسری ہے

ہو گیا ہے سی کوئی جلا یا کسیکو ۔ یہ کیا چشم مین اوسکے افسونگری ہے
دیا دم کسیکو لیا دل کسیکا ۔ عجب دلدہی ہے غضب دلبری ہے
زلیخا کو یوسف نے بخشی جوانی ۔ یہ اعجاز حسن اور پیغمبری ہے
دل عاشق ہوا جسکو نقصان پہونچا ۔ خطاوار یہ جرم مجرم بری ہے
بناتا ہے سر چڑھ کے زلفونکو شانہ ۔ بلا ایکدن میرے سر پہ دھری ہے
لگائی کمر اور دہن کی ہے تہمت ۔ یہ کیا وصف معشوق مین شاعری ہے
وہ طوفان طوفان کا کیون نوح پر ہے ۔ میرے طفل اشکونکے یہ ابتری ہے
جو تشبیہہ دیتی ہین عارض سے اوسکے ۔ بھلا ماہ مین کون سی برتری ہے
پچکا چوند خورشید کی ہے نظر مین ۔ اگر پہنی وہ مہ قبائے زری ہے
ہوا سوکھ کر نخل قامت تو کانٹا ۔ مگر شاخ دلکی فقط ایک ہری ہے

نہ علم و ہنر ہے نہ جوہر نہ زر ہے
فقط نام کہنے کو ہان **جوہری** ہے

کل تو قول و قرار مین گذری ۔ آج پھر انتظار مین گذری
جستجوئے نگار مین گذری ۔ زندگی کس بہار مین گذری
ایک دو تین چار مین گذری ۔ عمر یون ہی شمار مین گذری
زلف اولجھی کبھی سلجھے ۔ شب اسی کاروبار مین گذری
کشتی دل نہ پہونچی ساحل تک ۔ ہائے کس جوئبار مین گذری

کب پئی مے تشنہ ہوا کس دن
عمر تو سب خمار مین گذری

گر چہ بیٹھین پوچھین ہم صفیرون سے
کیا خزان اور بہار مین گذری

نہ کے چھیڑ دل سے مژگان سے
خلش نوک خار مین گذری

شب وعدہ کی صبح پوچھتے ہین
رات کیا انتظار مین گذری

حشر کے روز ہو تو ہو اظہار
جو مصیبت مزار مین گذری

کٹ گئی عمر پر نہ راہ کٹے
پھرتے ہی ہر دیار مین گذری

زلف و رخ کا ہی دہیان شام و سحر
اسی لیل و نہار مین گذری

دل پہ شیرین سے گذرا ہی فرہاد
تجھپہ جو کوہسار مین گذری

بیکسی چھٹ نہ جو بسری دم بہر
مونس و غمگسار مین گذری

ظاہر ہے ظہور اوسکا کلیسا سے حرم سے
خالی کوئی جا پاتے نہین اپنے صنم سے

اب ضبط فغان کہدو نہین ہوتا ہی ہمسی
افلاک زمین پر نہ کہین گر پڑین غم سے

وہ باز نہین آتے ہین بیداد و ستم سے
یہان ترک وفا ہو نہین سکتا کبھی ہم سے

وہان بھی کوئی معشوق ہی ہم پوچھتے اوس سے
افسوس کوئی لوٹ کے آیا نہ عدم سے

غم سے مجھے رغبت ہی مگر یار کا غم ہو
اور غم ہو تو ہو بیش نہین خوش ہون مین کم سے

کس شوخ ستمگار کے پالے یہ پڑا دل
پالا تھا اسی ہمنے تو کس ناز و نعم سے

مخلوق کو طوفان سے خالق ہے بچاوے
اب اشکون کا سیلاب نہین تھمتا ہی ہمسے

گرا ہی گرہ مین نہین زر غم نہین ہمکو
کب سے کھلی گرہ خالی ہوئی داغون کے درم سے

بیشک کوئی جا لایق تفریح وہان ہے
کرتا نہین رخ کوئی ایدہر جا کے عدم سے

ہین دونون جہان آنکھون مین دو نشہ مے کے
کچھ جام سفالین نہین کم ساغر جم سے

ہم خوش ہین ستم ہی سے جو ہر روز ہے ہمپر
باز آئے تیرے وعدہ موہوم کرم سے

اُس فتنہ محشر کی اڑائی گئی مگر چال
کیون حشر لگی رہتی ہے یہ اوسکے قدم سے

ہے گردش گردون کے سمین چال کسی کی
آتا ہے یقین مجھکو یہ انداز ستم سے

آہون کے علم فوج فغان لخت جگر ساتھ
یہ طفل سرشک آتے ہین کس جاہ و حشم سے

کیا اونکو نظر آیا نہین کوئی وہان بت
کیون جوہری روٹھے ہوئے آتے ہین حرم سے

آہ دیہی کہ فرشتو نکا ہی دل ہل آئے
نالہ کہتے ہین اوسے عرش سے جو ہل آئے

حضرت دل کہین کیا جا کے ہین گہایل آئے
آج کیون قطرہ خون اشک کے شامل آئے

قلعی کھل جائے انہین گہر سے جو نکلے باہر
منہ ہی کیا آئینہ کا جو وہ مقابل آئے

بزم رندان مین گئے شیخ یہ توقیر ہوئی
تاج اوڑہا لیئے دختر رز رونق محفل آئے

کیا ہوا کسکو دیا بہول گئے یاد نہین
آج بازار مین ہم کہو کے کہین دل آئے

دہیان مین لطف گریبان کے لب بحر ہمین
موج و گرداب نظر طوق و سلاسل آئے

آشنا بحر الم کا ہون وہ غم دوست ہون مین
پہیر لون منہ کو اگر سامنے ساحل آئے

روبرو سد سکندر اوسے کیونکر نہ کہون
درمیان آینہ گر دید کا حائل آئے

عہد طفلی مین بہی یہ یونکی کھلونے کھیلے
ہم ازل ہی سے پری رویون پہ مائل آئے

آئینہ تیری نگاہونکی سہی کیا جو ہین
اپنے دل کا یہ جگر ہے کہ مقابل آئے

وائے حسرت کہ وہین بحر الم مین ڈوبے
دست و پا مارکے جب تا لب ساحل آئے

غرض جوہر کے لئے صاحب بیعت اہل زمان
آئے میدان مین وہ یہ سر محفل آئے

کچھ خبر یہانکی نہ تھی یہان سے نہ وہانکی خبر
بیخبر یہانسے گئے وہان سے بہی غافل آئے

جاکے اوس کوچہ مین اک جوہری کیا جانکی خبر
ہوگئے وہان کوئی بیجان کوئی بسمل آئے

سرو مین خوبی قیامت کوئی پائی نہ گئی
راستے آئے مگر بے سرو پائی نہ گئی

زلف شبگون رخ انور سے ہٹائی نہ گئی
طور کی مجھکو تجلی وہ دکھائی نہ گئی

ہے تعجب کہ طبیعت کہین آئی نہ گئی
بے سبب کیسی یہ بگڑی کہ بنائی نہ گئی

گرد غم سے دل صافی کی بہلائی نہ گئی
ہلکے مٹنے مین بہی شیشہ کی صفائی نہ گئی

ایک طوفان اوٹھانے ہی کو تھی طفل سرشک
آتش سوز دروں اون سے بجھائی نہ گئی

تن بدن پہونکدیا نائرہ الفت نے
ایک شرر خاک کے تودہ سے دبائی نہ گئی

اونکی باتونہی سے خود ہوگیا اثبات دہن
راز کی بات بہی کچھ اونسے چھپائی نہ گئی

فصل گل گذری خزان آئی گیا رنگ بہار
پر تیرے مرغ چمن نغمہ سرائی نہ گئی

اوسکے آنے کی خوشی ہو تو ہو جانیکا ہی غم
فصل گل ہے چمن مین کبہی آئی نہ گئی

تیغ توڑی تجہنے اوسکی سنا ابروئے غنچہ
مر مٹے تب بہی برونکی تبرائی نہ گئی

جبہہ سائی تیرے در کی نہ ہوئی ہمکو نصیب
حیف تقدیر کی تحریر مٹائی نہ گئی

کیا گرائین گے فلک کیا یہ ڈبوئین گے زمین
گرد غم دلگے بہی اُسکو نسی بہائے نہ گئی

اے صنم کیا مین کہون قصہ قیس و فرہاد
اپنی ہی رام کہانی جو سنائی نہ گئی

دلکو سب چہوڑ گئے تاب و توان ہوش و حواس
ایک محبت تہی تیری جب سے لگا آئی نہ گئی

بگڑے بن بن کے ہیں سب کام بگڑ کر ہی بنے
پر یہ تقدیر جو بگڑی تو بنائی نہ گئی

کیسی تقدیر کے تحریر ہے پتہر کی لکیر
لکہہ گئی روز ازل جو وہ مٹائی نہ گئی

بہولگئے دونون جہان آپکو ہی بہول گئے
ایک تیری یاد مگر دلسے بہلائی نہ گئی

راگ سن سنکے ہلاتے رہے کل شیخ جی سر
جوہری تجہسے ہی اک بیت لگائی نہ گئی

ہوا عشق مجاز کب کب آپنی جلوہ دکہایا ہے
مجہے ہی آپ نے کیا حضرت موسیٰ بنایا ہے

شعر اہون سکے ہین ہر ایکنے انجم نام پایا ہے
فلک کیا ہے وہ ہوا اہلو سکا میری جا چہپایا ہے

بہ فیض حمد خالق سے کمال اوج پایا ہے
زمین شعر کا عرش آبین پایہ پایا ہے

تمہارے ہاتھہ مین زدِ حنا کیا رنگ لایا ہے
تمہین تو رنگ کے لائے ہین مسلا دل چرایا ہے

زمین کہد چہپی پانی مین جلی طوفان اسکو تکا
فلک ہو زیر پا نالون نے میرے سر اوٹہایا ہے

ہوا کو کیا ہوا ہے کیون اوڑاتی خاک پہرتی ہے
میری بربادیونکا وسنے کیا خاکا اوڑایا ہے

لب شیرین پہ دیتا جان شیرین کام تو ہوتا
دل ناداں نے خط سبز پر کیون زہر کہایا ہے

ہوا ہے ناز اپنی ظلم پہ کیا کیا نہ ظالم کو
غضب نا جب دل مظلوم کا اسکو ستایا ہے

نہیں ہے انکو تاب درد یہ ایجان مت سمجھو
اوٹھا جب درد دل مین ہمنے دل ہی کو دبایا ہے

شکایت باغبان سے ہے نہ کچھ صیاد گلچین سے
فقط ایک خار ہم پہلوی گل نے دل دکھایا ہے

گرہ سے اتنے جان کھو بیٹھے ننگ و نام کو روئے
تیری الفت کا سودا کر کے یہ ہمنے کمایا ہے

نہیں جب آپ مین ہم خویش و بیگانے سے کیا مطلب
ہر ایک بیگانہ اپنا ہے ہر ایک اپنا پرایا ہے

مسافت راہ الفت کی کٹیگی کسطرح یارب
نہ اس رہ مین کوئی منزل نہ پانی ہے نہ سایہ ہے

جو یہ کر ساتھ اشکونکے سر مژگان پہ آیا ہے
میرے لخت جگر نے رتبہ منصور پایا ہے

حسینونکے تصور سے نہیں دل یکدم خالی
یہ ہمنے اپنے ویرانے کو پریون سے بسایا ہے

تیرے در کی گدائی کو شرف ہے پادشاہی پر
تیری دیوار کا سایا ہما کا مجھکو سایہ ہے

تیرے رونے پہ ہنستے کھلکھلاتے مسکراتے ہین
گل و غنچہ نے مجھپر کیون چمن مین خار رکھایا ہے

جو کچھ اولہو العینہ یہ ہے وہ چھپ نہین سکتا
کبھی انچل کبھی محرم سے کیون تمنے چھپایا ہے

یہ اظہر و نمین سے نقشہ نکلنا روح کا تن سے
سفر مین جب وطن کا دھیان لیمن کہ پیرایا ہے

جسے شیخ و برہمن ڈہونڈہتے ہین دیر و کعبہ مین
اوسے انکھو ہیری جا بجا ہی جستجو دل مین پایا ہے

عذار سمین پہ سیمتن کے جو زلف کے لٹ لٹک رہی ہے
وہ حسن کا ایک ہے خزینہ یہ اوسپہ ناگن لپٹ رہی ہے
جو خوش نوائی سے شاخ گل پر چمن مین بلبل چہک رہی ہے
ہزار درجہ ہی اوس سے بہتر مجھے جو حسرت مین تک رہی ہے

ہوئی ہے کیون اتنی سخت جانی مجھے تو ہے بار زندگانی
نہین نکلتی ہے روح تن سے یہ کس جگہہ اب اٹک رہی ہے

نہ زخم کھایا ہے کوئی تن مین نہ کوئی آرا ہے بدن مین
چبھی ہے ایک پھانس غم کی دل مین ہی سرا یکدم کھٹک رہی ہے

کبھی لڑکپن کبھی جوانی کبھی ضعیفی ہے اور پیری
بشکل ریگ روان صحرا یہ عمر ہردم کھسک رہی ہے

کس عاشق رو کے رشک گل کا بہا ہے ہرسو لہو کا دریا
زمین مقتل برنگ گلشن گلون کے بو سے مہک رہی ہے

سکھایا جور فلک نے ایسا کہ زندگی ہے وبال مجھکو
نہ تھا ستم کا اوسے سلیقہ مگر تمہاری کمک رہی ہے

نہ سکھ سے سونے دیا کسیکو نہ ہنسنے دیا کسیکو
عبث ہے ایجوہری شکایت سدا سے خوئی فلک ہی ہے

مے محبت سے خود ہین بیخود شراب ہم لیکے کیا کرینگے
جگر ہے سوز دروں سے بریان کباب ہم لیکے کیا کرینگے

نہ عشق سے ہم ابھرنے پائے دبایا طفلی مین کوہ غم نے
ہمین لڑکپن سے ہی ضعیفی شباب ہم لیکے کیا کرینگے

لگا دو خم کو ہمارے منہ سے نہ دو یہ جام شراب گن گن

ہمین تو مطلب ہے بیخودی سے حساب ہم لیکے کیا کرینگے

لکھا تھا اونکی طلب مین نامہ لکھا کے لایا ہے کیا یہ قاصد

ہمین تو ہے دید کے تمنا جواب ہم لیکے کیا کرینگے

جو بیخودی جوہری ہے ہر ہمکو نہین ہے نیکی بدی سی مطلب

عذاب سے کیا خطر ہے ہمکو ثواب ہم لے کے کیا کرینگے

ہر شعر بنا ہیت حرم ذکر خدا سے
ہر مصرع ہے ابروی صنم حسن ادا سے

پائی ہی گل و غنچے نے رنگت کف پا سے
لائین ہین اوڑا ملکی مگر وزدحنا سے

کعبہ کی زیارت سے غرض دید بتان تھی
دیدار صنم کے ہی طلب مجکو خدا سے

ہنس ہنس کے چھڑکتا ہی نمک زخم جگر پر
ہے لطف و کرم یار کے انداز جفا سے

کھل جائے گرہ دلکی ملو سینہ سی کھلکر
وابستہ ہین عقدے میرے ایک بند قبا سے

خاموش وہ لیٹی رہی سینہ سی شب وصل
شوخی کو اجازت نہ ملی شرم و حیا سے

بوسے کی اجازت نہین منہ سے کبھی ہین منہ سے
بھوکے لب ریا ہین مگر تر ہین پیا سے

درد دل رنجور کی دارو ہی مئی وصل
اس مرض کو صحت ہی دوا سے نہ دعا سے

لیتے نہین معشوق ہین دل چھین کسیکا
ہان ناز سے غمزے سی کرشمے سے ادا سے

ہر چین ہی گیسو کے ختن تار ہین تاتار
تشبیہ سراسر ہی خطا مشک خطا سے

انسان سے پری آپ بنی حور پری سے
سوچو تو کہ چاہت سی میرے کیا ہوی کیا سی

دہو کہین رہے ہمتو تیرے شرم و حیا کی
ذرد دیدہ لگا ہون لیا دل کو دعا سے

ہیں طاعت فرضی یہ ہوس خلد کی زاہد
یہہ زہد تیرا خالی ہی کب مکر و ریا سے

ایجوہری سب عمر گئی عشق بتان مین
دل کچہہ دنون پیری مین لگا و تو خدا سے

صفائی رخ سے حسرت چھا گئی ہے
کہ کیکا ارسی منہ تک رہی ہے

کیا ہی دل تو جواب دیگد ہی ہے
یہی جان دلبری کیا دل لگی ہے

نہین ملتی کسی سے کوئی صورت
یہ کس نقاش کی صورتگری ہے

خطا کو چھوپیا گیسو نے یہ چین
بہر سودا بہی دیوانگی ہے

تجلی کی نہ لاؤ تاب موسے
غضب معشوق کی بے پردگی ہے

گل عارض کے رنگ نے لو بہت بہول
یہہ کیا رنگ ہے حسن عارضی ہے

مقیچہ منہ لگانے کا یہ دیکھا
مقابل تیرے رخ کے ارسی ہے

نگر بوٹا سا قد دیکھا کسی کا
کہڑا کیون ہم نخود سرو سہی ہے

میرا تو دل گیا کیا تمنے پایا
مجہے تو غم ہے تمکو کیون خوشی ہے

کسی دنیا کسو نے چھوڑا ساتھہ اپنا ساتھہ
تمہارا غم ہے اپنی بیکسی ہے

شب وعدہ لہو انکھو لنسی ٹیکا
سنا جب پانون مین مہدی لگی ہے

نہ زندہ ہین نہ ہین مردہ نمایندہ اخل
عجب عشاق کی بہی زندگی ہے

نہ آیا خون دل انکھون مین تو کیا
بہر اتشیہ ہو پر ساغر تہی ہے

تمہین کیا غم بلا جانے تمہارے
شب فرقت یہان کیونکر گئی ہے

کسیکا دل نہ بہرائے تو جانون
ہمارا دل ہے یہ کیا کچھ ہنسی ہے

نہیں گر نشتر مژگان کی کاوش
جگر مین پہانس غم کی کیون چبہی ہے

چمن مین اپنا جی بہلائین کس سے
شرارت غنچہ و گل مین بہری ہے

دہوان آہون کا یہ دیکھہ بولے
گھٹا چہائی ہے لطف میکشی ہے

نہ جوہر ہی نہ کچھ جوہر شناسی
تخلص نام کو ہان جوہری ہے

الم ہے بے لبسی ہے بے کسی ہے
اسیکا نام یار و عاشقی ہے

غرور ہستے ایک گر بخیہ گری ہے
جنون سے سو جگہ پردہ دری ہے

نہ سرمہ ہے نہ پان ہی نے مسی ہے
غضب دلکش وہ انکی سادگی ہے

درخشان مہر اور مہ روز و شب ہین
یہ اوس کی حسن کی جلوہ گری ہے

لیا دل اور کہتے ہو کہان ہے
یہی کیا راہ و رسم دلبری ہے

پھرا یا نیچی نظرون سے میرا دل
یہی اے چشم کافر مردمی ہے

بھلایا دین و دنیا دخت رز نے
یہ کافر جس کے منہ لگی ہے

کھچا رہتا ہے کیون تیرا تصور
تیری تصویر تو دلمین کھچی ہے

دعائین دیتے ہین سنتے ہین گالی
عوض نیکی کا دینا دنیا مین بدی ہے

خدا پر چہوڑ دے بیمار غم کو
عبث اے چارہ گر چارہ گری ہے

مزہ کیسا نشہ کہتے ہین کسکو
غرض تو میکشی سے بیخودی ہے

میرا سینہ ہے داغوں سے منور
ستارونسی فلک کو برتری ہے

سرو ہے او میان ریب میان ہے
کمر یہ قتل پر کس کے کسی ہے

دوا کچھ کر ہمارے دردِ سر کی
تیرے سر پر دوپٹہ صندلی ہے

تو روز جزا خوف خدا کیون
کوئی شاکی نہ کوئی مدعی ہے

یہان ہم غم سے خون دل ہین پیتے
وہان غیرون سے شغل مے کشی ہے

خدا سے جوہری ہم مانگین کیا کیا
وہ سب کچھ بے طلب دیگا سخی ہے

پھرے پھر وہ اپنے مکان آتے آتے
ہوئے مجھسی کیا بدگمان آتے آتے

بہانہ ہے حیلہ ہے عذر حیا ہے
مچلتے ہین کیا کیا یہان آتے آتے

مصیبت ہی انسان کو عقبیٰ و دنیا
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

در یار تک کس طرح سے مین پہونچون
جو رخصت ہوئی تاب و توان آتے آتے

نگہ پر غضب ہے شکن ہین وہ ابرو
جدا ہاتھ سے ہین تیر و کمان آتے آتے

وطن مین کہان یاد یاران غربت
چھٹا راہ مین کاروان آتے آتے

رہ عشق مین کون منزل یہ آیا
ہوئے پیر طفل و جوان آتے آتے

قدم رہ گئے تیری ہی رہ مین آکر
تھکے ہم عدم سے نہ یہان آتے آتے

نہ بلبل کا نغمہ نہ ہنسنا گلون کا
گئین سب وہ چہلین خزان آتے آتے

نہ کچھ فکر طاعت نہ یاد خدا ہے
گئے بھول سب کچھ یہان آتے آتے

تمنا و ارمان سبھی کیا کیا نہ تھین | گئے بھول سب تازیان آتے آتے
نہین زیست مین ایک دم بھر کا وقفہ | کہین اب کیا داستان آتے آتے

سر رہگذر منتظر جوھری ہے
ادہر ایک نظر مہربان آتے آتے

کیون شرم سے گھونگھٹ مین لگے منہ کو چھپانے
کیا جھک کے کہا کان مین شوخی سے حیانے
چوری کا بھی سکھائی تمھین اب دزد حنانے
دزدیدہ نگاہون سے لگے دلکو چرانے
ہوش و خرد و تاب و توان کچھہ نہین باقی
کچھہ نازنے لوٹا ہے مجھے کچھہ اون کے ادانے
کیا جانئے کیا جان کے رحم آیا ہے دلمین
اب آئے ہین جب جان لگی جسم سے جانے
کل جنکو نہ بستر تھا نہ جا در تھی میسر
پھولون سے لگی آج بچھونے دو بانے
بن بن کے بگڑتے ہین یہ مٹی کے کھلونے
کچھہ قدر بنانے کی نہ کی دست قضانے
کیون چھوڑین در یار نہین کوہکن و قیس

کیون کوہ و بیابان مین پھرین ٹھوکرین کھاتے
سو غنچے شگفتہ ہوئے سو گل ہوئے خندان
کھولی نہ گرہ دل کی نسیم اور صبا نے
مسی ہے کبھی پان کا لاکھا کبھی مہندی سے
سو حیلے شب وعدہ ہین لاکھون ہین بہانے
دل کیا نہ بچے ان شوخ نگاہون کی نظر سے
کیا تاک کے تیرون سے اوڑاتے ہین نشانے
چوری نہین سرزوری ہے اندھیر ہے یارو
اون زلفون نے لی جان تو دل دزد حنا نے
کچھ کھو لیکے خضر و مسیحا مرض عشق
تاثیر نہ کی اون کی دعا نے نہ دوا نے

مینخانے مین بتخانے مین یا کوے صنم مین
مرجائین تو اسے جوہری مٹی ہو ٹھکانے

دل جو بستی سے اپنا شاکی ہے
دل تو کیا جان تک فدا کی ہے
اوٹھنے والون نے کچھ حیا کی ہے
مجھکو مہر بتان عطا کی ہے

راہ جنگل کی ہمنے تا کی ہے
تمنے ایک شرط بھی ادا کی ہے
کہتے ہو کو تھے قبا کی ہے
یہ بھی ایک رحمت اوس خدا کی ہے

کیون دیا عشق ہمکو روز ازل
اسکی کب ہمنے التجا کی ہے

نہ تڑپنے سے خوش ہوا قاتل
سب یہ تقصیر و سب پاکی ہے

زخم پر زخم دلیہ کہاتے ہین
کتنی میٹھی جھوری اوا کی ہے

پس گئے سیکڑون دل دانا
چرخ مین گردش آسیا کی ہے

پھونک دی آگ خانہ تن مین
یہہ شرارت فقط حنا کی ہے

جس پہ تونے کرم کیا اے عشق
وہ جفاؤ ستم کا شاکی ہے

جیسے دار عتاب ہے جسم کا گھر
روح کا گھر یہ جسم خاکی ہے

تکو مرغوب و خوشنما رنگت
خون دل کی ہے یا حنا کی ہے

عرش کیا چرخ تک نہ وہ پہونچے
کو تھی آہ نارسا کی ہے

دل ملوث تو اس وضو سے شیخ
نہ طہارت ہے کچھہ نہ پاکی ہے

ہم ہی تو راہ پر نہین چلتے
کیا خطا اسمین رہنما کی ہے

دے خدا صبر اور تحمل غم
دولت عشق گر عطا کی ہے

کارگر ہائے اب کوئی تدبیر
نہ دعا کی ہے نے دوا کی ہے

دل میر اگر اہے محو عشق بتان
اسمین کچھہ مصلحت خدا کی ہے

جوہری وحشیون سے ہے مانوس
اوسمین اب وحشت انتہا کی ہے

گر نہین بوی وفا کچھہ تو ہے جاہت باقی
ان گلو نہین ہر ا ہی رنگ محبت باقی

دوستو ہمین نہین اب نام کو الفت باقی
الغرض ہے یہ تو غرض کی ہے محبت باقی

دل و دین ہوش و خرد کھو چکے فرقت بالی
جان جانے کی رہی ایک مصیبت باقی

ابروؤن کا ہی اشارہ ہی مزہ ہی ہلکر ہم
قتل مین میرے ہے اب کونسی حجت باقی

دے وہ وحشت میرے دلکو کہ سب اسمین جانا
نہ رہین سر مین رنج و غم و محنت باقی

دل و دین و ہوش و خرد و تاب و توان سے تو چکی
پوچھتے ہین کہ ہے کچھہ اور بہی ہمت باقی

خوابمین آنکو بوسے لب شیرین کے لئے
ہے دہن مین میرے اب تک وہ حلاوت باقی

بوستان مین ہوے تعلیم صبا کچھہ نہ مفید
ہر گل و غنچہ مین ہے رنگ شرارت باقی

ترک مے کچھہ چکی نفرین بہی میرا و سیہ ستی
شیخ سے کہنی خوب ہوا ور ہدایت باقی

نہ وہ قارون ہے نہ دارا ہے نہ اسکندر رہے
نہ وہ دولت ہے نہ عظمت ہے نہ نصرت باقی

کہتے آتے ہین تو آجائین نہین کچھہ تو ان
اب قضا سے نہین ایک لمحہ کی مہلت باقی

پیار پر پیار کئے بوسے یہ بوسے بہی لئے
کہتے ہین اب تو نہین کوئی ہے حسرت باقی

قتل کرنے کے میرے مٹی تو نہ برباد کرو
اب عبث دلمین ہے ایجان کدورت باقی

ایک صورت سی تو عشرت ہی سمجھتا ہون اسے
نہین عشرت ہے تو مشکل ہے عشرت باقی

یاد جانان کے ہوئے نذر دل و دین و خرد
لخت دل ہیر غم ہجر انکی ہے دعوت باقی

قتل کرنیکے لئے دل ملتے ہین اور کبھی ہین
اب بہی کچھہ اسمین تشنہ نیز کی ہے طاقت باقی

سیکڑون حسرت و ارمان و تمنائین ہین
اور یہان زیست کی دم بہر نہین مدت باقی

جب سے ہم کوچہ دلدار کی عظمت سمجھے
نہ رہی دیر و حرم کی کوئی حرمت باقی

نہ تو وہ حسن رہا تیرا نہ میرا وہ عشق ۔ رہ گئی تیرے فقط ملنے کی حسرت باقی

بیکسی بیخودی و عاشقی دبے دینے
جوہری تمسے نہین کوئی نصیحت باقی

شمع پروانون کو جلاتی ہے ۔ اوسپہ ہستی ہو کھلکھلاتی ہے
حسن یہ آپکا صفاتی ہے ۔ جوہر عشق اپنا ذاتی ہے
واعضا لیے محل ہے اب تو یہ ۔ وہ گھٹا دیکھہ اوڈسی آتی ہے
اوس کے قدمو نسے اب لگی ہی حنا ۔ رنگ اپنا یہ کچھہ جاتی ہے
رنگ بو پر نہ اپنے پھول ای گل ۔ قائمی وہ نہ یہ ثباتی ہے
اے پری تیرے ہجر مین شب غم ۔ جنکے دیوسیہ ڈراتی ہے
ہجر مین خود مرینگے ہم بے موت ۔ موت ناحق کو جان کھاتی ہے
بند کیون ہے زبان تیری سوسن ۔ حال دل کیون نہین سناتی ہے
بے ادب اے صبا یہ گستاخی ۔ اوسکے کوچہ مین خاک اوڑاتی ہے
رونا آتا ہے خندہ گل پر ۔ یہ ہنسی اوسکی کسکو بھاتی ہے
زخم کہاتے ہین اف نہین کرتے ۔ یہ کلیجہ یہ میری چھاتی ہے
مانگ زلفون مین ہے رہ ظلمات ۔ آبحیوان کو راست جاتی ہے
زور لائی ہے رنگ برگ حنا ۔ دیکھیئے کسکا خون بہاتی ہے
شمع دکھلاکے اپنا سوز و گداز ۔ روتی ہے اور ہمین رلاتی ہے

زیست اور مرگ کا ٹھکانا کیا
چشم کافر مین ہے غضب جادو
حالت نزع اوسکی آمد مین

ایک آتے ہی ایک جاتی ہے
ایک نظر مین وہ دل لبھاتی ہے
اپنے تقدیر آزمائی ہے

جوہری یار کو ہے شوق حنا
کچھہ نہ کچھہ رنگ اب یہ لائی ہے

زاغ کلہ پایا تھا کیا وہ ماہ کامل اور ہے
آج پھر کیون روے انور کے مقابل اور ہے
درد اہل دل ہے اور او ر دردبیدل اور ہے
مجھکو تو اس درد مین کچھہ لطف حاصل اور ہے
تیغ بران اور ہے ابروے قاتل اور ہے
اوس کا گھائل اور ہے اور اسکا بسمل اور ہے
عشق سے میرے عناصر اور ہین دل اور ہے
باد و آتش اور ہے اور آب اور گل اور ہے
یہ بضاعت ہو سکندر کی نہ صنعت جم کی ہے
جام و آئینہ کوئی شے اور ہے دل اور ہے
مین نہین کہتا کہ یکتا ے کا دعوی ہے غلط
آئینہ مین دیکھئے کوئی مقابل اور ہے

یا الٰہی خنجر سینہ مین جگر اور دل کے ہو
رنگ خون بیرنگ آج انسکو بسمل اور ہے

گلشن عالم مین دیکھو سرکشی کا ہے یہ پھل
بے ثمر ہے سرو اور سیر پائے درگل اور ہے

مسجدین سنسان بتخانون مین جلوے ہین عیان
یہ حقیقت ہے کہ حق ہے اور باطل اور ہے

حال کی حالت سے حال اپنا جدا ہے شیخ جی
رقص مستان اور ہے اور رقص بسمل اور ہے

عمر کی اتنی مسافت مرکے مشکل سے کٹی
راہ عقبیٰ کی الٰہی وہ سخت منزل اور ہے

کھلکے تیر ادا اور جھپکر چلی تیغ اجل
تجہ مین یہ جو ہر تو صاف اے تیغ قاتل اور ہے

شیخ صاحب آپکا یہہ وعظ اور رندونکی بزم
کچھ سمجھکر سوچکر کہئے یہہ محفل اور ہے

ہین ضعیفی مین جوانی کے کہان وہ حوصلے
اب جگر ہی اور ہے جی اور ہے دل اور ہے

روبرو عارض کے ماہ چرخ کو کیا ہے فروغ

ماہ ناقص اور ہے اور ماہ کامل اور ہے

بحر مواج فنا ہے درحقیقت بحر عشق

اسکا گرداب اور موجین اور ساحل اور ہے

قید زندان تہا ہے دل عشق دہان تنگ ہے

یادگیسو مین وہ پابند سلاسل اور ہے

دین و دل تاب و توان سب کہو کے فرصت پاچکے

جان جا نیکی فقط ایک سخت مشکل اور ہے

بیخودی یہان ہان خودی یہان سے حلال اور یہان حرام

بزم رندان اور ہے زاہد کی محفل اور ہے

ہے ہوا کچھہ اور ہے باغ جہان کو کیا ہوا

رنگ گل کچھہ اور ہے صورت عنادل اور ہے

سیکڑون بندے خدا کے ہوچکے ہین فیضیاب

جوہری بہی در پہ ایک رحمت کے قابل اور ہے

آج شاید عزم اوسکا سوے مقتل اور ہے

ہے کبہی تیغ نگہہ ابرو پہ بہی بل اور ہے

پیچ پڑیان کیا یادگیسوے مطول اور ہے

سلسلہ میری اسیری کا مسلسل اور ہے

قتل سے عشاق کے کچھ رنگ مقتل اور ہے
رقص بسمل سے زمین لرزان ہے ہلچل اور ہے
تجھمین یوسف مین تفاوت دیکھ لین انجام مین
نقش اخر اور ہے اور نقش اول اور ہے
ایک ہم دیر و حرم سمجھے ہین زاہد سمجھ دو
چشم بینا اور ہے اور چشم احول اور ہے
حال مجمل کہہ نہ پائے تہے قیامت آ گئی
عرض کرنا تو ابہی حال مفصل اور ہے
کھل گئے جوہر سب اوسکے بن گیا ہے آئینہ
خون سے میرے تیرے خنجر پہ صیقل اور ہے
وہ حمائل کا تصور تو گلے کا ہار تھا
طوق گردن ہائے اوسکی یاد ہیکل اور ہے
قہر ہے وہ پان کا لاکھا مسی لب کی غضب
دشمن جان اوسپہ وہ آنکھونکا کاجل اور ہے
کل کلائی کے تصور سے نہ کل آئی مجھے
آج کل سے بہی دل ناشاد بے کل اور ہے
حل ہوا کس موشگافی سے ہے مضمون کمر

ایک سمائیے دہان تنگ لا حل اور ہے

دیدہ و دل جام و مینا خون دل رنگین شراب

اپنے مے ہے اور ساغر اور بوتل اور ہے

وصل کی شب تنگ کر رکھا ہے محرم نے مجھے

اوسپہ یہ قہر و غضب چادر کا انچل اور ہے

بے بضاعت ہین میرے سبزے کا فرش مخملی

سایہ دیوار سے ایک در پہ کمل اور ہے

تھا تھہ فقرا کا ہے اور اور شوکت منعم ہے اور

خواب سبزہ اور ہے اور خواب مخمل اور ہے

دل مین جلوہ صاف ہے باہر نظر آتا نہین

جس قدر دو پا سر ہے نظر دنیا وہ جہل اور ہے

کب کمر تک ہاتھ پہونچا دسترس یہ کب ہوا

دل تو ہا تھا پائی سے بیزار ہے شل اور ہے

جو ہری ہے بحث اوس سے جو کہ ہو با علم و دین
شیخ متعصب تو بے ایمان ہے اجہل اور ہے

آج تخت صحن گلشن پہ تجمل اور ہے
کیا گرفتار بلائے تازہ بلبل اور ہے

تمکنت غنچون مین ہے اور سوگت گل اور ہے
آج مرغان چمن مین شور او غل اور ہے

گریہ غم اور ہے مینا کا قلقل اور ہے
چشم پر اشک اور ہے اور ساغر مل اور ہے

عاشقوں میں افتخار قدر بلبل اور ہے
خوش نوا ہے قدر دان خوبی گل اور ہے

کم نہ تھا لاشہ پہ میرے قبر کی مٹی کا بوجھ
اور سینہ یاروں نے چڑھائی چادر گل اور ہے

ایک مضمون شعر میں ہے گو جدا ہیں لفظ لفظ
ہے جزو گل ایک یہ جز اور ہے گل اور ہے

اسکو میرے حال سے اب کچھ تغافل اور ہے
حال کیسا نام سنکے بھی اب تجاہل اور ہے

ہے خطا یار سیہ کو سمجھوں گر اسی کا سانپ
زلف شکیں اور ہے گیسوے سنبل اور ہے

یہ جگر یہ دل عدو کا جو سہی جور و ستم
صبر میرا اور ہے میرا تحمل اور ہے

کشتنی کلہ اس خطا پر کہہ چکے تھے وہ مجھے
لے لیا پھر آج بوسہ بے تامل اور ہے

نزع کی سختی تشنجی کا تماشا ہو چکا
قتل ہوں یا پھر خدا کیوں اب تساہل اور ہے

ایک نگاہ واپسیں ہے دیکھ لوں جلاد او ٹھہرے
قتل سے کیا عذر پر اتنا تامل اور ہے

دام عشق خط مشکیں سے رہائی ہو محال
اور سینہ یہ بند گران سودائے کاکل اور ہے

حسن ماہ نو کو روزافزوں ترقی کیوں نہ ہو
اوسکے ابرو سے سیاہت کا توسل اور ہے

کون اوٹھا یارب رنج و غم و درد و الم
عشق کی دریا میں کشتی اور ہے پل اور ہے

میرے نالوں نے کیا منہ بند تیرا کب نہیں
کیا خوش الحانی کا دعوی تجھکو بلبل اور ہے

لیجئے چل پھر کے یارو جوہری کی کچھ خبر
آج کوچہ میں کسیکے شور اور غل اور ہے

خمسہ جات اردو

خمسہ غزل امیر مینائی لکھنوی

گھڑیال بھی نہ ہجر کی شب رات بھر بجا
لے کوس صبح و طبل سحر اوس سحر بجا
تغیر وقت کیونکہ کہون مین مگر بجا
یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

سن لے کو بھی ترستے تھے فرقت مین نام وصل
سمجھے تھے ہوگی صبح قیامت کو شام وصل
ناکامیون سے کسکو تھی امید کام وصل
ہین ہم تو شاد ہان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

پھیلائے پانؤن سوتے تھے کچھ تھین نہ حسرتین
اور فرط بیخودی سے نہ لیتے تھے کروٹین
کچھ دین کی خبر تھی نہ دنیا کی کچھ ہمین
آواز صور سنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

بے مہری کا نہ تیرے تھا کب گمان مجھے
تھی جان بھی عزیز نہ ای جان جان مجھے
تجھکو نہین ہے یاد تو بھولی ہے ہان مجھے
تجھکو نہین ہے انس محبت کہان مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بے خبر بجا

جب عرش بام قصر کو مین نے کیا رقم
کہتا ہے جبرئیل کہ ہے عرش اوس سے کم
دربان در کی کیون نہ ملائک ملین قدم
کہتے ہین آسمان جو تمہارے مکان کو ہم

کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

یہان تک ہے سیر فراق کے رنج و الم سہی — خوگر ہوئی ملالونکی مشق محن سے
ہنستے کسیکو دیکھا تو رقت سے رو دیئے — نفرت یہ ہے خوشی سے کہ اشک آنے اگر ہنسے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

وقت سحر یہ خواب نہین خوب ہے سنو — پیری مین بہول جاؤ جوانی کی نیند کو
ہے آفتاب عمر لب بام ہمدمو — جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

ہستی مین زر ملاتے ہو کیون تم برائے قصر — ایک روز مل بسوگے یہی ہے کہانی قصر
بیفائدہ ہے تمکو یہ فکر بنائے قصر — تعمیر مقبری کی ہے لازم بجائے قصر
زرداروں سے کہو کہ کرین صرف زر بجا

طفل و جوان و پیر ہو یا شہ ہو یا فقیر — ہے جوہری ہر ایک کو یہ مرگ ناگزیر
ٹھہرے بھی کوئی دم کو کہ آیا پیام اخیر — جائے قیام منزل ہستی نہین امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

خمسہ بر غزل نسیم

داد عہد شباب دیدے — وہ آتشین آب تاب دیدے
دخت زر بیحجاب دیدے — ساقی قدح شراب دیدے
مہتاب مین آفتاب دیدے

قیمت نہین کچھ کہ کرکے طے لے — جو کچھ مجھ ناتوان مین ہے لے
دین لیچکا دل کا دکھ بھی دے لے — ساقی باقی جو کچھ ہے لے لے
باقی ساقی شراب دیدے

ہر دلکو نہین ملال کچھ اور — خواہش نہین جز وصال کچھ اور
کرتے نہین عرض حال کچھ اور — اُس بت سے نہین سوال کچھ اور
اپنے منہ سے جواب دیدے

شیرین پہ جو اوس نے جی گنوایا — فرہاد سے کوہکن کہایا
کیا چاہ کے تجھکو مین نے پایا — لیلی مین نے تجھے بنایا
مجنون مجھکو خطاب دیدے

کچھ جوہری دے مگر نہین مانگ — جی جاے تو جاے پر نہین مانگ
زر کیا لعل و گہر نہین مانگ — اوس گل سے نسیم زر نہین مانگ
جو چاہے وہ بے حساب دیدے

خمسہ بر غزل نسیم

بجلی کی چمک خو رخ مین وہان ہے — دل برق کے طرح یہان تپان ہے
تو حسن مین یوسف زمان ہے — عالم کا ترے جہان یہان ہے
بیتابئے دل جہان جہان ہے

زندان دل تنگ سے تو ڈریو
اے طوق نہ تو گلو پکڑیو
اے ہتکڑی ہاتھوں سے نہ اڑیو
زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو

دیوانہ کا پانون درمیان ہے

اے ماہ جو تو سے مہر پارا
ہے گردش چرخ سے سہارا
کر مہر سے استطرف نظارا
ذرے کا بھی چمکیگا ستارا

قائم جو زمین و آسمان ہے

بل کھاؤ کمر کی نے لچک پر
روشن ہے یہ انس جن ملک پر
اتراؤ نہ حسن کی چمک پر
جو داغ کہ مہر سے فلک پر

دلمین مرے ابتلک نہان ہے

اشکون کے گہر بہائے رو رو
کیون جوہری سے بھی کچھ کہو تو
کھوتے ہو رخ کی آب دہو دہو
کس سوچ مین ہو نسیم بو بو

انکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

مخمسہ بر غزل داغ

دم بازیون مین صبر و دل جان تو گیا
کذب و دروغ آپ کا پہچان تو گیا
جھوٹے قرار آپکے مین جان تو گیا
خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا

جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا

سب لیچکے شکیب و توان جان صبر و دین
جان بازنکا رہے نہین ابتک انہین یقین

کہنے کی بات ہے نہ سنا ہوگا یہ کہین　　دل لیکے سخت کہتے ہین کچھہ کام کا نہین
اولٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا

کیا کیا بھری تھین لین تمنا و حسرتین　　اب کچھہ نہ وہ گلے نہ ہوس نے شکایتین
برباد کر رہی ہین مجھے اسکی حرکتین　　ڈرتا ہون دیکھہ کر دل بے آرزو کو مین
سنسان گھر یہ کیون نہ ہو مہمان تو گیا

اک دم نہ چین آتا تھا لیل و نہار مین　　کیا بیقراریان تہین دل بیقرار مین
اب کیا رہا ہے جسم کی مشت غبار مین　　کیا آئی راحت آئی جو کنج مزار مین
وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا

ایمان کی طمع ہو تو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ　　جسمین فتور دین ہو وا شیخ کچھہ نہ پوچھہ
ہنستے بتون کے حال کو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ　　دیکھا ہی بتکدے مین جو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا

ہر ایک جگہہ جنون کی ہے شہر مین کہین　　رسوائیون سے سر کو نہ چھوڑی کوئی زمین
وہ ماخبر ہین جنکو کسیکی خبر نہین　　افشای راز عشق سے گو ذلتین ہوئین
لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا

آیا نہ رحم اوسکو ذرا پر ہزار شکر　　میرا پیام گو نہ سنا پر ہزار شکر
خط کو وہ ہے اوس نے پڑھا پر ہزار شکر　　گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر
مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

سوز غم و الم سے بنا آب و گِل مرا
ہر ایک عضو اس نے کیا مضمحل مرا
لرزان برنگ شمع جگر متصل مرا
بزم عدو مین صورت پروانہ دل مرا
گو رشک سے جلا سر ترے قربان تو گیا

ای جوہری فراق کے غم خوب کہا چکے
اور وصل کے ہر ایک مزے بہی اوڑا چکے
عزم سفر ہے دلکو یہان سے اوٹھا چکے
ہوش و حواس و تاب و توان داغ جا چکے
اب ہم بہی جانیوالے ہین سامان تو گیا

خمسہ بر غزل سرور

جگر کو چین تو ایکدم برائے نام نہین
طبیعت ایک جگہہ سینہ مین قیام نہین
بدن مین درد سے خالی کوئی مقام نہین
مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہین
اگرچہ صبح کو یہہ بچگیا تو شام نہین

قضا سے کم نہین ہم فرقت صنم سمجھے
اب اپنی زیست تو گنتی کو کوئی دم سمجھے
دوا کرو نہ کرو دم مین ہین عدم سمجھے
رکھو و یا نرکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے
ہمارے زخم جدائی کو التیام نہین

رہا ازل سے فلک دوستو عدو میرا
کبہی نہ طالع وارون مرا ہوا سیدھا
ہوئی ہی گردش شمس و قمر ہی برگشتہ
کیا جو وعدہ شب اسنے دن پہاڑ ہوا
یہ دیکھو مری شامت کہ ہوتی شام نہین

رکھو خیال عزیزو مری وصیت کا
نہ کیجیو مرے قاتل سے خونکا دعوے

لگانا ہاتھ نہ تیرے جنازے کو اصلا — وہی اوٹھائے مجھے جسنے مجھکو قتل کیا

کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین

خزان کے جور سے کیون جو ہری نہ ہوتے — لگانا دل کا بہار چمن پہ کیا تھا ضرور

خیال گل مین کیا دلکو خار سے رنجور — اوٹھایا داغ گل افسوس تمنے دل پہ بسرور

مین کہتا تھا تمسے گلشن کو کچھ قیام نہین

خمسہ بر غزل جرات

کبھی پہاڑ کبھی دشت مین گذارے دن — کبھی تو روتے کٹے بحر کے کنارے دن

کبھی نصیب مین کیا چرخ نے اوتارے دن — یہ شکل پھرتے گردش ہی ہمکو سارے دن

جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن

ترے فراق کے ناوک نے ہے جسے مارا — تڑپ رہا ہے وہ بسمل صفت جگر پارا

کرے دوا یہ مسیحا کو بھی نہین یارا — نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارا

اب اپنی زیست کے بھرلے ہین یہ کٹھار دن

رہیگا یون ہی مرا بخت کب تلک واژون — پھری رہیگی کہان تک یہ گردش گردون

کبھی یہ شاد بھی ہوگا مرا دل محزون — کب اوس سے ہوگی ملاقات مین یہ سوچون

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن

بغل مین پھر سے رہتا تھا جیسے وہ پیارا — مرے نصیب کا تھا برج کو شمس سے تارا

وصال یار کا کیا لطف ہو بیان یارا — رہے تھا مجھسے ہم آغوش جبکہ وہ پیارا

عجب مزے کی تھیں راتیں عجب تھے پیارے دن

ہی عاشقوں کا تو دشمن یہ چرخ نافرجام
نہ دور دہر سے امید ہے کہ دے آرام
نہ اوسکو رحم نہ اپنا نصیب ہے باکام
بوصل کیونکہ بدل ہوں ہجر کے آرام
مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوے سنوارے دن

وہ رنگ و روپ کہاں ہے یہ کیا ہوئی حالت
تمہیں تو دیکھ کے ہے جوہری کو اک حیرت
منگا کے آئینہ دیکھو تو اپنی کچھ صورت
لگایا روگ جوانی مین کیون میاں حسرت
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن

خمسہ بر غزل سرور

ہر ایک شب شمع ساں سوزاں نہ ایکدم گرم افغاں ہوں
یہ ضبط سوز غم دیکھو اس جلنے پہ خنداں ہوں
فروغ داغہاے دل سے شمع شبستان جاں ہوں
بسوز شمع رویاں اسطرح کا سینہ سوزاں ہوں
کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغاں ہوں

ہر ایکدم کو دم آخر گماں کر کر کے گریاں ہوں
اسیدم کے بھروسے پر کبھو نہیں کہا کہ کچھ یہاں ہوں
جو جاں ہو نزع کی حالت اگر تن ہوں تو بیجاں ہوں
نسیم صبح ہوں یا بوی گل یا شمع سوزاں ہوں
میں ہوں جس رنگ میں پیارے غرض دم بھر کا مہماں ہوں

رہی ہیں عمر بھر آنکھیں نہیں جھونکی جواب غفلت کی
ادا کچھ حق ہوئے مجھسے نکوا طاعت کے نہ طاعت کی
ثمر نشو و نما سے کیا لگا پھل ہاتھ قدرت کے
نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس حسرت کے
میں نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقاں ہوں

غبار خاک سے تھی زیب تن کے اوسکے کوچہ مین
نہ تھی نسبت حاجت پیرہن کی اوسکے کوچہ مین
رہی حالت مری دیوانہ پن کے اوسکے کوچہ مین
عبث تدبیر ہے گور و کفن کی اوسکے کوچہ مین
مین ننگ دو جہان ننگی سے رکھنے کا شایان ہون

بتون کے ظلم کم سمجھے نہ رحمت سے کبھی مین نے
اطاعت اونکی کم جانی نہ طاعت سے کبھی مین نے
نہ سر کا یا قدم کو راہ الفت سے کبھی مین نے
نہ مرتے مرتے منہ پھیرا محبت سے کبھی مین نے
جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون

لٹاؤ چاندنی کے پھول یارو میری تربت پر
ہوا ہون ان حسینونکی تو مین چاند ایسی صورت پر
فلک کو بھی نظر ہے کچھ مری ارمان و حسرت پر
تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون

کہون کیا ہے یہ اندیشہ دل غمگین مضطر مین
لکھا ہے نام تو میرا گنہگارون کے دفتر مین
پڑا ہونگا جو میرے یہ شعر دیوان داور مین
سرور غم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین
ترا ناؤ ہی خداوندا عرق بحر عصیان مین

ایضاً

نہ رسکے اشک سحر تک جو سحر سے نکلے
ابر باران یہ نہین کچھ ہے کہ برسے نکلے
لب دندان وہ دیکھا کر میرے بر سے نکلے
لخت دل اشک نئے دیدۂ تر سے نکلے
تو امان دیدہ یاقوت و گہر سے نکلے

اوسکے بینی کو ہوئی خال سے خوبی بیحد
ایک نکتا حسن اوسی سے کرکے دکھایا دہ صد

یاد آتا ہے ہر ایک عضو یہ صناع صمد
نہ ذقن ہے نہ وہ لب ہیں نہ وہ پستان و قد
سیب و عناب و انار ایک شجر سے نکلے

کل شب وصل بھی کس لطف و طرب سے گذری
کیا کہوں اوس چمن حسن کے حسن و خوبی
صنعت صانع حق جو نہ سنی تھی دیکھی
وسکی پستان نہ نظر آتے کل داؤدی
سرو سے نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

زیست بھر روتی رہی یاس کو ادھر مانگو
وصل کیا دیکھنے پائی نہ رخ تاباں کو
بعد مرنے کے بھی صد حیف رہی جانانکو
یہیں سوایہا نہ ہوا حکم دہان دربان کو
آج تابوت کیشکانہ ادہر سے نکلے

ہمہ تن چشم بنے بیٹھے ہیں مہ و اختر پئے دید
شام سے دیکھتے کی تیرے رہ تکتے ہیں امید
صبح کا پھیلنے پر نور ہے اب قرب و بعید
تو بھی آ کوٹھے پہ ہے نعمت طلوع خورشید
ایک خورشید ادہر ایک اودہر سے نکلے

خمسہ بر غزل مومن

دام خط و گیسو نے کیا شام و سحر بند
چھوٹے تو قفس میں ہوئے صیاد کے پر بند
تا زیست نہ زار سے چھوٹا یہ جگر بند
ہم دام محبت سے ادہر چھوٹے ادہر بند
پرواز بھی کی آہ تو جیوں طائر پر بند

اے بت ترا شکوہ ہے قیامت میں جفا کا
مارا یا نہ ایکدن ستم و جور و جفا سے
کچھ شرم سے مارا کبھی انداز ادا سے
دیکھا نہ کسیکی طرف ایسی حیا سے

جادو کو کیا نرگس جادو نے نظر بند

رکھتا ہون نہان دلمین شرر گل کی ہوس کو — پیدا ونکر کام مین لاے کچھہ تو ترس کو
ساتھہ ایک کے لللہ نکر سوختہ دس کو — یہ مشت پر سوختہ ہونگین گے قفس کو

تو ساتھہ کسی کے مجھے صیاد نہ کر بند

حاصل کوئی دم لطف ملاقات تو کر لون — رنج و غم ہجر انکا مکافات تو کر لون
مہمان ہین کچھہ اونکی مدارات تو کر لون — وہ آخر شب آئی ہین کچھہ بات تو کر لون

کر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند

ہم ہین کہ اطاعت کو تری سمجھی ہین طاعت — جانا کہی ابرو تری محراب عبادت
اغیار کو کیا لطف وفا قدر محبت — کیا ٹھہری دل بوالہوسان مین تری الفت

شیشہ مین پری کرتی ہین ارباب ہنر بند

مجبور رہون خود روک کے رسوا نہو ناصح — کیا ضعف سے حالت ہی بزلون دیکھہ تو ناصح
اوٹھہ سکتی نہین اوٹھتی ہین جب جانیکو ناصح — جا سکتی نہین جاے ہین اوسکو بین جو ناصح

جھٹ جاینگے قصہ سے کیا تونے اگر بند

جب سے ہوئی اس یوسف ثانی کی تمنا — بیخواب ہون پر عشق سے کبھی آنکھہ ہین وا
کیون میری طرح تو بھی عجب نیند سے سویا — شاید کہین تو نے بھی اوسے خواب مین دیکھا

آنکھین شب اے بخت مین کیون آٹھہ پہر بند

ہے سچ یہ جی وصل مین ہے اوسکی حیا سے — ناکام ہون یہ بہین مجھے ناکامی کے شکوے

اے سوز درون کھلکے مری تو ہی خبر لے — اے سوزش سینہ مجھے وہ سینہ دکھا دے

کھولی تری گرمی نے وہ گھبرا کے کمر بند

بتخانہ مین ہستی تھی صنم سے ہوئی نیاری — پایا نہ اونہین میکدے مین جا کے کوئی

تھی جو پری وہ ہمدم و ہمدرد تمہارے — کیا حضرت مومن کہین کعبہ کو سدھارے

سنسان ہے گھر کس لئے کیون آج ہی در بند

مخمسہ

گر چشم حقیقت سے کھلی اہل بصر کی — آنکھون ہی مین صورت پہ حقیقت کے نظر کی

شیشہ مین صفائی ہے ادہر اور ادہر کی — تصویر بشر سے ہین ہے خلاق بشر کی

آئینہ کے اندر ہے شبیہہ آئینہ گر کی

یہ کس نے مرے حال درون سے ہی خبر کی — عالم مین پڑی دہوم مرے درد جگر کی

گردون کو خبر اپنی نہ پائی ہی نہ سر کی — اللہ ری شوخی طپش دل کے اثر کی

بیچین ہوا ہے ہے میرے راہ گذر کی

زخمون کے لئے گل ہوئی شکل سپر کی — باقی نہین جا داغون سے اب داغ دگر کی

دیکھو تو ادہر تمکو قسم میرے ہی سر کی — یہ چٹکیان اوبہری ہوئی ہین کس کے نظر کی

جب تمکو دیا کیا ہے حالت تھی جگر کی

گر عیسیٰ دوران کے ہے حکما مین کرامت — ہم عشق کے بیمارونکو کب ہوتی ہی صحت

مگر کوئی دوا مین نہین تاثیر کی حدت — اللہ رکھے حسن کی گرمی کو سلامت

سینکینگے اسے آگ سے ہم چوٹ جگر کی

نالونسے میرے دہوم ہے ہر برزن دہر کو اور اشکون کے طوفان سے ہی خلق لب جو
آہون کے علم فوج فغان ساتہہ ہی یکسو جہری یہ عرق لب پہ فغان آنکہہ مین آنسو

کس دہوم سے آمد ہے میرے درد جگر کی

کاجل کی سیاہی ہی جو یہہ آنکہون کی دنبال شوخی سے نگہہ کے وہ شرارہ کی ہی تمثال
دنبالہ ہین شعلہ آتش سے بہر حال رومال سے پونچھوگے تو جلجائیگا رومال

یہ پہیلے ہوئے کاجل مین شرارت ہی نظر کی

بتخانہ کی منزل مین ملے سیکڑون صدمے کعبہ کے طرف چلکی ہوئے وہم کے کھٹکے
ان اہلونسے یہو نجا نہ ٹہکانے کوئی چلکے ہر گام پہ مین دور ہوا دیر و حرم سے

یہ راہ کدر کی ہے ادہر کی نہ ادہر کی

ہاتہون مین میسر یہان ملی تمہنے حنا شوخ اور پان سے ہونٹہونکو بہی کسدرجہ کیا سرخ
شوخی مین کوئی شوخ ہین تمسے سوا شوخ تم شوخ گلا شوخ صدا شوخ ادا شوخ

اور سب سے جو چنچل ہے تو شوخی ہی نظر کی

سحر ہے کبہی ہی کبہی وہ حرکت حسن مین ہے موم کبہی سختی فولاد ہے جس مین
یہہ شعبدہ باری تو کہو دیکہتی ہی کس مین خالی ہے جو ہی بند کہلے تو ہے سب اس مین

یہ دل ہے کہ تونتی ہے کسی شعبدہ گر کی

جان نذر بازی جو کی مین نے وہ ہی خلق مین الم دل اور جگر کا بہی رہا حال زبون تر

ایک ایک کی کروڑ قدر اگر آئے ہو چلکر ۔۔۔ ہٹ ہٹ کے پہ ہو فاتحہ پھر سر کی لحد پر

یہ قبر میرے یہ میرے دل کی یہ جگر کی

پالون مین لگی اونکے بہی ٹھوکر مرے سر سے ۔۔۔ مین سر سے گرا اونکو بہی لغزش ہے خطر سے

شکوہ مجھے اوسکی نہ اونکو ہے ابد سے ۔۔۔ مضطر ہو میرے اوسی مین اونکی نظر سے

ایک چوٹ ادہر کی ہے تو ایک چوٹ ادہر کی

وعدہ جو کیا آج کا سو برس گذارے ۔۔۔ اور رکھہ کو تو فردا کیا مت مین وہ سمجھے

ایفا نہ کیا وعدہ گئے وعدے پہ وعدے ۔۔۔ اس عہد کے اس قول کے ہم عد کی صدقے

اور حشر مین بہی تمہنی یہی بات اگر کی

آنکھون کو تو ہے دید کے پھر لحظہ تمنا ۔۔۔ کانون کو یہہ خواہش کہ سنین یار کا چرچا

کیا کہئے کہ ہے ہجر سے کیا حال ہمارا ۔۔۔ رکھو ہے سبق ہای صنم ہای صنم کا

لب پر ہے صدا ہائے جگر ہائے جگر کی

آنکھون مین تصور مین کمر کے نو سمائی ۔۔۔ اور اوسکے پلک دیکھی کیا کیا نہ دیکھائے

مانند فلک سطح زمین گردشین کہائے ۔۔۔ ساکن کو جو دیکھون متحرک نظر آئے

بہر لی ہے نگاہون مین لچک تیری کمر کی

کرتے رہے حورونکی صفت شیخ جی اپنا ۔۔۔ عاشق کو رہا حسن بتان ہی کے سرکار

مٹ جائے گئے آنکھو پہری آخر کو نہ تکرار ۔۔۔ مائل ہے دم نزع اودہر حور ادہر یار

اب تو ہے دونو کو ترازو مین نظر کی

۱۰

دیگر خمسہ بر غزل داغ

تو رخ مین گرچہ ہین شرہ گریہ اونسے آپ — شوخیان سیکھی مگر یہ سب دل مضطر سے آپ
بڑہ گئے جور و ستم مین چرخ غدار سے آپ — کم نہین سامان مین ہنگامہ محشر سے آپ
دیکھئے دلکو دعائین لگی اس گہر سے آپ

گرچہ جور و ظلم مین ہین آپ بیمثل و عدیل — کیون شکایت کرکے مین اور آپ ہونگے دونون ذلیل
مین کہان کیا جیکا رہونگا حشر مین بے قال و قیل — جو ف مجھسے عبث مین نے کیا اپنا وکیل
فیصلہ یہ ابہی کرلین داور محشر سے آپ

کون ہے جو عشق سے رکھتا نہین ہے ملک — عاشق و معشوق دونون ہین یکسان اونکی تاک
شیون بلبل یدہر ہوا ن جامہ گل ہو اک چاک — ابتدا سے انتہا تک عشق مین ہین خوفناک
امتحان سے غیر سامان غم سے ہم محشر سے آپ

تہا یقین ہے نام سے بہرے کے نفرت اجتناب — بہیکر اتو نکو جو بیتی تہی رہا پردہ حجاب
اب کہان خوف خدا وہ اور کہان بیم عذاب — حضرت زاہد نکل آئے یا فلک سے آفتاب
پیر و مرشد ابتو ہم میکدہ کے در سے آپ

ابکا یکسان چلن ہے کافر دیندار سے — دو قدم بڑہ کر چلے اس چرخ ناہنجار سے
چال یہ سیکھی آپ کے رفتار نے تلوار سے — کٹ گئی گلا کہون لگی اس تیری رفتار سے
ابتو چل نکلے زیادہ اپنی ہی خنجر سے آپ

آپ کی تصویر کو پہلی تصویر مین تہی جائے — خواب مین آیا کئے اتو نکو ای یوسف لقا

پھر تصور سے میرے ایکدم کو بھی چھٹنی نہ پائے
برسون انکھون مین رہے آٹھون پہر گردیدے
راہ سینہ سے ہی نگہ یہ نکلے ترے جگر سے آپ

یہی نظرونسے ہوئے تسخیر سب اہل زمین
ہے دل آزاری مین کیا بیباک چشم سحر مین
گر نگہ اور بڑھ گئی تو کاتب اوٹھا عرش برین
شرم سے گو آپ کیسے جانب پلک اوٹھتی نہین
چشمکیان لین کے کلیجی مین اسے نشتر سی آپ

سر مرا کشکہ قدمبوسے کی بھی قابل نہین
زندگی سے اپنی ہم سمجھین ہین کچھ حاصل نہین
اور کسی تیغ نگہہ کا بھی وہ متحمل نہین
جب ہمین مرنا ہے ٹھہرا حاجت قاتل نہین
کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سے آپ

انکھہ اوٹھا کر دیکھتی بیجا حیا ہے آپکی
لی اجازت کچھ کرون جرأت یہ ہمت کب ہے میری
کھل کے مانی وصل مین کیسی یہ ہے دلبستگی
وصل مین کیسی حیا یہ مین تو نہ مانونگا کبھی
سہم کر جب ہو رہے بے شبہ تیرو ٹھے سے آپ

خاص مے مینو کی تو ہوش و طبیعت شرط ہے
یون تو ایسی مشغلہ کو پاک نیت شرط ہے
جام لی سکتی ہین کب اسکو تو ہمت شرط ہے
حضرت زاہد ہر ایک نشہ کو عادت شرط ہے
مرنکا منہ ہے گی شراب چشمہ کوثر سے آپ

یون مسلمان ہوگی جب پیچھے پیمبر سے تابہ کے
جو بھری ہے ہم انوہی اس سے پیپا کیا ہے
یا دیا نکری بھی سیحا تو نہین پینا جا کے سے
کیون جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہے
ہیں یہین بدلے راتکو آپ ہی نکلے گھر سے آپ

خمسہ بر غزل سالک

ہنسئے کیا دلکو کہ رہتا ہے یہ دلدار کے ساتھ
کبھی گفتار کے ساتھ اور کبھی رفتار کے ساتھ
یہ وہ یوسف ہے کہ پھرتا ہے سر بازار کے ساتھ
دل وہ شے ہے کہ جو دیکھی کبھی یار کے ساتھ
یہ وہ دکان ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ

اب شمشیر کے پائے تھے کبھی ہمنے مزے
انگلی ہم جان سے دھو بیٹھے ہیں گلے اوس سے ملے
ہم نہ سمجھے تھے پڑیگی یہ گلو ہی اپنے
ایک دم بھر کے لئے ہمنے لگایا تھا گلے
عمر ہے کٹ گئی قاتل تیری تلوار کے ساتھ

ہنستے ہو تو کھلے جو معشوقوں کے آئین یہ عبث
ہے غرور آپکو یہ بات بڑی ہی تزئین یہ عبث
طرز دلداروں کی ہے یہ ستم و کین یہ عبث
طعنہ ظلم و ستم لیلی و شیرین پہ عبث
کیا کیا آپنے عشاق دل افگار کے ساتھ

سخت جانی سے مرے پہلی کا رت بھی اوسے
بیقراری تھی فزون شوق شہادت سے مجھے
کیسا چلتا ہوا فقرہ تھا چھٹا مشکل سے
تیغ چل نکلے دم قتل گلے پر میرے
میں نے تشبیہہ جو دی ابروے خمدار کے ساتھ

داد کا روز جزا داد کے ہوگا ہمراہ
حشر بیداد کا بیداد کے ہوگا ہمراہ
حشر حساد کا حساد کے ہوگا ہمراہ
حشر اغیار کا شداد کے ہوگا ہمراہ
جو شنے کہتا ہوں تو بس حشر ہو اغیار کے ساتھ

رات کٹ جاتی ہے یوں ہی کہ مجھے نیند آئی نہ
آنکھ لگتی نہیں ایک پل ہی میری تا بسحر

استغنا می کی کوئی حد ہنین آتی ہی نظر / سو گئی بخت شب وعدہ یہ مجھسی کہکر

کون جاگا ہے تیرے دیدہ بیدار کے ساتھ

دیکھ یہ شعلہ فشانی ہنین اچھی ای شمع / اسطرح تفتہ زبانی ہنین اچھی اے شمع

یہ تیری گرم بیانی ہنین اچھی ای شمع / اسقدر چرب زبانی ہنین اچھی اے شمع

بزم جانانمین زبان کٹتی ہے گفتار کے ساتھ

یہ نہ سمجھی تھے جدائی کی جفا ہونگی دریغ / یہان سے بھی اور وہان رنج سوا ہونگے دریغ

ایک سے ایک الگ زور جفا ہون گے دریغ / حشر مین ظالم و مظلوم جدا ہونگی دریغ

ہائے وہان بھی نہ رہے اوس بت عیار کے ساتھ

کیون فرشتے نہ ڈرین اوسکو سر ایک دربان سے / خدمتین لیتی ہین وہ حور و نسی اور غلمان سے

زور مین رستم و رتبہ مین سوا خاقان سے / نہ ڈرین خلد مین جاتے ہوئے جو رضوان سے

اوسکے دروازے پہ رک جائین خبردار کے ساتھ

سچ تو یہ ہے کہ یہان عشق مین وہ موجد تھا / تیسین فرہاد تو شاگرد تھا اوس کے ادنے

جوہری کیا وہ گیا عشق کا جوہر جاتا رہا / ہائے افسوس ہے سالک کی جوانمرگی کا

عشق کی بات گئی اوس جگر افگار کے ساتھ

خمسہ بر غزل سخی ساکن کڑہ

لگا کہا نہ یہ دل غیرت سے دہڑک کے / بنا لیتا ہی کیا اون سے بگڑ کے

کھڑا مین رہ گیا خجلت سے گڑ گڑ کے / جلی پھر ہاتھ غیروں کا پکڑ کے

یہ سمجھا یا تھا اونکو پاؤن پڑ کے

کسیکو یہ ڈرانے کے نہ ڈر کے ۔ یہ کرتے اپنی ہی دل کی ہین اڑ کے
ابہین بہلا کے آیا تھا پکڑ کے ۔ نکل پھر طفل اشک آتے بگڑ کے

بڑے گستاخ ہوتے ہین یہ لڑکے

کہان تک اونکو ہر دم کوئی پھیرے ۔ پھرا کرتے ہین وہ شام اور سویرے
خدا جانے کہان ڈالے ہین ڈیرے ۔ جگر اور دل نہین پہلو مین میرے

ہوئی برباد یہ بستی اوجڑ کے

میسر رونا ار نہین تو ہی عشقی شغل ۔ کسیکو غم کسیکو دل لگی شغل
یہ ہے تاکید اونکے ہو یہی شغل ۔ دم گریہ رہے نالے کا ہی شغل

غرض بارش بھی ہو بادل بھی گرج کے

مین اس عہدے سے برآؤن کہان تک ۔ اوٹھاؤن سر یہ ایک محشر کہان تک
کرون تحریر یہ دفتر کہان تک ۔ لکھون مین حال درد سر کہان تک

لگا دون نامہ مین صندل رگڑ کے

نہین معلوم ہے تقدیر مین کیا ۔ پڑہا جاتا نہین قسمت کا لکھا
رہا روز ازل سے مجھکو دھوکا ۔ اگر قسمت مین فرقت ہے سمجھتا

مٹاتا خط سارے رگڑ کے

رہے سہتی جفا و ظلم کیا کیا ۔ کبھی شکوہ زبان پر بھی نہ آیا

یہان دم پر بنی اور دم نہ مارا | گلہ محشر مین بہی ہوگا نہ اونکا

کھڑے رہ جائین گے دامن پکڑ کے

دو یاد آتے ہین اب رہ رہ کے حرکات | ہوئین گستاخیان کیا کیا نہ ہیہات
وہ شہ ہاکر خفا ہوتے رہے رات | نکالی وصل مین کوئی اگر بات

تو بولی یہ زبان گرجاے سڑ کے

کرے عاشق نہ کوئی جو کئی وہ | میرے ماتم مین مرمر کے جئی وہ
کفن خود اپنے ہاتہونسی سئے وہ | میرا اثردہا اوٹھا تو رو دے وہ

جنازہ کا میرے پایہ پکڑ کے

حقارت سے حقیر اونکو نہ جانو | برا سمجہو نہ اونکو تو بہلا ہنو
فقیرون کے نہ ازادے کے چہیڑو | گدا ہون میری باتون پر نہ اُلجہو

کہ عادی ہوتے ہین مجذوب بڑ کے

کروگے پہر وہی نالے جگر دوز | پڑے پہرتے رہوگے آہ جانسوز
کرے کیا جوہری ہندو دل افروز | سمجھے اوس زلف کو چہو لیتے ہو ہر روز

کسی دن ہاتون مین پڑے نہ کہڑکے

ایضاً

جو زندے سب سے جاتے ہین تو مردے جان پاتے ہین
مسیحا مین کہان وہ بات جو وہ کرد کہاتے ہین

ملایک بن کے مردے آکے اونکو از ماتے ہین
سوے گور غریبان سیر کو جبدم وہ جاتے ہین
صدا قبرون سے آتی ہے یہی مردے جلاتے ہین

کہان وہ رند کے ہین عاشقونکے پاس جاتے ہین
جو مرتے ہین تو سوسو بار وہ مرقد پہ آتے ہین
جو عریان دیکھتے ہین لاش کو تو ترس کہاتے ہین
ہوا مرنا مبارک خلعت پوشاک پاتے ہین
ہماری لاش پر اپنا دوپٹہ وہ اوڑہاتے ہین

کبہی اقرار وہ اپنا نہ پورا کر دکہاتے ہین
کیا وعدہ جو کلہ کا تو قیامت کی سناتے ہین
یہان اتنے مین سو حیلہ بہانے وہ بناتے ہین
سنا پہر گہر مین اپنے شام سے گاتے بجاتے ہین
یہان وعدہ کی شب آئی وہ یون ہی راگ لاتے ہین

جو جانے کو کہین ہم پانون کو اپنے اوٹہاتے ہین
تو طاقت دو قدم چلنے کی بہی کب وہ نہین پاتے ہین
جو چلتے ہین تو دل ہی دل مین اپنے خوف کہاتے ہین
پہر ایک ظالم کا کوچہ پاکے یہ مجہکو گراتے ہین

بغل مین ہاتھہ دو پھر پانون میرے لڑکھڑاتے ہین

ہماری کھینچکر تصویر آگ اوسمین لگاتے ہین
کبھی اوسکو جلاتے ہین کبھی اوسکو بجھاتے ہین
یہ کیا کوئی عمل ہے جو عمل مین زور لاتی ہین
نئے صورت سے انگارون پہ وہ ہمکو لوٹاتی ہین

ہمارے نام کو کاغذ پہ لکھہ لکھہ کر جلاتے ہین

ہمارے نالہ و فریاد پر ہین قہقہہ کرتے
جو کچھہ کہتا ہون کہتی ہین کہ کیا یہ آپ ہین گاتے
بیان حال پر کیسا تاسف ہنسے ہین اولٹے
یہہ اظہار محبت کا نتیجہ تو کوئی دیکھے

کھڑے ہم رو رہے ہین آپ بیٹھے مسکراتے ہین

جو تمسے ہوسکے تو گاہ گاہے یہان رکھئے گا
دعاے مغفرت کا پھول تربت پر چڑھائیے گا
جو آنا قبر پر ایجان تو ماتم کا نہو چرچا
ہمارے مرنے کا صدمہ نکرنا چین سے رہنا

بہت نازک طبیعت ہے ہمین سمجھاتے جاتی ہین

جنہین ہے نشتر مژگان کی الفت اپنے دیکھے

ہوئے ہیں زار شکل خار صورت آپ نے دیکھے
بر رنگ کاہیدہ وجاہت آپ نے دیکھے
جنہیں ہے عشق مژگان اونکی حالت آپ نے دیکھی

وہ سوئے خارہائے دشت تنگی پا نون جاتے ہین

سنا ایک قافلہ دلکا اسی رستہ مین گیا سبکو
اسی رستہ سے بہاگے آتے ہو کیا حضر سے رہرو
یہ سیدہی راہ کیون جائے خطر ہے چلنے والونکو
تمہارے مانگ سے کیون بہاگتا ہے دل بتاؤ تو

یہی وہ راہ ہے جسمین مسافر مارے جاتے ہین

کبہی کہسار مین پہرتے ہین ہم راتونکو سودائی
کبہی آشفتگی سے دن کو ہم بیٹہتے ہین صحرائی
یہ الفت زلف کی کیا دلمین اپنے آفتین لائی
پریشانی ہوئی سودا ہوا سر پر بلا آئی

مگر اسیر ہی ہم اوس زلف کی بڑہتی ضلتے ہین

یہ نیکے ہین انہین ہرمین اوٹہا لیتی تو جاتے تم
محبت ان یتیمون پر جتا لیتے تو جاتے تم
یہ ہین معصوم ان پر ترس کہا لیتی تو جاتے تم

میرے انکھون کو ہی صورت دکھا جاتی تو جاتے تم

یہ لڑکے ہو کے بیخود گھر سے باہر نکلے آتے ہین

جو جاتے ہو تو جاؤ پر ٹھہر جاؤ جو ایک لحظہ

تو کر دون ساتھ اپنی ہوش و تاب و عقل کا بیڑا

تماغنت کیا ہے لیتی جاؤ پھر کوئی نہین خطرا

نظر کا ڈر رقیبون کا خطر سایہ کا اندیشہ

غضب ہے یہان سے اپنے گھر اکیلے آپ جاتے ہین

غنیمت ہے اگر وہ دور ہی سے دیکھکر سمجھین

عجب کیا دیکھکر مردہ میرا وہ دلبن کچھہ سوچین

بہت موٹے قلم سے اور نستعلیق حرفون مین

سبب مرنے کا جسمین جہانتک کوٹھے سے دیکھین

کفن پر میرے لکھدینا کسی سے روٹھے جاتے ہین

جو شب ہے تو رہی صحبت جو دن آیا تو وہی چرچا

اونہین کے پاس رہتے ہین یہ پہر پاس اونکو غیرونکا

نصیبون سے تو ہمکو سے ملا کا سامنا

رقیبون سے تو سوتے جاگتے پیچھا نہین چھٹتا

کسیدن خواب مین کیا ہم اکیلے اونکو پاتے ہین

کریں روزہ نماز و بندگی کعبہ میں وہ رو رو
آئیں دیر میں کون اونکو کہتا ہے یہاں آ و
بہت ہمنے سنے ہیں وعظ اونکے گو وہ ہیں خوش لہجکو
کہیں تو شیخ صاحب سخت کلمہ کوئی اوس بت کو
ابھی تو چھین کر تسبیح ہم بھی سو سناتے ہیں

وہ ماہ و مہر ہیں جو عاشقوں کے رات کو دن کو
مسیحائی دکھائی ہیں پری کو انس کو جن کو
یہ اعجاز اون کے دیکھو جو ہیں سری اور اونکی اس بن کو
سنے دعوے خدائی کا ہے ہندوستان میں جنکو
عنایت سے خدا کی آپ ہی تو ہیں جو جاتے ہیں

خمسہ غزل امیر مینائی

درد ہمدرد ہے ہمدم ہے پیارا دل کا	یہی دشمن ہے تو دشمن ہے زمانا دل کا
دلبر وشی نہیں آسان چھپانا دل کا	ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا

درد اوٹھہ اوٹھہ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

رقص بسمل جو دیکھاتا ہے غضب دل میرا	اور دیکھا ہے تڑپنا کبھی کامل میرا
اس سے منظور ہے تڑپا کرے بسمل میرا	اوس میں کہنے سے رک جاتا ہے قاتل میرا

نیت قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

نکہہ ناز تو مدت سے تھو اسکو جو یا
حیف اب بچنے کی امید نہین ہے اصلا
جا آرانکہین جو نہین تو رہا تھا پڑا
اس نے دیکھا اوسے اور اوسنے بھی دیکھ لیا

ابتو دشوار ہے پہلو مین چہپانا دل کا

ہم شباہت سی ہے ہمچشمی کا پایا ہم دعوی
ربط و اخلاص محبت تہی پرانے گویا
کیا کہون کیا ہی مراد دو دلن نے ملکر پایا
آج اس شوق سے پیکان سپر دلمین آیا

آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

نام الفت سی بہی آگاہ نہ تہی نام خدا
یاد آتا ہے مزہ پہلے پہل ملنے کا
تھی نہ پہچان نہ صاحب سلامت اصلا
ہاے وہ پہلی ملاقات مین بیمار ہو گیا

اور اونکا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دلکا

جب نہ تھا عشق بسر ہوتی تہی جب سے اسدان
ابتو یارا ہے تحمل ہے نہ ہی تن مین توان
نہ یہ گریہ تہا نہ زاری تہی نہ یہ آہ و فغان
عشق مین صبر کہان تاب تحمل ہی کہان

جان جانا ہے نہین ہمدم ہے یہ جانا دلکا

نالہ و آہ و فغان اسکے قیامت سمجہو
اسکو چہیڑو نہ نظر بہر کے تم اسکو دیکہو
گر اوٹھا یہ تو بپا حشر کریگا درد
پکلے بیٹھے رہو قد ہو نہ پڑا رہنے دو

دیکہو اچہا نہین ایجان اوٹھانا دلکا

اونکی نظرون کو غضب لسے تیر سا لگ گئی
تن بدن کی یہ حالت ہوئی کیا ہائی زندگی
اس لگاوٹ سے تو لبرچ یہ تیر سا کرنی
سینہ چہلنی کئے دیتی ہین نگاہین اونکی

ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

عیب کرنیکو بھی درکار ہنر ہے یعنی
دل کے لینے کا سلیقہ نہین تجھکو اصلا
گنج زر داغ غم عشق سے ہے دل میرا
یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزد حنا
سیکھہ تو دزدیدہ نگاہی سے چرانا دلکا

اوسکے وہ زلف گرہ گیر ہے پلکون زنجیر
ایک سے تو ہی جو ہوئی زار اسیر
قدر انداز قضا کے ہین نگاہونکے وہ تیر
ہر نگہہ وصل مین اوس شوخ کی کھینچی ہے امیر
جسکو ہو حکم اوڑادے وہ نشانہ دلکا

خمسہ بر غزل اعلیحضرت حضور پرنور دام سلطنتہ شاہ دکن

وہ تھی خموشی ہی گویا سخن سرا اونکے
زبان حال سے کہتے تھے کچھ ادا اونکے
سکوت کے تھے وہ تصویر دلربا اونکے
سوال وصل پہ نیچی نظر ہی کیا اونکے
ہماری آنکھہ مین پھرتی ہے وہ حیا اونکی

مری جو لب پہ ہے شکوہ سست پا اونکے
جو اولجھی گیسو مین تقدیر تھی رسا اونکے
جفائین جیسی تھین تو ہی مقتضی وفا اونکے
مرے جو عشق مین عشاق تھے قضا اونکے
پھر آپ کہدین کرے مغفرت خدا اونکے

یہ انقلاب زمانے کا کیون کہون سبب
ہوئے ہین بوم کو ظل ہما کی خواہش اب
نصیب مین ہے مرے یار وگر وصل کی شب
عدو بھی وصل کے طالب ہین دیکھئے یارب

دعا قبول ہماری ہو یا دعا اون کی

ہوا اثر حسن پہ جب اون کے والہ و شیدا　　نہ اونکی چال قیامت تھی نے غضب تھے ادا
نہین ہے جان سے بچنے کی اب امید اصلا　　ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب ہے حیا

اور اوسپہ ڈہاتی ہے آفت ہر ایک ادا اونکی

جفا مین بوئی محبت ہو رنگ الفت ہو　　وفا مین اونکی جفا و ستم کی شرکت ہو
ہر ایک بات مین انداز کے وہ جدت ہو　　نیا ہو ناز ہر ایک ناز مین نزاکت ہو

ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اون کی

جو اونکا حسن لڑکپن کا ہے یہ اب تاب　　تو عشق کا بھی ہمارے ہے عین عہد شباب
یہان جو آہ ہے دلدوز وہان نگاہ عتاب　　نہ اسکا مثل جہان مین کہین نہ اسکا جواب

وفا وفا ہے ہمارے جفا جفا اون کے

جفا سے عشق سے آئی نہ لب تک فریاد　　ستم ہے حسن بھی اونکا ہوا ستم ایجاد
ہوئے ہین سیکڑون ویران جو شہر تھے آباد　　ہزارون حسن گئے شہرت سے ہو گئی برباد

بلند ہی ہوئی ہے زمانہ مین کیا ہوا اونکی

مین اونکی چال سے پامال ہو چکا اکثر　　اوٹھایا اون کے قدم سے کبھی نہ مین نے سر
ہوئی ہے اونکی ثنا خوانیون مین عمر بسر　　خدا کے سامنے رکھونگا ہاتھ کانون پر

برائی مین نہین سننی کا برملا اون کے

حنا کے ہاتھون دل و جان آفت آ گئی　　ضرور رنگ یہ اپنا کبھی جمائیگی

قدم قدم پہ لہو مجھکو یہہ رولائے گی
کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائیگی
کرے گی خون میرا ایک دن حنا اون کی

بنایا عشق سے خالق نے گرچہ اب گل
وفا و لطف کی امید اب ہے لا حاصل
تو جور و ظلم کے برداشت سے ہو غافل
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم ایدل
پہر آگے آگے قیامت ہے انتہا اون کی

کہا جو مین نے میرا مدعا ملے تجہسے
نہ کہ امید دل اونکا ولا ملے تجہسے
تو ہنسکے کہتے ہین اب کوئی کیا ملے تجہسے
یہ اونکا قول ہے میری بلا ملے تجہسے
بلائین اوس کی ہی یون کر ملے بلا اون کی

صبا سے کہدو کہ بہولے غرور کی باتین
دکہائی شوخی رفتار وہ تو ہم سمجہین
ہزار شوخی انداز و طرز ادا سمین ہین
چلے یہ چال قیامت کی ہی تو ہم جانین
بہت اوڑاتی ہے اٹکہیلیان صبا اون کی

خمار نشہ سے ہے اور نشہ کا باعث ہی
جفا و فا و عتاب و کرم ہین پے در پے
نہین ہی صد سے بہی جا لی جہان مین کوئی شے
ازل کے روز سے ایک لاگ حسن عشق مین ہے
نہ ہے قصور ہمارا نہ ہے خطا اون کی

مین اوس کے عشق مین ایسا ہوا ہون بادل گل
تجہے بہی صدمہ ہے تو ہو نہ باٹرے گا مجہکو جہل
کہ مجہکو جا سے جنبش ہی ہوگئی مشکل
ہر ایک بات مین ایسا نہ تو مچل ایدل
ستم ہین تیرے اوٹھاؤنگا یا جفا اون کی

حضور پر نور بندگانعالی خلد اللہ ملکہ

ہے آفتاب خجل آب و تاب آصف سے | امید مہر کی ہے آفتاب آصف سے
ہے جوہری تو معز زر کا ب آصف سے | ملے تہ آج تو ہم بھی جناب آصف سے

عجیب رنگ مین ہین یو پہنچتے ہو کیا ادن کی

قصیدہ در تہنیت جشن سالگرہ حضرت پیر و مرشد اعلحضرت شاہ دکن بہ جشن کوشش

جناب برزو جی جمشید جی مہتمم بندوبست ضلع اندور

بمقام خاص اندور واقع ۲۳ دی سنہ ۱۳۱۳ ف

خواب راحت سے سحر گاہ ہوئی چشم جو یار
ملہم غیب سے کانون مین یہ آئی آواز

بیخبر سوتا ہے کیا دیکھہ یہ کیا ہے جلسہ
جشن سالانہ ہے اور ساز طرب ہی ساز

آج وہ دن ہے کہ سو عید کے دن جسپہ نثار
آج کے روز کو نوروز پہ وہ چند ہے ناز

رقص کرتی ہے سر چرخ طرب زہرہ
آتی احسنت کی ہے جبل ملک سے آواز

سنتے آئے ہین کہانے مین کیا نی جیسے
ہین وہ سب پیش نظر چشم حقیقت ہو جو باز

کیا خوشی ہے کہ ہین سب حاکم و محکوم بہم
ایک کا ایک بنا مونس و ہمدم دمساز

کھیل وہ کھیل ہین جس سے ہو بشاشت پیدا
بازیان وہ کہ ہوئین باعث فخر و اعزاز

جس نے لی بازی ملا اوسکو برابر انعام
ایسی بازی سے رہے کوئی بھلا کیونکر باز

ایک کو ایک پہ سبقت کے ہی کیا کیا کوشش
زور سے حوصلہ سے بڑھکے ہی سکو تک و تاز

کیا تماشا ہے کہ سب کہتے ہین افسون نیرنگ
نہ کوئی سحر نہ جادو ہے نہ کوئی اعجاز

بعد سب کھیلون کے وہ رونق آتشبازی
چرخیان ہین جو مہ و مہر تو چرخ آتشباز

انتظام ایک سلیقہ کا طریقہ کی نشست
ہے تماشائیونکا حسب مناصب اعزاز

مین نے پوچھا کہ ہے کیا عیش و طرب کا باعث

کیون یہہ سب جہوٹے بڑے آج ہین عشرت پرواز
آئی آواز کہ کیا تجہکو خبر اس کی نہین
ایک عالم پہ ہے روشن نہین پنہان کچہہ راز
آج اوس شاہ کی ہے سالگرہ کا یہ دن
جس کی شاہی پہ رعایا کو ہے اوس کے سو ناز
ہے وہ محبوب جہان نام بھی اوسکا محبوب
واہ کیا نام کہ ہے نام علی سے ممتاز
عدل کا اوس کے یہ عالم ہو کہ اب عالم مین
کوئی جابر ہے نہ سارق ہے نکوئی غماز
شیر کی گود مین آرام سے سوتے ہین غزال
آشیان صعوہ بے پر کا ہوا پنجہ باز
مور کے زور سے ہی پیل کا ہی ناک مین دم
آگے کنجشک کے شہبار ہی بہولا پرواز
ظلم عشاق پہ معشوق بہی کر سکتے نہین
لطف کا ناز و کرشمہ ہے کرم کا انداز
پر پروانہ کو گر شمع سے ہوئی نقصان
سر محفل اوسے تا زیست رہے سوز و گداز

گل اگر ہنسکے نہ بلبل سے ملے گلشن مین
برگ برگ اوسکا طمانچون سے صیلے کرے باز

مہرکو قمریونسے ناز کے بدلے ہی نیاز
جیسے محمود کا ایک بندہ آزاد ایاز

پاسبانی ہے اوسے رنگ کف خوبان کی
نہین ممکن کہ کرے دزد حنا دست دراز

جود و بخشش مین یہ شہرہ ہی جہان میں اوسکا
سامنے آئے تو حاتم بھی کرے دست دراز

عدل سے اوسکے گدا کو ہے خطاب شاہی
کوئی حارس ہے نہ طامع نہ کسیکو ہے آز

حق تو یہ کہ دیا حق نے وہ رتبہ عالے
اوسکی درگہہ مین فرشتونکی ادا ہو نہ نماز

حسن بھی وہ ہے خداداد کہ یوسف ہی غلام
ماہ اور مہر نے در پر ہے رکھا سر بہ نیاز

یہہ مثل وہ ہے کہ منہ چھوٹا ہو اور بات بڑے
کب قلم کو ہے یہہ طاقت کہ ہو وصف طراز

کون ہے موجد جلسہ یہ تحیر تھا مجھے

یہہ صدا اسے کہ حیرت کا تجھکو کب ہی جواز
بانی اس جلسہ کا ہے نسل کیان سے گدا وسے
اپنے ہم عصرون پہ بخشتا ہے خدائی اعزاز
خلق سے عدل سے تہذیب سے اور ہمت سے
اس عناصر سے مجسم ہے وہ با عجز و نیاز
اوس کے دم سے ہے یہان محکمہ بندوبست
ناخدا اوسکو کیا حق نے اسے مشکل جہاز
یادگار اوسکو جو جمشید کا کہئے تو بجا
ہے فریدون کے وہ حشمت کا شریک و انباز
قوت بازوی پر زور کا سہراب ہے نام
یار سے فیض وہ رکھتا ہے پئے آئین آز
حرف با کیون نکرے فخر کہ وہ ہے سر نام
بذل کا بانی ہے اور باب کرم اوس سے ہے باز
راستی روش ہے کہ ہے ارزین وہ اوسکے
اوس سے پوشیدہ نہین نظم و نسق کا کوئی راز
جا مگرا بہر عدد روح فزائے احباب
زاکو کیونکر نہو سب حرفو نپہ حاصل اعزاز

واہ واواہ عجب حرف معزز ہے واؤ
سرنگون سامنے جھکے ہین ہر ایک سرافراز

جیم وہ جان ہے باجی بے جسم جرات
یاسے یارونکو خوشی دشمنونکو سوز وگداز

اس بیان سے ہے عیان نام ونسب اوسکا
کیا ہے اے اہل خرد حاجت شرح وابراز

جوہری بس یہ بیان دلسے دعا پر کر ختم
ہو تیرا تا یہہ سخن پیش سخندان ممتاز

خاک سے خلقت مخلوق خدا ہے جبتک
جبتک اس آتش سوزان کو رہے شورسے ساز

بحر مین رکھتا ہے جبتک یہہ روانی پانی
بادسے موجونکا جبتک رہے انجام آغاز

دامن آب پہ جبتک یہ زمین ہے قائم
چرخ گردان کو زمین پر رہے جبتک یہ فراز

رتبہ قیصر وفغفور رہے شہ کا سیدے
جاہ وحشمت ہو فزون ملک زیادہ عمر دراز

اور جو وہ بانی ہے اس جلسہ کا باعز وشرف

دے شرف اوسکو خدا بخت ہوا وسکا دمساز
جنکو اس اس جلسہ مین شرکت ہے خلوص دل سے
یارے بخت پہ اپنے وہ کرین دایم ناز
رہے یہ صحبت و یہ جلسہ ہمیشہ قائم
یارب اس جلسہ کے سو سال سے ہو عمر دراز
یون ہی ہر سال ہوا اس جلسہ کا دن سبکو نصیب
جوہری کی یہ دعا دلسے ہے با عجز و نیاز

قصیدہ در تہنیت ترقی علم و پاس شدن میر ممتاز حسن خلف التصدق مسٹر محمود خانصاحب مددگار عدالت بدرجہ انٹرلیس انگریزی بمقام اندور خاص

صبحدم چلنے لگی باد سحر جب سن سن
بہر گلگشت چلا گھر سے مین سوی گلشن
جاکے دیکھا تو وہان اور ہی کچھہ عالم تھا
طفل مکتب نظر آئے گل و مرغان چمن

مصحف پاک تھا ہر مرغ خوش الحان کے لئے
برگ برگ گل نسرین در یا حین دشمن

سرو و شمشاد نظر آئے الف کے ہم شکل
شکل باہر ہے پھیلائے ہوئے تھے دامن

مصرعہ سرو زباں ہر ورق گل پہ نظر
ہم سبق بلبل و قمری تھے بشور و شیون

طالب علم گل و غنچہ معلم تھے صبا
یاد تھے اونکو گلستاں کے، حاشیہ و متن

اوس گلستاں کو میں سعدی کی گلستاں سمجھا
باب اول در گلزار تھا لے ہیچ سخن

وہاں سے لوٹا تو یہاں آکے یہ جلسا دیکھا
بحث تعلیم ہے توصیف ہنر مدح فن

جی میں آیا کہ یہ سر ہوں ایک میں ایسا مطلع
جسکا مضمون ہو پسند دل ارباب سخن

آج کا دن ہے مبارک یہ گھڑی ہے احسن
جمع احباب سے ہے آج یہ مسکن گلشن

جمع کیا کیا ہیں گل گوشہ دستار شرف

جنکے خوشبو سے معطر ہے یہہ دانائی کہن
گل عباس و گل لالہ و گلہاے فرنگ
اور گل آتش زردشت بہی ہین جلوہ فگن
کوئی ہے اہل عرب اور کوئی ہندی بہی
کوئی ایرانی ہے اور کوئی ہے اہل لندن
کوئی ہے حاکم بارعب کوئی صاحب عدل
منتظم نظم و نسق کا ہے کوئی صاحب فن
کوئی عالم کوئی فاضل ہے ریاضی ہے کوئی
کوئی ناظم کوئی نثار کوئی اہل سخن *
ایک سان سبکے دلون مین ہے بشاشت کا ہجوم
نہ کوئی فکر نہ تشویش نہ کچہہ رنج و محن
خود بخود بشرہ سے ہر ایک کے خوشی کا ہے ظہور
کیا خوشی کیسی بشاشت نے کیا دلمین وطن
یہہ خوشی وہ ہے کہ گنجینہ زر ہیہ فدا
اسکے پاسنگ ہین ہین درعدن لعل یمن
یہ خوشی وہ ہے کہ عیبون سے کرے پاک کرے
اس خوشی سے ہو بشر علم و ہنر کا مخزن

اس خوشی کا ہی سبب علم کی تحصیل کا شغل
دین و دنیا کے مکان مین ہی یہ شمع روشن

دین کا اس سے بھلا بنتی ہے اس سے دنیا
اس سے ہوجاتے ہین اسرار حقیقت آئین

دولتین جتنی ہین دنیا مین زوال انکو ہی
یہی دولت ہے کہ اس خوف سے ہی وہ ایمن

جتنا جے چاہے کرو صرف کمی اس مین نہو
یہ وہ دولت ہے کہ ہو سیر تو ہو صرف سے من

اسکے مصداق یہان مسٹر ممتاز ہوئے
جنکے توصیف مین خامہ کے زبان ہی الکن

ہین وہ ممتاز نسب علم مین بہی ہین ممتاز
نام بہی نام خدا پایا ہے ممتاز حسن

سب کی نظرون مین ہین موصوف صفات محمود
صورت و سیرت و تہذیب و ادب خلق و چلن

عم امجد کے ہی خوشنودی کا پہلا یہ پہل
آج زنجیر طلائی ہے جو زیب گردن

باپ سے پائی گھڑی اوس کے یہ معنی مین عیان

علم کے بڑھتی ہو گھڑیون مین بطرز احسن

لایق عزت و توقیر نکیون ہو وہ شخص

کیون نہ مصروف ستایش ہو زبان اور دہن

انٹرنس اوس نے کیا درجہ اول مین حصول

یعنی درجہ مین پڑھا سب سے اسی سال اسی سن

ایسے کالج مین جسے کہتی علیگڈھ کالج

کالجون مین یہان جسے سب کہتی ہین بے مثل زمن

چین ما تاتار و ختن روم و عرب شام و حلب

ماوراالنہر و بدخشان و عدن مصر و یمن

آج سب شہرونمین سب ملکون مین اوسکی شہرت ہو قوم

اوسکے مداح ہین اسپین و فرنگ و جرمن

ایسی تعلیم ہے تادیب ہے تہذیب کے ساتھہ

خوبیان جسکی عیان ہند سے تا بہ لندن

فیض تعلیم بہی ہے باعث تہذیب بہی ہے

آدمی جائے وہان گر تو ملک آئے بن

وہ اگر اس کے لئے ہے تو یہ ہے اوسکے لئے

علم و انسان مین ہے نسبت جان اور بدن

ایک مدت سے یہ انسان تن بیجان تھا
حسد اور جہل وتعصب کا یہ پہنے تھا کفن

زندگی پھر ہوئی انسان کی اس کالج سے
پھر سر نو سے ترقی یہ ہوا علم کہن

اون کے مشکوری ہے اسلام بہ فرض وواجب
جنکی کوشش سے ہے کالج کی بناے احسن

نام اونکا ہے معزز سر سید احمد
اونکا احسان ہے دونون پہ یہہ جان کیا کیا ئن

یا الہی رہے کالج یہہ ابد تک قائم
نام ہو پائے کالج کا جہان مین روشن

جوہری شکر یہ اس جلسہ کا لازم ہی تجھے
جسکی شرکت سے ملے عزت اظہار سخن

میر مجلس کی اعانت کے بہی مشکوری ہے
جنکے ہے فیض وعنایت سے یہ مجلس گلشن

نام امیر اور ریاست مین امیر ابن امیر
نام وہ نام کہ ہے نام علی سے روشن

خلق وتہذیب مین بے مثل سخا مین نامی

عدل و سطوت مین ہے کہئے اوہنین یکتا زمن
کیا حکومت ہے عدالت کی بھی وہ سطوت ہے
چور چوری سے ہراسان ہے رعیت امین
حاکم ضلع اگر ایسے ہی سب ملک مین ہون
رہزن و فاسق و ظالم سے یہ خالی ہو وطن
ایسے حاکم کے ہو باجاہ و حشم عمر دراز
شاد احباب ہون مغموم رہین سب دشمن
حشر مین روز جزا اونکا ہوا انجام بخیر
اونکے حامی و مددگار رہین پانچون تن
ہو محمد کی شفاعت تو علی ہون یاور
فاطمہ کا ہو کرم مصطفے حسین اور حسن
جوہری جب ہوئی اس جلسہ کی تاریخ کی فکر
ہاتف غیب سے آئی یہ صدائے احسن
علم کی ہوتی رہے یون ہی ترقی ہر سال
بےبعض یہ ہے عیسوی سال اور یہ سن
۱۸۹۱ء

در تہنیت افتتاح ریڈنگ روم واقع اندور خاص

شکر خدا کہ آج کھلا یہ مکان علم
تفریح گاہ عام ہے اور خاص کان علم

رفعت سوا ابنی رکھتا ہی کیا شان برتری
ہے شان کبریا کہ بڑھی اوس سے شان علم

ہر ایک در ہے اوسکا در گنج علم و فضل
ہر ایک ستون ہے اوسکو علم ہے نشان علم

محبوب خاص و عام نکیونکر ہو یہ مکان
محبوب باغ مین یہ بنا بوستان علم

اب اس مکان سے علم کا چرچا ہی کو بکو
ہی داستان علم کہین ہے بیان علم

دن آج کا سعید بہی ہی رسم افتتاح
اندور اس مکان سے بنا اب مکان علم

کیا جشن کیا نشاط ہی کیا عیش کیا سرور
قاصر ہین اسکو وصف مین سب ماہران علم

حامی ہین اس مکان کے جناب امیر علے
دریائے فیض منبع اخلاق کان علم

وہ اس ضلع کے حاکم با عدل اور دین
حکم اونکا اس زمین پہ ہے ایک آسمان علم

اور جتنی عہدہ دار ہین با خلق و فیض مین
ہر ایک بڑھ کے ایک سے ہے قدردان علم

دی اونکی عمر و جاہ مین اللہ برتری
جب تک کہ ہی جہان مین نام و نشان علم

قائم یہ یادگار رہے تا قیام دہر
ہو اس مکان سے روز افزون عز و شان علم

ای جوہری یہ سال مسیحی مین ہی دعا
ہو جشن افتتاح بنام و نشان علم

١٨٩١ء

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی سلطنت دائم

واقع مستقر حیدرآباد بابت سال تینتیسواں [٣٣] جلوس مبارک

باغ عالم مین ہوا بادبہاری کا عمل +
پھول کا رنگ ہے پتون مین ہر ایک پھول آیا ہے پھل

قوت نامیہ کا باغ جہان مین ہے وہ زور
بارور شاخ ہوئے آج جو کلیہ تھے کوپل

دشت گلزار ہے گلزار بنا گلشن خلد
باغ رضوان سے ہر ایک گوشۂ گلشن بفضل

تھا گمان سبزہ خوابیدہ پہ بیگانے کا
پھر ہمالش عالم ہے وہ فرش مخمل

گل و لالہ پہ چراغون کا گمان ہوتا ہے
گل سیوسی سے ہر ایک گوشہ مین روشن ہین کنول

سرو شمشاد بنی جھاڑ جھپائے سے سے
ماہ ہاتھون مین لئے پھرتا ہو شب بھر مشعل

نور مہتاب سے ہر برگ بنا آئینہ
نہر پر آب سی ہے صحن چمن بسمہ محل

ہے عروسان گل و غنچہ پہ کیسا جوبن
نونہالان چمن عشق مین اونکے لیے گل

خندہ زیر لبی قہر و غضب شرم و حیا؛

سبز چادر سے ہے ہر غنچہ کے رخ پر آنچل
شانہ کش گیسوے سنبل مین ہوے باد صبا
نرگسے چشم مین نرگس نے لگایا کاجل

بلبل و قمری نو عمر شگوفون پہ نثار
سرو شمشاد کے ہے ہر گل و غنچہ سے چہل
جشن کی دہوم ہے سامان طرب سب ہے بہم
گل لالہ ہے پیالہ تو ہے نرگس بوتل

تاک ہین دختر رز کے ہین نہالان چمن
نشہ مین جہومتے ہین در دہان ہے یہ غزل

غزل

ساقیا ہوتا ہے پیمانون سے مستی مین خلل
بہر کے خم رکہدے لگا دے میرے مُنہ سے بوتل

دور چلتا رہے ہر ساعت و ہر دم ہر پل
ہو نہ میخانے مین تیرے کبہی یارب ہلچل
رند و میخوار ہوئے قید خرد سے آزاد
شیخ بہی توبہ کی پابندی سے آیا ہے نکل

مئے رنگین سے بہرے شیشے گلابی لبریز
میکدہ شیشہ محل ہے آج یا رنگ محل

آج ہاتھ لگے عشرت جاوید مین تو بہی حصہ
شیخ سے رند یہ کہتے ہین کہ میخانے کو چل

جوہری ادہر ہو مطلع باشان رفیع
ہے اب اظہار سخن کا یہی موقع و محل

خیمہ استادہ ہوا بادلونکا دل بادل
اور زمین پر ہے بچھا سبزہ سے فرش مخمل

دخل اب باد مخالف کا نہین عالم مین
اودہر سے آتے ہین چلے بادلونکے دل بادل

تھوڑی تھوڑی ہے ترشح کبہی پڑتی ہے پھوہار
کبہی ہے بارش باران سے زمین سب جل تہل

ایک طرف جہوم کے آئی ہے گھٹا مستانہ
مور کا شور ہے ہین وجد مین کبک و کویل

برق کی روشنی برقی ہے بالای فلک
نور مہ سے ہوئی شب روز منور سے بدل

رعد جب زور سے بادل مین گرج اوٹھتا ہے
رند خوش ہوتے ہین اور شیخ جی جاتے ہین دہل

جسطرف دیکھو اودہر عیش و طرب کے چرچے

کہین جلسے ہین کہین جشن کہین ہے دنگل
کامیابی ہے ہر ایک کو کوئی ناکام نہین
آج معشوقون سے عشاق کی ہے گرم بغل
تھا تحیر کہ ہے کیا عام خوشی کا باعث
کر دیا ہاتف غیبی نے معمایہ حل
یعنی اوس شاہ کی ہے سالگرہ کا یہ روز
جسکی شاہی مین ہے ہر ایک گدا اہل دول
جسکی شاہی پہ رعایا کو ہی ہر طرح کا ناز
شاہ کو اپنی رعایا سے محبت کا عمل
میر محبوب علی بادشہ ملک دکن
راحم و عادل و بیداد شکن ظلم گسل
عدل کا اسکے یہ عالم ہو کہ عالم مین ہے دہوم
رعب و سطوت وہ کہ شاہان جہان جائیں دہل
خم ابرو کے اشارے سے دعا گو ہون نہال
دشمنون کے لئے ہے پیک قضا تیغ اجل
ابر فیض و کرم شاہ مین ہے طرفہ اثر
کشت ہو ہین بیکے ہرے حاسدونکی جائین جل

رحم ہے اوسکا رعایا کے لئے رحمت حق
قہر ہے قہر خدا بہر عدوے ازل
سارے عالم کے لئے لطف کا میدان ہے وسیع
ہے مگر دشمن بدخواہ و لعین کو مقتل
دشمن جان عدو فوج عدو بھاگے
تاب کیا ہے جو عدو آئے پے جنگ جدل
بحر فیض و کرم شاہ ہے عالم مین روان
ہے مگر حاسد بدخواہ کے حق مین دلدل
جوہری مدح طرازی نہین آسان کچھ کام
چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے مشہور مثل
صدق نیت سے ارادت سے دعا پر کر ختم
تا ترے نظم مین ہو چاشنی قند و عسل
باعث زیست ہے جب تک کہ جہان مین پانی
اور دریاؤن مین ہے اوس کے روانی کا عمل
جب تک پانی پہ قائم رہے یہ سطح زمین
اور پانی سے ہرا جلوہ ہے کشت امل
جب تک نشو و نما پانے سے ہر نخل کے ہے

جب تلک غنچے ہون پھول اور نبین پھولون سے پھل

بحر فیض و کرم شاہ روانی پہ رہے
باشرف ہند مین جب تک ہی روان گنگا جل

ابر جود اور سخا سے رہے عالم سیراب
جب تلک بارش باران کو معین ہین بادل

دولت و حشمت و اقبال ترقی پہ رہے
ہفت اقلیم میرے شاہ کے ہون زیر عمل

سال کے دن ہون ہزار عمر کے ہون سال ہزار
جوہری کی یہ دعا دل سے ہے ہر دم ہر پل

قطعہ تاریخ تہنیت شفای بیماری منشی سدگوپال صاحب سررشتہ دار مہتمم بندوبست ضلع ہمیرپور

آج بیدار جو مین صبح کے ہنگام ہوا
یک بیک ملہم غیبی سے یہ الہام ہوا

جسکی رنجوری سے پر درد دل عالم تھا
اوسکی صحت سے بشاشت کا سرانجام ہوا

نام نامی سے نشان چاہے تو سن لے مجھسے
نام وہ حسن ہے کہ خود نام نکو نام ہوا

حسین سے سر سعادت کا سرانجام ہوا
نام نامی سے عجب سین کو اکرام ہوا

ہے سر نام نکیون کے جو سر دفتر جہان
واہ کیا حرف یہ سب حرفون مین سرنام ہوا

سبب سو رہوا خاص احبا ہے کے لئے	کام مین دشمن ناکام کے سم عام ہوا
دال درمان ہے ہر ایک دوست کے دلکو	دشمن دون کو بہی دال دو دوام ہوا
ہائے ہوز سے ہویدا ہے عدو پر ہیبت	ہر رہوا خواہ اسی حرف سے باکام ہوا
گاف وہ جس نے کیا سینۂ اعدا مین شگاف	جو گدائی بھی او ہنین گردش آیام ہوا
وای دشمن کے لئے واہ محبون کے لئے	واہ وا واہ عجب وازنکو نام ہوا
بای فارس ہے کہ پارس سے عجب حرف تہی	بستہ اعدا کو مگر بستہ الام ہوا
وہ الف جسکو یکتائی مین عوی الیوف	بس اسی حرف پہ اخلاق کا اتمام ہوا
عکس سے لام کہ ہے مال محبون کو حصول	پہر بدخواہ لعین صورت آلام ہوا

پھر صدا آئی کہ سن مجھسے یہ سال ہجری
پھر ہم وقت طرب دور مئے و جام ہوا
سنہ ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ تیاری مکان رنڈنگ روم

در ضلع اندور خاص

ہیا رنڈنگ روم ایسا مکان یہہ	فضا سے جس کے ہی پر خار گلزار

ہوئی سال بنا کی مجھکو جب فکر
کہا ہاتف نے ہی — فرخار بہار
سنہ ۱۲۹۴ء

دیگر جو کندہ ہوکر مکان مین نصب ہوئی

اتفاق عمدہ داران سے بنا خوش یہ مکان
جس کی رفعت منزلت کی آج ہے عالم میں دھوم
جوہری سال بنا ہجری میں ہاتف نے کہا
یادگار دلکش و ہم جان گزین ریڈنگ روم
۱۳۱۱ ہجری

قطعہ تاریخ رحلت حشر تخلص نامی شاعر

۵	ہوئی رحلت حشر ماتم فزا	۶۰۰	خدایا نہ سنتی یہ احوال کاش
۴	دیا سبکو مرگ جوانی کا داغ	۵	ہوئے سنکے دل اور جگر پاش پاش
۲۰	کہا پیر گردوں نے اے جوہری	۵	ہوئی اوسکی تاریخ کی جب تلاش
۵۰	نیا دیکھ سمت مین تا حشر غم	۱۰	یہ ہجری مین ہے صدمہ جانخراش
۴۰	مسیحی مین پوچھا اگر کیون یہ نکل ۱۹۴۱	۴۰۰	تو بولا دیا یہ قضا نے تراش فصلی ۱۳۰۱
۴۰	رکھا سال فصلی کے اظہار کو		ہر ایک مصرعہ کے سر کو اوسنے تراش سنہ ۱۸۹۲ء

غزلیات فارسی

بہر بادہ دل سوزان ما — ابر باران گوشہ دامان ما
بندۂ عشقیم و او سلطان ما — کافر عشقیم و او ایمان ما
مے کشی و بیخودی دعا شقے — دین ما آئین ما ایمان ما
عالم طوفان بعالم سر بسر — شد ز جوش دیدۂ گریان ما

نیست نخلی نخل را نی میوهٔ — نی گل و نی غنچه در بوستانِ ما

گر برون سوز درون شد سوخت خلق — آتش ما بهر آتشدانِ ما

شد ز چشم و گیسو و خال و خطت — کعبهٔ روی تو کفرستانِ ما

عز و شان داریم بی نام و نشان — بی نشانیهاست زیب شانِ ما

جان بلب از دوری لبهای دوست — هم ز عیسی کی شود درمانِ ما

مهربان او شد ز آه و ناله‌ام — کرد یاری یاری یارانِ ما

در امید رحمت بی غایتش
جوهری از حد گذشت عصیانِ ما

دیگر

ز دست وحشتم پیراهنم کی ایمن است امشب
گریبانم گریبان است دامن دامن است امشب
چراغ تربتم را کی فراغ روغن است امشب
همین باد مخالف ز سیدم بر بهمن است امشب
ز دست دل هجوم رنج بر جان من است امشب
چه سازم چون نکنم هم دوست جانی دشمن است امشب
ز شمع نور رویش کلبهٔ من روشن است امشب
فروغ مطلع انوار از هر روزن است امشب

ز طفل اشک چشم اب افشانی نه چون دارم
شرار غم درون سینه ام آتش زن است امشب

ز اشک و خون دل گر چشم کان لعل و گوهر شد
دلم از سکه هائے داغ هجران مخزن است امشب

مرا لی روے رنگین تو گلشن خوش نے آمد
شرر ها غنچه و گل هست گلخن گلشن است امشب

بیاد لب شدم بیجان دلم برده خط مشکین
مسیحا دشمن جان شد خضر هم رهزن است امشب

به تن روح روان چون طائر و در قفس دارم
چه شد گر تار تار پیرهن بار تن است امشب

ز لبس گریانم از نزد دامنی کی ترسم از فردا
ز فیض اشک ابر رحمت حق دامن است امشب

شب قدر است بیقدر از شب وصلی که من دارم
مرا با او نیاز و ناز او صد با من است امشب

	بصد تیغ غم هجران نه شد ای جوهری حیران دل من سنگ خار است و ز سنگ آهن است امشب	
	دیگر	

گفتمش بنگر جواب حشر فریاد من است
از غضب گفته عذاب حشر بیداد من است

دل مرا محبوب رہم شیدای ماشاد من است
لیلی و شیرین من ہم قیس و فرہاد من است

اینچه رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
اینچنین فریاد نوایجاد ایجاد من است

چرخ را آتش زند آه دو عالم سوز من
آنکه آرد جنبشی در عرش فریاد من است

در ره عشق تو مردم خاک من اوج گرفت
بر سر شاه و گدا این خاک برباد من است

در طریق عشق گفتم رسم جور و ظلم چیست
گفت با صد دلبرے زنار ایجاد من است

از تصورهای گلرویان ست محسود چمن
خانه دل را چه دانی عسرت آباد من است

ساخت خلاق عناصر قالبم از عشق تو
عشق آب و خاک من هم آتش و باد من است

غم نبود اول مگر همراه من آمد بخلق

زہمہ رنج وغم و اندوہ ہمزاد من است

کیست بر سوز دلم اسلے زند پرسیدمش

گفت با صد ناز آب تیغ فولاد من است

از گل و سرو چمن مستغنیم اے باغبان

سینہ گلشن داغہا گل آہ شمشاد من است

کرد تعلیم جنون دل دل ز من آموخت عشق

من ادیب دل شدم دل نیز استاد من است

محترز تا حکم او باشم بچون اندوخت زند

شیخ مے گوید کہ ہر میخوارہ ارشاد من است

یاد دارم از دل دو نیم فراموشی نبود

عشقت آمد تا بدل بے ہیچ در یاد من است

فکر آب و دانہ و ہم آشیان چیندے نماند

تنگرا بزد جاے من بر دوش صیاد من است

جوہری بر گو مضمون آفرینی آفرین

حاسدان را رشک طبع خدا داد من است

دیگر

سواے سجدہ این خاک آستان دارم	زمین بزیر سر و سر بر آسمان دارم

زاین چو آن همه رستم بیار دل بستم … چه فرصتے است که در دل نه این و آن دارم

به تن نه نام توان نے ز خون نشان دارم … ز دست عشق تو کار و بر استخوان دارم

بدل هراس نه چین بر جبین لغزش پا … سر نیاز همه تیغ امتحان دارم

مرا چه کار از این هیچکاره بخت و فلک … چو کارساز کریمی و کاردان دارم

گدای درگه فیضم چه در بدر گردم … در دگر نتم و کارے نه از جهان دارم

ز داغ الفت ان طفل شوخ دل گلزار است … چه شد که پیر شدم دولت جوان دارم

گزید جا به دلم عشق ابرو مژگان … خطر ز خنجر و باکے نه از سنان دارم

ز بسکه بے سر و سامانے است سامانم … نه بیم دزد نه پروای پاسبان دارم

دوای درد دل من نماند کار طبیب … بگرد خود همه جمعی ز نوحه خوان دارم

سمند ما نه تو بر غیر تاختن ندهیم … بچشم خویش سر و تا بجسم جان دارم

ز داغ عشق کسی سینه لاله زار است … هوای سیر گلستان نه بوستان دارم

چه این جهان فرو تر چه ان دو عالم … زهی ز این همه رستم هوای آن دارم

ز شادی و غم دنیا نه جوهری ترسم
چو دل ز مهر و غم یار شادمان دارم

دیگر

نه دارم ساقی رنگین رخ و جانانه در پهلو
چه سود این نقل و صهبا شیشه و پیمانه در پهلو

ترا اے آشنا بے من بود بیگانہ در پہلو
دلم از صد تپشہا ہست بے تابانہ در پہلو
بزیر طاق ابرو چشم مست او تماشا کن
بود این سجدہ گاہ دہر را میخانہ در پہلو
بزلف او دل صد چاک من گیرد چسان جائے
بصد نشتر خلشہا میکند ان شانہ در پہلو
ندانم شمع را تعلیم بیدردے چہا کردے
ندارد غم زانبار پریروانہ در پہلو
بعشق گوہر گوشش تو چشم من نہ چون نازد
بود از قطرہائے اشک صد دردانہ در پہلو
دلم دیوانہ جان بیتاب ہوش و عقل نے برجا
چہ تدبیرے نمیدارم کسے فرزانہ در پہلو
امید راحت و آرام و ننگ و نام چون باشد
بود اے جوہری تا این دل دیوانہ در پہلو

دیگر

بہ اقلیم سخن کن انتظام آہستہ آہستہ
رسی تا بار در شاہ نظام آہستہ آہستہ
بہ تیر فکر کن صید مرام آہستہ آہستہ
کشد از بحر ماہی گیر دام آہستہ آہستہ

ولی دارم به برآیا چه دل از شیشه نازکتر — بنه پا بر فراز اے تند گام آهسته آهسته
بامید شهادت بشدت نزع است بر جانم — بکن عجلت مکش تیغ از نیام آهسته آهسته
ز صبح عید شغل باده و وصل پریرویان — شود آخر هم این ماه صیام آهسته آهسته
کمال و اوج گر خواهی بعالم نو ز فیض افشان — به نو می شود ماه تمام آهسته آهسته
ز خدمت هاے برجا ایش جو شد خوشنود انجامش — شود مخدوم خدام آن غلام آهسته آهسته
مخور غم از سحر کن شادمانی در شب عشرت — شود صبح مصیبت تیره شام آهسته آهسته
چرا نومید شوم ای دل ز دور رحمت ساقی — رسد آخر بمن هم دور جام آهسته آهسته

سمند ناز تا جولان به قتل دیگران ساری
بسوی جوهری هم کن خرام آهسته آهسته

دیگر

الہا کے وعدہ ہا را این تا کجا بہانہ
هم حیله بی شمار و بی انتها بهانه
در بندگی خالق دارے چها بهانه
گاهے دعا بهانه گه مدعا بهانه
جاے مقام دنیا شد حیله یا بهانه
بهر قیام نفسی هست این سرا بهانه
در مسلک و طریق هر سالک حقیقت

راه است راه الفت باقی همه بهانه

رسم وره حسینان گاهے جز این ندیدم
مکر و فریب و حیله عذر و دغا بهانه

هم اعتراف وسنت هم زاری و تضرع
دارم زبهر بخشش روز جزا بهانه

اقرار و عهد جانان از بهر دو سه روزے
عهد و فا بغیر از وی دایه با بهانه

کے اعتبار سازم بر قول او که دارد
صد حیلت نمایان صد بهر ملا بهانه

کے به شود مریض هجران زبهر تسکین
هم حیله این دعا ها هم این دوا بهانه

در رسم دلبری گر دلداری است شرطے
از دلدهی چه داری اے دلربا بهانه

عهد وفا که بستی از حیله ها گسستی
ایفاے آن کجا و بنگر کجا بهانه

اے شیخ گر نمازت از صدق دل نباشد
این زاری و تضرع دانم ریا بهانه

گر عهدے نمائی از این بتان حذر کن
حیله چنان چنین و چون و چرا بهانه

در شرب جفائے این قاتلان ظالم
باشد ز رحم حیله و ز خون بها بهانه

بے ذکر حق گذاری در فکر کذب و حیلت
بهر خدا چه سازے پیش خدا بهانه

هم شغل عیش و عشرت هم فکر شیئیت
دارند بندگی را شاه و گدا بهانه

از رسم و راه الفت گر جوهری بپرسی
عهد وفا است شرطے باشد خطا بهانه

دیگر

دل در سواد گیسو سازد بناچه خانه
با صد هزار نشتر دارد خلش چه شانه

شرط است شرط الفت دیگر همه فسانه
راه است راه الفت باقی همه بهانه

اے وا ز دور دوران صد وا ز این زمانه
شد دوست دشمن جان بیگانه هر یگانه

لخت جگر دلا کن همراه این یتیمان
طفل سرشک خویش تنها مکن روانه

در قتل گه ز دیرے استاده ام بکف سر
تا رے سمند نازد هم عشوه چابکانه

بر اوج عرش اعظم سایم نه چون کلاه را
شد نسبتی سرم را با سنگ آستانه

در عشق سالکے ندان از اشک قطره
ریزم ز دیده تر گر رہائے دانه دانه

سرو چمن چنیک با همراه او ستاید
سرو روانم آید گر در چمن یگانه

از عشق گر به پرسے بر حال من نگه کن
از قیس قصه شد و ز کوهکن فسانه

بر تربت جم و کے شمع است نے چراغی
نے چادر گل تر نے هست شامیانه

پر جلوه صاف بیرون جابی همه درویش — شکل حباب ام حباب این زمانه
بیداد باز مژگان فریاد از نگاهش — هر ناوک بلا را سد سینه ام نشانه
از هاے و ہوے بگذر بنشین بکنج گویش — کاین دیر و کعبه دارد صد نغمه و ترانه
در خانه نیست جائم گر بام و در ترا دو — از گوشه گوشه حسرت هم غم ز هر کرانه
از طاعت ریای نفعی یکے نه بخشد — این سجده نمازت کوهست پنجگانه
دل تیر زلف کرده خونم حنای پاش — موے میان ربوده جان من از میانه
صد قول عهد بستی اکنون نه هیچ ایفا — صد مکر و حیله داری صد حیلت و بهانه
تا آمدم بدام صیاد شد نجاتم — از فکر آب و دانه در فکر آشیانه

از دوستی یاران طمع وفا نداری
اے جوهری تو بشنو این پند دوستانه

خمسه جات فارسی

خمسه بر غزل محظوظ

بر دو عارض سنبل کاکل پریشان کردهٔ — از خط ریحان رقم اوراق قرآن کردهٔ
کافرے را دشمن جانِ مسلمان کردهٔ — زلف مشکین تا ز روی ناز پیچان کردهٔ

هر شکن را دام گاه دین و ایمان کردهٔ

از ازل تحریر شد عشق تو تقدیر من — داده ام ایمان من در عشقت جان و تن

بر رقیب رو سیه تیغ نگاه خود مزن — اولین بر گردن من خنجرے باید زدن

گر به قتل دیگران آهنگ میدان کردهٔ

شد برون از خانهات اے چشم طفل اشک گر — ابر باران را شمارد کاغذ بادی مگر

عالم طوفان بعالم سر بسر آید نظر — در بن مژگان نگهدار اشک اے چشم تر

خانهٔ عالم ازین سیلاب ویران کرده

کیست کانزار از غم هجر تو دل پر درد نیست — کیست کز ناله های گرم و آه سرد نیست

کیست کز درد فراقت رنگ رویش زرد نیست — کیست کز عشق تو مجنون صحرا گرد نیست

زلف شب را شهری و شهرے را بیابان کرده

لعل نوشین تو بهر دیگران آب بقا — کار سم دار بکام جوهری مبتلا

شد ز وصلت هم فزون بیمارے عشقش جها — کم نشد درد دل محفوظ گاهی از دوا

عاشقی جان بخش را صد ره پشیمان کرده

خمسه بر غزل قدسی

باشد نه شب ز مهر تا آن ماه تابان در بغل — روز و شب بی چهره غم صد شام هجران در بغل

جان حزین در سینه ام صد آه و افغان در بغل — دارم ولی آیا چه دل صد گونه حرمان در بغل

چشمی ز خون در آستین اشکی ز طوفان در بغل

اے عارضت نور تو خونریز بخش یک جهان — آرام جان بیدلان تفریح روح عاشقان

از جلوهٔ خور سحر دارد چه ناز آسمان	برقع ز عارض فگن یک صبحدم تا جاودان

گردد فرامش صبح را خورشید تابان در بغل

با اوج باشد گر کسی پیوست گیرد نامهٔ	آنچه از گناه و نیکی بد کرده است گیرد نامهٔ
آرد بکف هشیار هم هم مست گیرد نامهٔ	روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامهٔ

من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل

طوفی نه در دیر و حرم ای جو هری کردم ادا	وارفتهٔ عشق بتان آیم چسان پیش خدا
شام و سحر هر روز و شب کارم همه جرم و خطا	قدسی ندانم چون شود سودی ابا را ز جزا

او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

مخمس بر غزلیات راے بچولال صاحب المتخلص به تمکین رئیس حیدرآباد دکن

میکشی مذهب من مشرب من دین من است	بیخودی شیوهٔ من طرز من آئین من است
مایهٔ فرحت و سرمایهٔ تسکین من است	می بیارید که مایهٔ تکوین من است

آفتابی است که در جام سفالین من است

کوئی او قبلهٔ خود صبح و مسا میدانم	روی او هست و الشمس و ضحی میدانم
ره بتخانه و هم کعبه کجا میدانم	کفر و اسلام ندانم بخدا میدانم

دین و ایمان دو عالم بت بیدین من است

سیل رنج و غم هجران تو بگذشت از سر | طفل اشکم چه بپا ساخت طوفان جگر
نه توانم ز توان مرحله که دگذر | هوش و طاقت همه دیر لبست که کردند سفر

مانده یک ناله که آن همدم دیرین من است

جان فدا بر دهن یار نمائیم ای خضر | چشمه آب بقا هست برایم ای خضر
کوثر و چشمه حیوانست نه جائیم ای خضر | من بهر چشمه کجا چشم کشایم ای خضر

دهن تنگ کسی چشمه نوشین من است

دل پر داغ بس این فرحت بستان بکنیم | عیشم و ابر گل و نسرین چمن‌ها چکنیم
گریم از غم نظری بر گل خندان چکنیم | سیر از جان خودم سیر گلستان چکنیم

داغ دل این سینه که دارم گل و نسرین من است

در دل از گرد غم و هجر بباشد جو اثر | هست آئینه در و صورت عالم بنگر
آنچه باشد به نهان هست به نظرم یکسر | چیست در جام جم و آئینه اسکندر

دیده باشی همه در دیده حق بین من است

در علاجم چه شوی بیهده دلگیر طبیب | حکمتست راست درین درد نه تو فن طبیب
هست از سوز نهانم همه تحسین طبیب | گرم سوزیست عشقم سر خود گیر طبیب

آه سرد جگر باعث تسکین من است

آنچه بدکرد بجالم همه باشد نیکو | گر ستم هم برسد رحم شمارم از داد

نه هراسی است که چون آئینه گویم بر رو — گفتمش تلخ که دشنام چه چیز است بگو

گفت بشنو سخنی از لب شیرین من است

گل رعنای مرا غنچه دهانی چه بود — جوهری آینه خموشی است ندانی چه بود

نه هراسم که ازین سخت زبانی چه بود — گفتم ای بت سبب جمله گرانی چه بود

گفت آهسته بصد ناز که تمکین من است

ایضاً

در دل و دیده تب عشق ستمگاری هست — چشمم از جوش دو رود بر شرر باری هست

عالم عالم بدلم سوز نهان آری هست — صد جهان آتش غم را بدلم کاری هست

هر شرر را بجگر گرمی بازاری هست

همره اشک روان لخت جگر باری هست — چشم من بین و ز لعل چه بازاری هست

با چنان در دندان چو مرا کاری هست — چشم تر نیست مرا گهر باری هست

که بهر قطره نهان لولوی شهواری هست

گل که خود پیرهن غنچه بپوشد بلبل — بین که از شرم رخ خویش بپوشد بلبل

گل تو آندکه ز سر رنگ بجوشد بلبل — از حیا هست که معشوق خموشد بلبل

ورنه هر خار به گل صورت منقاری هست

گر جفا بینی از و لب نگشای ای دل — از زبان شکوه جور شنو نمای ای دل

از دہان کے سرزد این ہرزہ درآی ای دل   طاقت لب بود شکوہ سرای ای دل

دہن زخم کشا گر سر گفتارے ہست

سرو در باغ بسی ہم قد آنہا دلجو   گو بود قمری صادق کہ نماید کو کو
گل ہزار اند مگر بلبل ہر گل گوگو   کاروانی است پر از جلوہ یوسف ہر سو

چون زلیخا بگدائے عشق خریدارے ہست

خوشتر آنہا ز دل و جان کہ نثار عشق اند   دشمن ہر دو جہان گشتہ و یار عشق اند
دیر و ہم کعبہ درین راہگذار عشق اند   کفر و اسلام بہم بستہ تار عشق اند

سبحہ را ہم بگلو رشتہ زنارے ہست

تا خیال رخ گلرنگ تو شد جلوہ فگن   در نظر ہر گل گلشن شدہ تا گلخن
سینہ از کثرت داغ است جواب گلشن   دل عاشق نکشد منت گلگشت چمن

سینہ ریش ندانی کہ چمن زاری ہست

از فلک شکوہ بیداد و ستم ہست خطا   در پس پردہ جوانیست کند جور و جفا
راست از پیر نشد کار جوان رعنا   تہمت جور کجا و فلک پیر کجا

اندرین پردہ ندانی کہ ستمگارے ہست

در چمن چیست ترا عشرت و جست ای گل   روز و شب با خس و خار است چہ صحبت ای گل
جوہری یافت بغربت ہمہ عزت ای گل   ہمچو نگین مشو آزردہ بہ غربت ای گل

گر چمن دور کند گوشہ دستاری ہست

ایضاً

زین پیش نام عشق گہی بر زبانش ماند — عشقت چو جا گزید بدل در خیانتی ماند
شادم کنون که وسوسهٔ این و آن نماند — دل بر رضا نہادم و پروای جان نماند

جان در رہ تو دادم و فکر جہان نماند

ما در چمن ز جور صبا آشیان نماند — پروای از بہار و ہراس از خزان نماند
در عشق آن یگانه نه غم دیگران نماند — در خاطرم ہوای گل و گلستان نماند

شادم که منتی بمن از باغبان نماند

شاکی ز باغبان و غمین از صبا نه ام — نی بیم چرخ ماند نه غم از زمانه ام
نی فکر آب ماند نه پروای دانه ام — پر دوش خویش ساخته صیاد خانه ام

منت خدای را که غم آشیان نماند

از مقدم صبا چه امید گشود کار — این غنچهٔ دلم نشود گل چو در بہار
ما را چه رفت گرچه خزان آمده بہار — گر صد بہار آید و گل ہا شود ہزار

ما را چه سود زانکه دماغ فغان نماند

بینم نه سوی خورشید نظر ہست روی تو — روی تو قبله من و دل ہم بسوی تو
زنجیرہای جان و دلم ہست موی تو — چون نقش پا شدم چو زمین گیر کوی تو

ہیچ دگر ز حادثهٔ آسمان نماند

آمد وجود من به وجود از عدم چه سود — جز فکرت عدم بدلم ہیچ غم نبود

نازم به عشق موی میانش که غم ربود — او خستم چو با کمرش از نبود و بود

دیگر مرا مباحثه در میان نماند

وابم که زندگیست مرا در هوای شوق — دارم به دیده و دل و جان سنگ جای شوق
نازم به پای مردئ بی انتهائ شوق — رفتم ز خویش تا سر کویت به پای شوق

پروای دستگیری تاب و توان نماند

برگشت دور چرخ و هم این گردش زمان — گردید دشمن دل و جانم همین همه آن
سازم چه شرح رنج و غم خود چنین چنان — آخر رسید ندامه و برگشت آسمان

لطفی کنون که جز تو کسی مهربان نماند

احوال عمر لایق گفت و شنید نیست — بد خواب شب که باز تو لای دیده نیست
رفت و خبر از و به قریب و بعید نیست — بگذشت و نقش پای ز عمرم پدید نیست

رفت آن چنانکه گردی ازین کاروان نماند

افشای راز عشق گناه است و هم خطاست — از دل اگر هزار شکایت کنم بجاست
یارای صبر و تاب تحمل به او کجاست — پرواز رنگ بود که طوفان اشک خاست

دردا که راز درد تو آخر نهان نماند

گر سور و عتاب شدم و ندم ار کرم — از شکر و شکوه لب نگشادم دمی ز هم
جنباد جوهری نه زهمت و می قدم — آمد بسر هر آنچه سر آمد نشاط و غم

تمکین ما به ماند و بهار و خزان نماند

دیگر

عشق سری ست که زنهار نخواهی دانست — آنکه دانست کسی سر الهی دانست
میتوان حال سفیدی و سیاهی دانست — می توان حال جهان تا مه و ماهی دانست

نه توان ماهیت عشق کماهی دانست

جلوه نور که آن ماند نه موسی برجائی — هست پنهان برخ خوب تو ای دل آرائی
در بیاض رخ خوب صورت معنی بنمائی — گر حقیقت طلبی بند نقابی بگشائی

کاندرین پرده توان سر الهی دانست

گرچه از جور تیغی هست تفاوت تا لطف — جور هم از تو کرم هست چو باشد با لطف
خود نگو ظلم بزیبد که بود زیبا لطف — من بیچاره چگویم که جفا کن یا لطف

چونکه خواهی بکنی آنچه تو خواهی دانست

با همه هوش عبث بسته هست زنگم — راز من فاش شد ای وای ز دست زنگم
حیف در خاک نشاندی همه عبث زنگم — گر پرده دری بست شکست زنگم

هر که دانست مرا از رخ کاهی دانست

زین تغیر که ز هر شام و سحر میگردد — روز و هم شب که یکی بعد دگر میگردد
شوق چشمی بدلم تازه ز سر میگردد — روز و شب گردش یک چشمی بنظر میگردد

تا دلم رمز سفید و سیاهی دانست

می به اغیار همی خورد و کبابم میکرد — مبتلای غم و اندوه و عذابم میکرد
من نگویم نکنم یا به عتابم میکرد — دوش در بزم بدیوانه خطابم میکرد
شکر الله که بدین مایه مباهی دانست

گر ز تو جور و جفا و ستم و کین باید — آنچه بهر تو دلم کرد همین می باید
شهرت افزای ستم های تو این تیغ باید — محضر آرای جفای تو چنین می باید
خورد بر دلغ که دل مهر گواهی دانست

دل من برد و زکین آن بت دلبر نگذشت — وان چه بیداد که زو بر من مضطر نگذشت
من ز جان رفتم و جانان ز ستم بر نگذشت — من گذشتم ز سر و طالعم از سر نگذشت
سر گذشتم شنید آن بت و واهی دانست

ای گدای در تو شد شه والا تمکین — سگ کویت نکند رخ بسوی خلد برین
هر که عاشق شده چون جوهر زار حزین — هر که زد تکیه بر او زنگ جنون چون تمکین
مشت خاکی ز درت افسر شاهی دانست

دیگر

شکایتی ز صبا هم ز باغبانی چند — رسید جور ز صیاد هم بجانی چند
ز بلبلانست مگر این همه فغانی چند — خورد بگوش فغانی ز نالهٔ چند
یقین که باز رسیدند ظالمانی چند

چه خنده گل رنگین که هست آنی چند — چه نغمه سنجی بلبل بود زبانی چند
ز دست دامن گلچین و باغبانی چند — قیامت است رهای ناتوانی چند

کجا بر تدبیر سئی چند و استخوانی چند

ز شبنم این گل تر شکل دیده نمناک — ز چاک پیرهن گل عیان دل صد چاک
سزد بیاد لبش گر بگو مکش بیباک — ز برگ برگ حنا شد یقین که از ته خاک

کشیده اند سر این خون گرفتگانی چند

دهانش چشمه حیوان شمارم اعلام دین — بود ز یاد لبش زیست عاشقان یقین
به لامکان نشست بیانش چه این مکان تکین — گذشت شهره جان بخشیش ز عرش برین

کند چه ناز مسیحا بر آسمانی چند

نشد ز ابلح بان حل عقده از دهنت — بود بملک عدم ذکر طرفه از دهنت
شنید کس سخن گو که شمه از دهنت — کشاد لب بچمن غنچه غنچه از دهنت

فتاد عاقبت این راز در دهانی چند

حواس و هوس بنهکت عشوه ادلم در خست — سیاه ناز تو بر کشور قرارم تاخت
بهر چه هست رضای تو می توان پرداخت — مرا به عشوه و ناز و ادا بباید ساخت

حضور باش همین اند کاردانی چند

ز وا غنچا بود این سینه غیرت گلشن — ز سیل اشک به عمان است چشم چشمک زن
چرا بروی لب جو چیست میل سیر چمن — بدیده باش بدل باش باش در دل من

بلند و پست به ملک اندرین مکانی چند

زقطره قطره بود اشک گوهر غلطان
زسود و سود ندانم نه بیم از نقصان

ز لخت لخت جگر سوخت لعل و هم مرجان
بکوچه کوچه پی شهر جان به سود و زیان

زپاره پاره دل چیده ام دکانی چند

گهی بهار چو شبنم کرد گهی خزان محزون
به هجر و وصل و غم و عیش عالم است مشحون

نشاط وصل گهی گه به زنجیر شد دلخون
نشد دمی خلش آن مژه ز دل بیرون

گذشت عمر و بلی بر سر سنانی چند

سفر نموده ام تا از وطن من غمگین
بهشت مرگ اگر نیست جو هر نیست همین

دمی نشد که بیاد وطن شدم نه حزین
نگر به پیگذره ماه و سال ای تمکین

زند نیش در دل یاد مهربانی چند

دیگر

مهره مهر و محبت بیشتر چیدن چه بود
آمدن آن جانب من باز گردیدن چه بود

نزد چو روی وفا بازبازیدن چه بود
سوی من دیدن زناز و بازنادیدن چه بود

دیده وا بسته رهبان دیده دزدیدن چه بود

دیده باشی چشمه چشمم بجوشیدن چه بود
بیخبر زینسان ز حالم باز گردیدن چه بود

یاد داری شعله آهم به بالیدن چه بود
وی بمحفل حالم از پروانه پرسیدن چه بود

قصه نشنیده رخ چون شمع تابیدن چه بود

دی بمقتل قاتل از بهر تماشا ایستاد	شیوه جور و ستم با طرز دیگر کرد یاد
از لب تمکین او شوری بمقتل اوفتاد	بود مقصودش تجاهل با نمک باشی مراد

حال مجروحان شنیدن بود خندیدن چه بود

گر ز نام دلبرے دو لب با ہست عار	ہم شده واقف ز نام عشق الفت نهان
از وصال او ہم ہم آغوشی ندارے ہیچ کار	گر شده خود آشنای لذت بوس و کنار

دی کنار جو لب پیمانه بوسیدن چه بود

ای که عکس رو ینو گاهی ندیده آفتاب	بود آن برق تجلی روز و شب زیر نقاب
شوق خود بینی ترا خود کرد چون اصطرلاب	آمده در خانهٔ آینه تنها بے حجاب

رفته از جا رخ ز عکس خویش پوشیدن چه بود

از نگه سوے خانه دلها رو برای گذاشت	غمزه را بر شیوه جور و جفا کاری گماشت
گرچه صد تخم ستم در مزرعه دل کرد کاشت	چشم مستش فتنه در پرده گرماتی نداشت

خواب آسایش نکرده نیم خوابیدن چه بود

شد گره در کار من چون زد گره ابروے او	شد پریشان حال من آشفته خود چون موی او
گر دوم واقعی بود آن ابرو و گیسوی او	کج شد احوال بر و بود چون نیش عقرب خوی او

ہمچو ماران زلف را بر خویش پیچیدن چه بود

دل چو دادم یافتم خواهان ایمانم ترا	رفت ہم ایمان ببردم در پے جانم ترا

…مانکه از جوهری زار هم خوانم ترا — بود با تمکین سر پرخاش میدانم ترا

ورنه هر دم بی سبب این شوخ رنجیدن چه بود

دیگر

مرغ روح از قفس جسم پریدن دارد — جسم زارم بلب گور رسیدن دارد

هر کس از حالت من لب بگزیدن دارد — دیده ام آنچه بعشق تو شنیدن دارد

دیده باید دگر این دیده چه دیدن دارد

اشک از دیده بصد سیل دویدن دارد — دل بیتابت پی عزم رسیدن دارد

در جگر خار غم تا ره خلیدن دارد — می پرد چشم و دلم باز طپیدن دارد

زین دل و دیده ندانم چه رسیدن دارد

گر ترا خواهش شادی است رفیق غم شو — بنشینی گر هوسی هست ز هر یک کم شو

سر فرو آر سرافراز به دو عالم شو — خم شدن هست کمانی بتواضع خم شو

ماه نو مخزنکه دار ز خمیدن دارد

چه ستمها که ز دستت نرسید ای صیاد — در قفس جور و جفایت چه ندید ای صیاد

خامشی با همه ظلم تو گزید ای صیاد — مرغ دل از تو کشید آنچه کشید ای صیاد

رخصتی ده که دمی ناله کشیدن دارد

گر نشیند بدرت خاک بجنگش خیزم — بنشد آینه اگر روی تو آبش ریزم

آتش رشک بجو شد چو ز طبع تیزم — به برم غیرت و یا باد صبا آویزم

زانکه هر بار به کوی تو وزیدن دارد

بی سبب نیست سراسیمه جگر مضطر دل
بی سبب این خلش خار نباشد در دل

نیست مجروح ز شمشیر نگاهش گر دل
چشم زخم از مژه اش گر نرسیده بر دل

نفس از بهر چه در سینه خلیدن دارد

نیست بیمار و بجز درد فراق او کس
میکشم در غم او زحمت رنجوری بس

یک نظر دیدن آن شوخ ز عمری است هوس
منت است ای همنفسان مرگ کشم چند نفس

به عیادت اگر او عزم رسیدن دارد

از نظاره در خلوت چه گذاری شب و روز
بر مزارم بگذر چشم بپرزن خود دوز

لذت در دشمناشی رشک وا آموز
ای هما کشته آن کحل ملیحم که هنوز

استخوانم نمکین است مکیدن دارد

در حرم رفتم و محروم من ماند همین
دیدم از دیر نه هم سود دفتر سود خشکین

جوهری نیست که صافش نه بصیم بیقین
چون شود رام همین آن بت رعنا تمکین

زانکه از سایهٔ خود نیز رمیدن دارد

دیگر

چون رفت روح تا به توان شد ز تن وداع
شد سیر سر چمن چاک شود از بدن وداع

ز نخل شود همه برگ کهن وداع
افسرده گل چرا نشود از چمن وداع

چون شد بهار نکهت ازین انجمن وداع

صبح شب وصال فغان کن هم آه کن — از سیل گریه خانه عالم تباه کن
هوش و حواس میرود اینک نگاه کن — لخت جگر بیار دلا زاد ره کن

طفل سرشک میشود از چشم من وداع

بگذاشتم وطن نیم این شهر هنوز — آواره ام بکوه و بیابان مگر هنوز
رفتم ز خویش و رفت نه دوران سر هنوز — سرگشتگی نرفت ز رنج سفر هنوز

بود این چه ساعتی که شدم از وطن وداع

رفت از کنار من سحر آن شوخ ماه وش — بیدار کرد آه نسیم سحر کمش
هوش و حواس تاب و توان رفت در پیش — تنها سفر نکرده من که همرهش

دل شد ز دیده دیده ز جان جان ز تن وداع

ای هر دو عارض تو و شمس و قمر خوش اند — خوبان همه بکوی حسن تو کی رسند
حسنت نهان چه غلغله در عالمی فگند — در محفلی که دیده ز مهر رخت کشند

چون مه ز چرخ شمع شود از لگن وداع

وا دار این ثمر نهال تو گل به عندلیب — عشرت نصیب گشت جز و گل به عندلیب
بد بیش ازین نه گل چه تغافل به عندلیب — عهدی درست کرد دگر گل به عندلیب

گشتند از چمن همه زاغ و زغن وداع

خوف خزان نه از خلش خار پاک و بیم — نازم بکنج صحن چمن مدتی مقیم
رفت آن شب وصال غم شد دلم دو نیم — از خود شدم وداع بهمراهئ نسیم
شد صبح دم جوان بت گل پیرهن وداع

فارغ ز رنج و ماتم حسین نیست کس — ماه محرم است بود رنج و غم هوس
ای بیچو سری رهبر شفاعت همین است بس — تمکین سجاد لی است سوگ و گریه یکنفس
جان در غم جناب حسین و حسن وداع

دیگر

نه از کنج قفس تا گل رسیدن آرزو دارم — نه با این بال و پر جای پریدن آرزو دارم
نه بنشستن نه رفتن نی دویدن آرزو دارم — نه پروا دی پریدن نی طپیدن آرزو دارم
بدامت رشته عمری بریدن آرزو دارم

بدربان در ایوان تو گاهی بود جنگم — نگویت با سگان گاهی پیام آشتی دارم
بصد حیلت رسم پیشت همین باشد تمنا نم — به شمع او نیزم و با لتمه سازم با تو آمیزم
به بهر راهی به بزم تو خزیدن آرزو دارم

نه گلزاری بهار گل نه دیدن آرزو دارم — دماغم کو که بوی گل شمیدن آرزو دارم
نه در صحرا نه بر کوهی رسیدن آرزو دارم — کجا همچون صبا هر سو دویدن آرزو دارم
به کوی یکنفس حسرت را گزیدن آرزو دارم

تماشا آفریده کی چمن آرای محبوبی
قدش سروی بود در گلشن زیبای محبوبی
بود آن نرگس جادو براه صهبای محبوبی
لبش گویای لعل است در مینای محبوبی

به مستی جرعهٔ زان می چشیدن آرزو دارم

ترحم گر نمیدانی ستم بنما بحال من
نگر خوی وفاداری جفا زیبا بحال من
نه آن داری نه این داری صنم ای وای بحال من
نمیگویم که رخ بنما نظره بکشا بحال من

بجای گل ز باغت خار چیدن آرزو دارم

شد از روز ازل حیرت مرا همره پریشانی
ز فیض لب تحیر مشکلم راهست آسانی
بود حیرت مرا همدم انیس مونس جانی
کند در پرده چشم من ز عمری مشق حیرانی

ترا چون آینه بی پرده دیدن آرزو دارم

ز دست این خموشیها دلم را کرده نالان
تکلم کن دمی با من بود جان هم دلم قربان
نزید گفتنش هم رنجم نه از خشمت سهم ترسان
سخن گو یا بده دشنام گستاخی معافیم یکسان

به شوخی از لبت حرفی شنیدن آرزو دارم

بظلماتی روم نی خضر هم باشد اگر گهگه
پریشان میدوم آواره که حیران گدا و شه
دلم گه رهنما باشد بود همپای شوقم گه
شب تار و ره پر پیچ و بخت نارسا همره

به این تا کوچهٔ زلفش رسیدن آرزو دارم

توانائی مرا شد غیر را بیمار گردیدم
شکیبائی مرا شد مضطرب اغیار گردیدم
به حکم گریه امید وصالش زار گردیدم
ندارم غم اگر در هجر آن گل خار گردیدم

که در چشم رقیبانش غلیدن آرزو دارم

نمودی گوهری مهر و لالی او بیک منزل　　دراید الفت وا نازل گوئی به اب گل
دهم هوش و حواس و غم و غم عشقش کنم حاصل　　میسر هر قدر آید بچندین نقد جان و دل
متاع درد او تمکین خریدن آرزو دارم

دیگر

قطره قطره می زمینا پاک می آید برون　　بهر مهمان غم تریاک می آید برون
دخت رزاز شیشه چون بیباک می آید برون　　از زمین هرگه نهال تاک می آید برون
از رده میکشان از خاک می آید برون

ناله غم از دل صد چاک می آید برون　　لخت دل از دیده نمناک می آید برون
خود بخود جان زین طلسم خاک می آید برون　　خیر باد از خانه آن سفاک می آید برون
گرده غیرت خانه ها بیباک می آید برون

زخم غم از تیغ هجر یار بر تن میرسد　　بر رگ جان هر نفس مانند سوزن میرسد
گر رسن بکسست اینک طوق آهن میرسد　　رستم معلوم شد تیغی بگردن میرسد
گر سرم از حلقه فتراک می آید برون

چشم دریا بار من در هجر تو چون میگریست
قطره قطره قلزم و عمان و جیحون میگریست

عالمی بر گریه ام با حال محزون می گریست　　تا جگر میداشتم چشم ترم خون میگریست

سوختم زین چشمه اکنون خاک می آید برون

هست شوریده سری با بخت من جنگ و ستیز　　خیز جز حسرت با رسد نفعی کجا از تیغ تیز

عاقبت گر خواهی از سودای گیسویش گریز　　چاره از نفس مجو در کام دل زهری مریز

از درون مار کی تریاک می آید برون

روز و شب با گریه و زاری مرا افتاد کار　　ابر دریا بار از چشمم شرم شد شرمسار

بنیم اینک کاین همین گریه مرا شد غمگسار　　گریه چون جوشد ز دل گیرد کدورت ها کنار

بحر چون موجی زند خاشاک می آید برون

میشود از ناله های من قیامت ای فلک　　مشکل افتاده ست بر اوج این تمامت الفلک

بر زمین آید نه این ایوان و یا ست الافلاک　　دور شو از راه گر خواهی سلامت ای فلک

از درونم آه آتشناک می آید برون

یا کسی من از دست وحشت بالصحرا سر نهاد　　تنگ شد دامان صحرا دامان دارد بباد

چاک شد صد جیب دامان ز خشت منش بنیاد　　تا کجا چاک گریبان را همین وسعت کشاد

از دل من ناله صد چاک می آید برون

هست از حب حبیب کبریا آب و گلم　　از گهر دارم نه بیمی خلد باشد منزلم

جوهری زین گنبدی و چه باشد حاصلم　　از فلک تمکین چه منت از زه پاک دلم

از درون شاهنشه لولاک می آید برون

خاکی کز فرا تار تو بر باد و خراب اولی
آتش کہ سرافراز دان دتہہ آب اولی
از زندگی نخوت مرگ است شتاب اولی
در بحر خودی ما کو استی چو حباب اولی
سر زیر یکف زیبا یا ہم بر کاب اولی

گر لطف کنی ایجان ہم ظلم بود جان
از وصل گرم ساداں بی غم ز غم ہجران
لطفی نہ ز تو چندان بیداد و خند گر زان
یک بوسہ و صد بہتان بد گفتن بی پایان
دشنام قبول ایجان لیکن بحساب اولی

در عشق تو تا گشتم دلدادہ حسن مضطر
گر جور ز تو دیدم ز لطف نگاہی کن
از شکوہ سرای ہا جنبید نہ لب یکسر
نہادہ ام ای دلبر بر خط رضا سر
ہم لطف ز تو خوشتر ہم از تو عتاب اولی

بگذار ستم ساقی گاہی است ترحم
قہر است بہ فصل گل ایوانہ خوردن می
محروم مدار از می آن ہست بہ از ہر شی
زانگہ کہ شدم در پی شد وعدہ ہزاران طی
ای لا دنعم تا کی یکبار جواب اولی

این دین کہ تو بیداری گر ہست ریا کاری
صد تخم ہوس کاری داری ہمہ مکاری
دنیا جو بد انکاری زین دین بکف چہ داری
ای شیخ چہ دین داری دنیا چہ بود
از غافل بیداری ہشیار بخواب اولی

گردا این دل بد خویم بدنام ز ہر سویم
در دشت ہمی پویم کہسار ہمی جویم
آشفتہ گیسویم حیرت زدہ کاریم
از دل چہ سخن گویم آفت زدہ اویم

یک تیر به پهلوئم زین خانه خراب اولی

این مجلس زمین داری با اینهمه صرافی — محروم نه بگذاری گر بر سر اعطافی
صد حیف عبث آری یک جرعه بود وافی — دردی است و گر صافی جامی است

گر بر سر الطافی ساقی بشراب اولی

دنیا همه بغض آگین مکر است و فریب این — بر هر دو بکن نفرین ای جوهری غمگین
در زاویه بنشین ربدی مگزین این — تا کی غم آن و این تا کی سر و مهر و کین

از فکر جهان تمکین دیگر می ناب اولی

قطعهٔ تاریخ رحلت لاله لعل بهادر صاحب رئیس و قانونگوی قصبهٔ پنڈروه تحصیل شاه آباد ضلع هردوی

خسر مولف

جناب لعل بهادر مربی غمخوار — که بود ذات کریمش بفیض رشک بهار
شکایتش نه شنیدیم از زبان کسی — بهر یگانه و بیگانه کرد لطف هزار
عزیز خویش مراد است از یگانه خویش — ز لطف بیش بخویشی خویش داشت شمار
به یوم جمعهٔ آن هشتم مه ماتم — سفر نمود ز دنیا بوقت نصف نهار
دم تکلم و تقریر گل همی افشاند — نه ماند آه دم نزع طاقت گفتار

زمانه در نظر عالم است بس تاریک | بجای آب سزد ابر گرشود خونبار
ندانم آه کجا رفت آن مربی من | کجا روم بکه سازم غم و الم اظهار

زروی یاس سقاش چو جوهری جستم
ملک زهیچ نداد – در جنان است قرار
سنه ۱۲۰۰ هجری سنه ۱۲۷ ان

قطعات تاریخ تیاری مکان ریڈنگ روم در ضلع اندور خاص باتفاق جمیع عهده داران سرکار عالی

خوشا ریڈنگ روم این یافت تعمیر | زحسن اتفاق عهده داران

مکان دلپذیرے یادگارے
بهر هجری بے سراندیشه برخوان ۱۳۱۲

دیگر

بناشد به اندور ریڈنگ روم | گرزو گشت این چرخ اخضر ترنگ

به هجری چو پرسیدم از خویش
بگفتا فلک – قصر قیصر بر نگ
سنه ۱۳۱۲ هجری

دیگر

تعمیر مکان شده به اندور | جائے تفریح و غمگسارے

سالش بدعائے او فلک گفت
تاحشر قیام و یادگارے
سنہ ۱۳۰۲ ہجری

دیگر

بندوبست ومال و تعمیرات ازسرتابپا
کوتوالی و طبابت ہم پولیس از ابتدا
کرد جہد و سعی در تعمیر این ریڈنگ روم
جوہری خوش گفت تاریخ بنایش برملا
ازحروف اول و آخر الفاظ بندوبست ومال و تعمیرات وازحروف اول
کوتوالی و طبابت وپولیس تاریخ فصلی برمے آید سنہ ۱۳۰۲ فصلی

دیگر

شد بنا از اتفاق عہده داران خوش مکان
رشک قصر قیصر روم است این ریڈنگ روم
گفت تاریخ بنائے او بہ ہجرے ہاتفے
یادگاری تاابد باد ازچنین ریڈنگ روم سنہ ۱۳۱۲ ہجری

قطعه تاریخ تولد فرزند ارجمند بخانه برخوردار بابو اوده بهاری لعل

بشکر حق زبان رطب اللسان باد
به حمدش شکرین کام و زبان باد

تولد یافت فرزندے خوش اقبال
ز چشم بد الٰهی در امان باد

شنیدم سال تولیدش ز هاتف
تولیدش راحت روح و روان باد

به فضلی نور چشم خاندان گو
به هجری هم چراغ دودمان باد

سنه ۱۳۱۶

تاریخ طبع کلیات جوهری

شکر لله سخنے بدرگاه خداوند کریم
کاملان را هم پسند افتاد این ناقص کلام

جوهری تاریخ طبعش هاتفے گفت از
کلیات جوهری از طبع شد مطبوع عام

سنه ۱۳۱۶ هجری

دیگر

تحفهٔ جوهری جب طبع ہوا
خوش ہوے قدرشناسان سخن

گل و غنچه مین ہر ایک لفظ اوسکے
ہے مضامین سے وہ بستان سخن

جوہری نے یہ سنا ہاتف سے
چھپ گیا آج گلستان سخن

سنه ۱۳۱۶